

چاہیئے تو بھی اب جہانہ کرے آہ و فریاد اب کیا نہ کرے	ساب نہیں اب تم اوٹھانے کی تم جو کہتے ہو کہہ دو حسرت کو
آپ کا اہل میں کیا بگڑتا ہے درود دل کی کوئی ددانہ کرے	
کہ شاد ہی تری خاطر کہیں طالع گذرے سوا میاں سکر دل میں بھی خیال نہ گذرے نہ آپھری تو ادھر چرب تلک کہ سال نہ گذرے فلک شباب کہیں شب وصال نہ گذرے کجی سو اپنی کسی طور یہ ہلال نہ گذرے کہ صاف حلق سے (۴) زلال نہ گذرے کہ باز پرس کو دن تجھے انفعال نہ گذرے کہ یاں سے نقص بنا کوئی باکمال نہ گذرے	یہی بھلا کہ تجھ کو مرا خیال نہ گذرے جو دوستی ہو تری درد و غم گنتے ہیں ہم پر وفا کے وعدہ ایک روز میں بھلا کب ہو شہزاد کی مانند عرصہ اس کو بھی دیجو بھولوں سے تیری ارادہ مقابلہ کا اسکو خواص خنجر پر رنگ کا رکھے ہے پنجیس (۵) گواہ جرم کا میرے بھی کو کیجیو سارنل یہ نور راہ کہ نقصان سے مجھے ہوا روشن
عجب ہی جلوۂ بے مثل یار کا مے حسرت کہ او کی خاطر شاعر میں بھی مثال نہ گذرے	
زہیں یہ آسماں جاییے کیدھر کہاں رہیئے ملے ہو نام غما کی طرح جب بڑشاں رہیئے اب اسکا کھوج کر تو کارواں کارواں رہیئے	کہاں تنگ کیں میں آوارہ زیر آسماں رہیئے نہ ہو وہ شہرہ آفاق جس میں خود نمائی ہو کہ دھڑک ہو گیا یہ یوسف دل چاہ میں یارو

<p>وصل کی کل رات تھی اور یا بھی تھا مہرباں جس طرف جاؤں دھڑکھٹن ہے تشنہ ہے بزم میں بیٹھا تھا تیرا نام لے بیٹھا کوئی لے چلا دل کھینچ کر کعبہ سے بتخانہ کو شیخ کیونش ہو روز قیامت اسکو یہ شام فراق جسبانیہ مختصر ہوتا ہو دل اٹھتا ہے دل</p>	<p>پیر نہ نکلا کام خاطر خواہ دل کے ہاتھ سے کبر طرف جاؤں میں اللہ دل کی ہاتھ سے واک اوٹھ آیا میں کل گاہ دل کی ہاتھ سے کیا کروں میں ہو گیا گمراہ دل کی ہاتھ سے زلف تیری چھٹ گئی ایماہ دل کی ہاتھ سے قصہ تیرا نہیں کوتاہ دل کے ہاتھ سے</p>
	<p>چشم کار و ناظر ای کیا کہوں حسرت مدام گہجر کے ہاتھ سے اور گاہ دل کی ہاتھ سے</p>
<p>کوئی عرض حال یار سے ہر بار کیا کرے آتی ہی روز حشر کے صدمے دکھا دے کیوں بھلا قفس میں جبر نالہ و فقاں آمدی موج خون کی سینہ میں دمدم جو مرغ اڈر کے بام قفس تک نہ جا سکے</p>	<p>جو جانتا ہوا دوس ہی پھر اظہار کیا کرے اب دیکھیں ہجر کی یہ شب تار کیا کرے صیاد اور مرغ گرفتار کیا کرے کس طور تھا مے دیدہ خونبار کیا کرے پرواز آہ تاسر دیوار کیا کرے</p>
	<p>حسرت عبت کر رہی ہے گلہ او سکا بار بار تقصیر اپنے دل کی ہے دلدار کیا کرے</p>
<p>مجھ کو تجھ سے خدا جُدا نہ کرے اڈر گئی پر سے طاقت پرواز</p>	<p>تجھ سے میں ہوں جُدا نہ کرے کیس صیاد اب رہا نہ کرے</p>

کس طرح اوس کو آشنا کیئے

بہارا آئی جنوں کو یہ دل فسرہ کیا جانے
نہ ہو دے ذبح کرنے کے سوا ایک دم اسی راحت
سخن آرائیاں مرغِ سخن مست کر اسیروں سے
گرا تھا مرغِ دانا دیکھ کر دانے کو پر آگے
بلا لائے ہیں مجھ کو جو قدیمی یاں کو محرم ہیں

ہوا گو تر ہو پر کھلنا دل پر مُردہ کیا جانے
حلاوتِ زلیست کی پتھر پیکانِ رِده کیا جانے
خمشوی چھٹ ہماری خاطر آزرده کیا جانے
اگر ہو خالِ خطِ سِوِ دامِ اک گُسترہ کیا جانے
گنہ میرا جو ہو بخشویہ نو آزرده کیا جانے

جو مانگو جی تو دُرِ حسرت جو سرچا ہو تو حاضر ہے
تمہارا عاشقِ بَدِ دل جگر اور گردہ کیا جانے

گذر کر اسی نسیمِ آہِ داغِ دل پہ رہ رہ کے
کہاں ڈھونڈھوں گھرِ دل کا نشانِ باؤں کے چوچوں
شہِ قُت نہ دکھلا دی خدا دشمن کو بھی یارِ د
چمن میں بھیج دے لبل کی خاطر پیرِ ہن اپنا
نہیں ساتی ہوئے ابر میں ابے ہر کھا مرئے

ابھی ہی آگِ سینہ میں مبادا پھر کہیں دہکے
کہ یہ دوانہ تو جاتا نہیں مجھ سے کچھ کہہ کے
بچا ہوں میں تو جیتا آہ پر کیا کیا ستم سہ کے
عرق کی بوسہ جو بن موسمِ گلِ سب چمن ہنکے
یہ سبزہ املہا دی باغِ نیل در سڑیوں لہکے

بہا کر لے چلی ہر آنسوؤں کی موجِ حسرت کو
مزا ہوا سو کر چوچے میں جمع جانکے کہیں بہ کے

کھینچتا ہوں نالہ جانکاہِ دل کے ہاتھ سے
میں کہاں کو چہ کہاں تیرا مجھے کیا کام ہے

آہِ دل کو ہاتھ سے صد آہِ دل کو ہاتھ سے
آنکھلتا ہوں ادھر کو گاہِ دل کو ہاتھ سے

	<p>گودہ پیاسا ہو لہو کا تیرے تو حسرت نہ ڈر موت آپہنچو نہ جب تک قتل قاتل کیا کرے</p>	
<p>سر پر مرضِ ہجر کے ہر گز اجل نہ جائے ای ہجر اگر چہ آئی ہوئی موت ٹل نہ جائے یہ غم تو دل کو بھی ہوئے آج کل نہ جائے شکل یہ ہو کہیں تری حالت بدل نہ جائے پراشک کا ہو ڈر کہیں آنکھوں سے دھل نہ جائے</p>		<p>مکن نہیں کہ جائے تو آہوں سے دل نہ جائے بن دیکھے او کو مین مردوں امکان ہی نہیں مدت تلک رہو گامے جی میں دردِ ہجر گر آج دوستی ہو تو کل پھر ہے دشمنی اپنی طرف سے تھام رکھوں گا زبان و دل</p>
	<p>حسرت کو مت سناؤ جاتا ہی یا رکل ہو بے قرار آج ہی کہیں جی نکل نہ جائے</p>	
<p>دل کا احوال کس سے جا کیئے جھوٹی باتیں بنا بنا کیئے تجھ کو اے بُت اگر خدا کیئے کیئے کیوں کر او سے جدا کیئے چاہتے سو بُرا بھلا کیئے کس میں نہیں جلوہ یار کا کیئے کس کو بندہ کے خدا کیئے</p>		<p>تو ہو بے درد تجھ سے کیا کیئے ہم تمھارا گلہ کریں سچ ہے ہم ہیں بندی ہمارے حق بہ طرف جان میں دل میں ہی ہی ہر آن ہم تو کچھ تم سے کہہ نہیں سکتے گل سے لے خارتِ جان کے بیچ زاہد و یہ مقامِ عبرت ہے</p>
	<p>وہ تو بیگنا نہ بھی نہیں حسرت</p>	

اگر وہ آنکھیں اس طرف کو عجب ہی پھر تو بہسا رہو دے

بہیں ہی فرمائیے کہ آدیں تمھاری مٹھل میں گاہ گاہ ہے

اگر تمہیں کچھ غریب خانے کے آنے سے ننگ عار ہو دے

بغیر اسکے ہیں تو اک دم بھی زسیت کرنی ہوئی ہے شکل

خدا ہی جانے کہ مہربان ہمسہ کس گھڑی وہ نگار ہو دے

ہوا ہوں میں مست جام الفت کا ساقی عرفاں کے سیکدے سے

یہ وہ نہیں ہے کہ جس کا کم ہو دے نثار یا کچھ خوار ہو دے

صبا گزر رہے ترا تو ہر سوبیان کیجو یہ حال میرا

اگر اس قنائل شکار کی بھی گلی میں تیرا گزار ہو دے

کبھی ٹپکتا تھا سر کو حسرت کبھی ترپٹتا تھا مثل بسمل

خدا کی سو گند اگر ذرا بھی اسے ترے بن قرار ہو دے

حق بجانبِ دل کی بیتابی سوا دل کیا کرے

ہر طرح کی دوستی ہے دل کو مشکل کیا کرے

چلنے کی طاقت نہیں اور منزل کیا کرے

ہو گیا ہی خنجرِ مرگاں نے گھائل کیا کرے

مجھ سے صیدِ ناتواں کو کر کے بسمل کیا کرے

گرنے ہو جائے مرادِ دل و سپہِ مائل کیا کرے

سر پہ جس کے یہ بلاؤں غم ہو نازل کیا کرے

چین نہیں اس جا بن جائی تو ہو سوائے مفاقی

رحم آتا ہو مجھے دل پر کہ اس کو صفت سے

دل کرے گزنا نہ و فریاد تو معذور رکھ

جھوٹ کتنی ہو کرے گا تجھ کو اب صیاد و فوج

کھینچے ہی ہر عضو کی اس کے ادا دل کو مے

ہمارے درپے آزار مت ہو اے ظالم مثالِ نقشِ قدم یاں ہو اٹھ نہیں سکتے تسلی ہے دلِ بیمار کو ترے باعث	جئیں گد کا ہے کو دناات کو ستانے سے سری گلی میں بخانا بھلا تھا جانے سے خدا کو واسطے مت اٹھ مے سرنے سے
کسی کا حال کوئی پوچھتا نہیں ہرگز وفا کا رسم اٹھا حسرت اس زمانے سے	
تو وہ کافر ہی خدا کا بھی ذرا ڈرنے کرے جی کو لیجائے اگر تن سے تو ہم راضی ہیں بدگماں یار ہو اتنا کہ مے مرنے کی بات کوئی ایسا نہیں جو جا کو اس ظالم سے وہ وفادار ہے تو یار کہ گرم جاؤں	حشر کے معرکہ میں ظلم کو کتر نہ کرے ہم کو یہ ڈر ہی کہ غم دل میں کیوں گھرنے کرے سو کو جاکے کوئی ایک بھی باور نہ کرے گا ہی گا ہے تو کرے یا دگر اکثر نہ کرے نفس پر آ کے مری چشم ذرا تر نہ کرے
آہ حسرت سے ترا دل تو نہیں ہوتا نرم حق تعالیٰ دلِ انسان کو پتھر نہ کرے	
نہ وہ ہی آتا ہے اس طرف کو نہ اپنا اُدھر گزرا ہو دے	
بھلا ہے پھر کون ڈھب کہ صحبت ہماری او سکی برابر ہو دے	
یہی تمنا ہے اپنی یار د کہ مہرباں ہم پہ یار ہو دے	
نہیں ہے کچھ غم اگر چہ اپنا جہاں میں دشمن ہزار ہو دے	
چمن میں ہر گل ہمارے آگے بنیراوس کے تو خار ہوگا	

<p>عجب کیا ہر مراد شمع جو وہ جاننا نہ ہو جاوے بلا مرثیاں ہر آہ میرے کعبہ دل میں جز زلف یار کو چمک میل ہو و نشانہ کرنے کی سری زلف اور نگاہ کو اور حیا کو دیکھ دل میرا مین ڈرتا ہوں کہ سب اہل معنی فرما دو مجھ کو</p>	<p>عشق ایسا ہی جس سے آشنا بیگانہ ہو جاوے قیامت ہر خدا کا گھر اگر تہ جائہ ہو جاوے دل صد چاکت سے ابی بزرگ شانہ ہو جاوے گئے دیوانہ گمہ ستانہ کہہ فرزانہ ہو جاوے کوئی دن کو مرا بھی ہر افسانہ ہو جاوے</p>
<p>جنوں میر کو شکر قدس بھی دیوانہ ہو جاوے جٹانے عشق سے اور دل ہوا اتنا بھی تو شاکی کر رہے ہست تو جام نگہ ساری مجلس کو یہ دانے آفتون کو خاک میں نہ زرات ہوتا ہوں</p>	<p>جو دیکھے شمع جلنے کو مے پر دانہ ہو جاوے نہیں لازم خفا ہمان کما صاحبانہ ہو جاوے ادھر بھی ساقیا یک گردش چلنا نہ ہو جاوے بہت حائل ڈسر سبز اگر ایک انہ ہو جاوے</p>
<p>چپکنے دو مجھے مراد کے آستانے سے جو آئے تو میاں جان جان تم سے ہے رکھائیاں تو کبھی آگے ہم سواتنی نہ تھیں جلے تو آپ ہی جلے دل مزار پر اپنے</p>	<p>خبر کروں میں اپنی اسی بہانے سے کہ جان دو رنگی شن میں تمھارے آنے سے یہ باتیں کرنے لگے غیر کے سکھانے سے نہیں کہو ہے غرض شمع کے جلانے سے</p>
<p>مراد داغ ہر حسرت بھان آباد کو غم سے ہزار افسوس یہ گلزار یوں پیرانہ ہو جاوے</p>	<p>سے یہ شعر تو اب حسرت شیریں باں ہم نے غزل کوئی ابن میں میں اور بھی نہ لانا نہ ہو جاوے</p>

<p>جوان ہو چکے نام خدا میاں صاحب نجانوں کیا تجھے الفت تھی گل سراے بلبل غبار ہو کد صبا سے لڑ کہ واں پہونچے بھل گئی ترے جانے کے بعد جان میری نہ پہونچی ہو تو سے گوش تک نہ پہونچی ہو</p>	<p>پر اب تلک بھی ٹرکپن کی تم سے خونہ گئی کہ پنوجی سے گئی پر چین سے خونہ گئی غرض کہ خاک ہوئے تو بھی آرزو نہ گئی دریغ ہو کہ میاں تیرے روبرو نہ گئی وگر نہ کب مری فسیاد کو بکونہ گئی</p>
<p>ہوا ہست تو کس کی نگہ سے لے حسرت کہ مرتے مرتے تلک تیری ہائے ہونہ گئی</p>	
<p>اوس زلف میں جا وفات پائی تو مجھ کو تو قتل کر کے چھوٹا کرتا نہیں بات تو کسی سے بوسہ پا دیں جو دولتِ حسن اب دیکھے کتنی ہو ویں بے دل معتوق تو نیک ذات ہیں سب اے روزِ وصال شامِ غم سے کیا ہے شطرنجِ عشق کی چال</p>	<p>اس دل نے عجب ہی ات پائی میں نے غم سے نجات پائی اب ہم نے یہ تیری بات پائی تو جانیں ہم بھی زکات پائی دل لینے کی تم نے گھات پائی پر ہم نے تمھاری ذات پائی مر کر ہم نے حیات پائی نت بازی اپنی مات پائی</p>
<p>حسرت نے کیا کہوں کہ تجھ میں بخشش کی سو صفات پائی</p>	

کھودہ اینی منہ قتل حسرت کو کیا میں نے
مے مرنے کی عالم میں خبریوں ہو تو بہتر ہے

مفت جاتی ہی جان کیا کیجے
الاماں الامان کیا کیجے
نہیں ملتا نشان کیا کیجے
نہیں رہتی زبان کیا کیجے
ہائے اے آسمان کیا کیجے
اس عیاں کا بیان کیا کیجے
کیئے اے مہربان کیا کیجے
پھر بھلا اوس ہوشان کیا کیجے
رنجشیں درمیان کیا کیجے
چھوٹے اب ندان کیا کیجے

چین نہیں ایک آن کیا کیجے
عشق جیتا ہمیں نہ چھوٹے گا
روز و شب ہی تلاش پر اوسکا
تجھ سے کیا کیئے درد دل لیکن
تیری گردش نگئی کسی عنوان
ہم کی کیا پوچھتا ہی حال ای شوخ
آپ کے اس غرور کرنے پر
قاعدہ ہے کہ ملے جس سے آہ
آتی ہیں بات بات پر ہر دم
جتنا مقدر تھا نباہ کیا

مفت مرتا ہے غم سے حسرت نام

ایک بکیں جوان کیا کیجے

یہ شکر ہے کہ گیا جی پر آبرو نہ گئی
پہ تو بھی جی سے مرے تیری جستجو نہ گئی
مے دماغ و ادس گل کی ہائے بونہ گئی

مواہن تو بھی تری چشم کی کبھو نہ گئی
تری تلاش میں ظالم میں دل کو بھی کھویا
بہار ہو چکی اور شور بلبلوں کا گیا

کون لاپسوخا تو بلبیل تک نفس میں بوئو گل چشمِ جوں آئینہ کھولی پر تماشا کیا کریں اے خدا بادِ مخالف کھینچ اسکو لے چلی منتظرِ او اسکے آنے پر مری جاں لے اہل تجھ ہی ہوتا ہوں نخل آئی ہو تو سوا باریاں	کام اُس مجبور بیدل کا صبا کے ہاتھ ہے دیدار و روادیدِ سبا و خدِ دنا کے ہاتھ ہے ہم سمجھتے تھے یہ کشتیِ ناخدا کے ہاتھ ہے اور تباہ آنا نہ آنا دلِ ربا کے ہاتھ ہے کیا کروں یہ جی گرداںک بیوفا کے ہاتھ ہے
--------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------	-----------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------

تجھ ہی رخصت ہو چلا جیوے نیوے دیکھتے

یار اب حسرت کا پھر ملنا خدا کے ہاتھ ہے

چھتے تیر نگہ سدا گریوں ہو تو بہتر ہے سیاہی چشم کی جائے سفیدی سر بسر چھائے نگاہِ لطف غیروں پر ہمیشہ جطرِ سحر ہے شرابِ ساقی و مطربے تو کفنی ہوا و زمین ہوں دل و جاں سب سلگ جائے جگر میں آگ لگائے فدا ہو جی مرا تیری ادا پر اے پری پیکر نہ ہو دے یار کچھ ہمراہ نہ کوئی رفیق اپنا مے بالیں پہ تو بیٹھیا ہو تو سر پر اہل آدے رقیبوں پر ترجمہ ہر سدا ہم پر ستم رانی کہ اولِ حرف گمنا جاے پاس نہ رہنا	بغِ وبال کی صورت جگریوں ہو تو بہتر ہے تسے حسرتِ زرد و کی شبِ سفروں ہو تو بہتر ہے ادھر کو گاہے گاہے بھی نظریں ہو تو بہتر ہے اگر یک شام بھی پیاسے سحریوں ہو تو بہتر ہے تراے آہ سینے میں گزریوں ہو تو بہتر ہے تسے قربان ہوں بارِ دگریوں ہو تو بہتر ہے سرے دہریو یار و سفروں ہو تو بہتر ہے مری یہ عمر ای جاناں بسر یوں ہو تو بہتر ہے نہیں اس وضع میں غبی مگریوں ہو تو بہتر ہے اودھرو و ہوں تو بہتر ہو اودھروں ہو تو بہتر ہے
---------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------	----------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------

ہم کو مشکل ہے پھر کنا قوت پرواز کو اس قفس میں ہم رہی سپر بھی پرستہ رہے

خلق تو خالی ہوا ہی او کی قید زلف میں
گور پر حسرت کی نیت منبل کا ایک دستہ رہے

دلِ نالال ہمارا یوں تو کب فریاد کرتا ہے
تو ہی درِ رحم ہے یا دل مرا بے صبر کچھ تو ہے
ہزاروں لٹ گئی ہیں قافلے راہِ محبت میں
دلِ نالال کو میری مرغِ دستانِ نین پہونچے گا
دلا تجھ کو نہیں معلوم یہ جا کون سی جا ہے
صدائے نئے مین یہ آواز پُر تاثیر کب ہوئے
تجھ بھی رحم کچھ آتا ہی میری آہِ دزاری پر
نہ تنہا میں ہیں تھے جو رہے فریاد کرتا ہوں

ازیت تجھ سے جب پاتا ہی تب فریاد کرتا ہے
کوئی بھی ای شکر بے سبب فریاد کرتا ہے
مے دل کا جس یار و یاب فریاد کرتا ہے
یہ جب فریاد کرتا ہی غضب فریاد کرتا ہے
گلی میں یا رکی ای بے ادب فریاد کرتا ہے
ہمارا اس سے ہے دسا زاب فریاد کرتا ہے
رولا تا ہی یہ اک عالم کو جب فریاد کرتا ہے
تھے ہاتھوں کے ظالم شہرب فریاد کرتا ہے

سنا ہی تو نے بھی ای بے خبر حسرت سے کرم میں
ذرا لیتا نہیں دم روز و شب فریاد کرتا ہے

اب تو یہ دل اک بُتِ نا آشنا کو ہاتھ ہے
ہر ہلکے موت ہوتے ہیں پیارے یہ مثل
میری اس مشکل کو آسانی ہو کس صورت سے ہائے
ہم نشیں جیو بھیجیں گے ہم نہ او کی زلف سے

اوسکے ہاتھوں چھوٹنا او کا خدا کو ہاتھ ہے
سو اجل میری تھے جو رجھا کے ہاتھ ہے
کچھ تیری شمشیر کے اور کچھ قضا کے ہاتھ ہے
ایک لڑکھو تھے ہم سو بھی بلا کے ہاتھ ہے

<p>کیونکہ کباب کا کبوتر شراب ہے کیونکہ خون چھوٹا کیا اضطراب ہے پھر ٹھیل کیا ہے کس لئے یہ اجتناب ہے کیونکہ یہ جہان جو ہر مثل خواب ہے کیونکہ کہاں ہے خوابیں آفتاب ہے کیونکہ چھ کچھ اُسے تجھ سے حجاب ہے</p>	<p>اور جس کے کباب ہی کرن میں ہے مزا اور جس کے پیوں کا شراب اوسکے خون کا اور اضطراب ہی اوی ہوئے تو کیونکہ تو ہاں اجتناب اہل جہاں سے جو ہوا دے اور جو کہ خواب دیکھا ہی تُو نے کچھ اور آفتاب کو جو وہ لوچھے کہ ہے کہاں</p>
	<p>اور جو کہ حجاب ہی حسرت سے ہے مجھے کیونکہ لکھ دے بات یہ تیری کتاب ہے</p>
<p>کار فرما عشق ہو تو ملکِ دل بتا رہے میں دھرتی تار ہوں در وہ اُدھرتا رہے جی نکلیا دے مرا اور تو کمر کتا رہے رات دن جہانِ گداز کو مری ڈوتا رہے</p>	<p>کم لے صبر سکوں اور دردِ غم ستا رہے ایں فلک وہ دن بھی کوئی ہو جا کن تمام غم تو ہی قتل کا میرے کہیں ایسا نہ ہو لہر پر کیوں کر نہ لہر اوی خیال وں زلف کا</p>
	<p>فارسی کو قافیوں کی اس زمیں میں کہ غزل ہندو حسرت جو ایراں کو تئیں رستا رہے</p>
<p>کیونکہ قبضے میں تیرا کماں جتہ رہے قیدیِ ہم دو جہاں کی تیرے وارستہ رہے ہم ہمیشہ تلخ کام اور ہاتھِ دلختہ رہے</p>	<p>ناگ دلبر تیری اس برو کی پیوستہ رہے جب آزادی کا پیشانی پھینچا ہے الف کام دل کا برنہ لائے شکر و بادامِ دوست</p>

<p>بہت پڑھتا ہے تو حسرت رباعی ریختی منہ دیں تو بلبُل ہے کہ طوطی ہے غزل گو ہے کہ آفت ہے</p>	
<p>گہ سوگ میں دل کے رہے گہ جی کے ماتم میں رہے</p>	
<p>جب تک کہ ہم جیتے رہے یادِ دردِ یا غم میں رہے</p>	
<p>کوئی دم کا میں ہماں ہوں یہ وقت جانے کا نہیں</p>	
<p>مت اُوٹھ تو بالیں سے مرے جب تک کہ دم میں دم رہے</p>	
<p>تو جسم کر یا ظلم کر اپنی یہی ہے آرزو</p>	
<p>جی میں تری خواہش ہے جب تک کہ جی ہم میں رہے</p>	
<p>اے واے خوں بنے لگا دن رات کے رونے سے اب</p>	
<p>سچ ہے کہ آنسو تا کجا اب چشم پُرِ غم میں رہے</p>	
<p>حسرت کا قتل ایسا نہیں جو یوں چھپائے چھپ سکے یہ بات تار و زجرا کہنے کو عالم میں رہے</p>	
<p>قاصد یہ کیوں خط کا مے کیا جواب ہے اور ناصواب منہ سِرا اگر تجھ کو کچھ کہے اور جو کہے خراب وہ ہوشے تو ہونے دے اور جو کہے کہ تاب نہیں ہو تو کیا کروں اور جو کہے حساب نہیں میرے جو رکا</p>	<p>گرے جواب کیوں کہ یہ ناصواب ہے کیوں کہ ناصواب یہ کہنا عذاب ہے کیوں ہو اُخراب وہ بے صبر و تاب ہے کیوں کہ جو راتنا نہ کرے حساب ہے کیوں کہ جو رہی سے دل کا کباب ہے</p>

نیم جاں سہل تڑپتا دیکھ کر دل کو مرے	سب لگے کہنے کسی بڑے رد کا پتھر ہے
قیس کو خنجر میں مارا کوہ کن کو کوہ میں	عشق سچ بتلایا تو اب میری کیا تدبیر ہے
جس کو دیکھا تکسرا ہوا منہ ترا حیرت یار	دیکھو مخمل میں تیری عالم تصویر ہے
یارِ رخصت کو اوٹھا ہی پل میں اب کرتا ہر کوچ	خسرو کیوں برپا نہیں ہوتا ہر کیا تاخیر ہے
راتِ ن کیوں ہو تو میرے قتل کی تدبیر میں	جو تری تدبیر ہو سو ہی مری تقدیر ہے
پاس سے کیوں اوٹھ گیا کیا گم ہوا کس کا غم	
کیا ہوا حسرت تجھ کیوں اس قدر لگی ہے	
تو بجلی ہے کہ شعلہ ہے تو مسہ رو ہے کہ آفت ہے	
غضب تو ہے کہ فتنہ ہے بلا تو ہے کہ آفت ہے	
نہ پہونچے تیغ نہ محسب اب نہ طاق اور نہ ماہِ نو	
کمان کہتے کہ قوس اوس کو یہ ابرو ہے کہ آفت ہے	
کئی روویں کئی تڑپیں کئی ہیں جاں بلب اس میں	
یہ شہد ہے کہ مقتل ہے ترا کو ہے کہ آفت ہے	
نہ دل چھوڑے نہ جاں چھوڑے نہ چھوڑے دین نہ ایماں	
بلا کہتے کہ زلف اس کو یہ گیسو ہے کہ آفت ہے	
تری ہے چشم یا بادام یا ہے جام یا کیفی ۛ	
یہ نرگس ہے کہ آہو ہے یہ جادو ہے کہ آفت ہے	

<p>بہت پڑھتا ہے تو حسرتِ رباعی رنجی منہ دیں تو بیل ہے کہ طوطی ہے غزل گو ہے کہ آفت ہے</p>	
<p>گہ سوگ میں دل کے رہے گہ جی کے ماتم میں رہے</p>	
<p>جب تک کہ ہم جیتے رہے یادِ دیا غم میں رہے</p>	
<p>کوئی دم کا میں مہماں ہوں یہ وقت جانے کا نہیں</p>	
<p>مت اُوٹھ تو بالیں سے مرے جب تک کہ دم میں دم رہے</p>	
<p>تو حرمِ کریا ظلم کر اپنی یہی ہے آرزو</p>	
<p>جی میں تری خواہش ہے جب تک کہ جی ہم میں رہے</p>	
<p>اے واے خوں بہنے لگا دن رات کے رونے سے اب</p>	
<p>سچ ہے کہ آنسو تا کجا اس چشمِ پُر غم میں رہے</p>	
<p>حسرت کا قتل ایسا نہیں جو یوں چھپائے چھپ سکے یہ بات تار و زجرا کہنے کو عالم میں رہے</p>	
<p>قاصد یہ کیونکہ خط کا مے کیا جواب ہے اور ناصواب منہ سی اگر تجھ کو کچھ کہے اور جو کہے خراب وہ ہوئے تو ہونے دے اور جو کہے کہ تاب نہیں ہی تو کیا کروں اور جو کہی حساب نہیں میرے جور کا</p>	<p>گر دے جواب کیونکہ یہ ناصواب ہے کیونکہ ناصواب یہ کہنا عذاب ہے کیونکہ ہوا خراب وہ ہے صبر و تاب ہے کیونکہ جور اتنا نہ کرے حساب ہے کیونکہ جور ہی سے دل و سکا کباب ہے</p>

<p>نیم جاں سبل تڑپتا دیکھ کر دل کو مرے قیس کو خنگل میں مارا کوہ کن کو کوہ میں جس کو دیکھا تک رہا ہی منہ ترا جرت یار یار رخصت کو اوٹھا ہل میں اب کرتا ہو کوچ رات دن کیوں ہی تو سیسے قتل کی تدبیر میں</p>	<p>سب لگے کہنے کسی بزدل کا پنجر ہے عشق سچ بتلایو اب میری کیا تدبیر ہے دیکھو مچھل میں تیری عالم تصویر ہے خسرو کیوں برپا نہیں ہوتا ہو کیا تاخیر ہے جو تری تدبیر ہی سو ہی مری تقدیر ہے</p>
<p>پاس سے کیوں اوٹھ گیا کیا گم ہوا کس کا غم کیا ہوا حسرت تجھ کیوں اس قدر لگی رہے</p>	
<p>تو بجلی ہے کہ شعلہ ہے تو سہ رو ہے کہ آفت ہے</p>	
<p>غضب تو ہے کہ فتنہ ہے بلا تو ہے کہ آفت ہے</p>	
<p>نہ پونچے تیغ نہ محراب نہ طاق اور نہ ماہِ نو</p>	
<p>کمان کیئے کہ قوس اوس کو یہ ابرو ہے کہ آفت ہے</p>	
<p>کئی روویں کئی تڑپیں کئی ہیں جاں بلب اس میں</p>	
<p>یہ شہد ہے کہ مقتل ہے ترا کو ہے کہ آفت ہے</p>	
<p>نہ دل چھوڑے نہ جاں چھوڑے نہ چھوڑے دین نہ ایماں</p>	
<p>بلا کیئے کہ زلف اس کو یہ گیسو ہے کہ آفت ہے</p>	
<p>تری ہے چشم یا بادام یا ہے جام یا کیفی ۛ</p>	
<p>یہ نرگس ہے کہ آہو ہے یہ جادو ہے کہ آفت ہے</p>	

<p>جسے چاہئے اوسکے سب جور سیئے کئے نالے دو ایک تو قہر آیا اب آنسو بہاؤ کہ نالے سناؤ</p>	<p>گلہ مجھ سے ہر بار ہران کیا ہے بے آنسو دو ایک تو طوفان کیا ہے سمجھ لو تمہیں مجھ پہ احسان کیا ہے</p>
<p>یہ ارمان ہے تو نے اتنا نہ پوچھا کہ حسرت ترے دل میں ارمان کیا ہے</p>	
<p>کون سا مہ پارہ یارب برکنار آب ہے ای فلک کیا ظلم ہو ٹک ہاتھ اٹھا بیدار سے جاں بلب پہونچ نہ کیونکر خست جان کے وقت شع رکھتی ہی پتنگوں کے جلائے ہی کا فکر اے اجل تو ہی کرم کر جوہ آدنی نش پر طاق میں مسجد کر رکھ سجدی کو اپنے شیخ تو دل جلا جاتا ہوا دس بن چاندنی کو دیکھ کر</p>	<p>عکس جس کا موج پر بیتابی سیاب ہے فکر تجھ کو قتل کا مجھ کو غم احباب ہے ساتھ جانا رسم ہماں دارستی الباب ہے آشنا ملتا زمانے میں بہت کیا باب ہے لمی کا اوسن ت کو ہم سی پھل کی اسباب ہے سر جھکا یا میں جہاں تیغ کی محراب ہے صبح محشر ڈالئی یا شبِ متاب ہے</p>
<p>تیسے آنی سے عجب حیرت ہوئی حسرت کی سچ دل میں کتا ہی کہ بیداری ہی یہ یا خواب ہے</p>	
<p>شاید اس امن میں پیاری خون بے تقصیر ہے خوف کر اس آہ سی ہر چند بے تاثیر ہے دل تو کتا ہی جنوں لڑ چل بیاباں کی طرف</p>	<p>تیرا دامن آج کیوں تیرا گریباں گیر ہے گو نہیں پکایا اس میں لیکن آخر تیر ہے عقل کتنی ہی کہ تیسے پاؤں میں زنجیر ہے</p>

مجھے افسوس آتا ہے کہ تیری نوجوانی ہے

سینہ میں میرا دل ہو کہاں دشمنِ جاں ہے
پروانے کو کیا شمع نے کی عشق میں یار و
اے شمع نہ لا سوزِ محبت کو زبان پر
غم نہ نہیں بچنے کی میری جان کہ یہ غم
ای طفلِ عجب سحر کیا حُسن لے تیرے
مشکل ہو کہ گراہ کروں تو تو جلے دل
رکتا ہو نگین نام کی باعثِ دلِ صدرِ ریش
خوبانگیِ محبت پہ جو بھولا سوراٹھو
اب دوست نہ دے اسکو نہیں دست کی تقصیر

صدِ حیف کہ گھری میں نہاں دشمنِ جاں ہے
جس دست کو دکھا سو یہاں دشمنِ جاں ہے
چلتی ہو ابھی تو یہ زبانِ دشمنِ جاں ہے
جیدِ صرین گیا درپے جاں دشمنِ جاں ہے
آپس ہی میں ہر پہچاں دشمنِ جاں ہے
اور جو نکر دوں غضبِ فغانِ دشمنِ جاں ہے
باز آؤ کہ یہ نام و نشانِ دشمنِ جاں ہے
سُنتا ہو دلا مر تبانِ دشمنِ جاں ہے
سچ یوں ہو تو ہی پناہیاں دشمنِ جاں ہے

حسرت تو کہاں نہ جاؤس کی لگی میں

تیرا دردِ دیوارِ وہاں دشمنِ جاں ہے

ترے سامنے ہو یہ دلِ جان کیا ہے
ارے دل بتا کیس شکر کو دیکھا
کہا کرتے ہیں پھر نہ ملے گا اوس سے
کے یاد کر کر یہ طوفانِ مچا یا
بہا یا مجھے تم نے اے دیدہ و دل

غضب ہو بلا ہے تری آن کیا ہے
نہیں آج کچھ تجھ میں اوسان کیا ہے
پر اوس سے نہ ملے یہ امکان کیا ہے
تجھے آج اے چشمِ گریان کیا ہے
پھر اب گریہ و آہ و افغان کیا ہے

<p>خدا رس گرو اچا جو تول کا پاس کھڑا ہد مے دل کو کیا پامال دنی اپنے کو پے میں شہ عا دل نکسہ جو خلق کو تنبیہ کرتا ہو نہیں معلوم تھکوستعد کل رات مے پر مراہی دل ہر یہ جوت چلے ہر در نہ پر واند</p>	<p>کہ گھراشد کا ای نیک شر جان بادل ہے بھتاقد ریبیں دل کی وہ جٹا دل ہے سیاست اپنی او پر جب کر توجان دل ہے ترک پے بیج سترق دم سجان تھا دل ہے جلاد و اتش بجران میں ہر شب کی دل ہے</p>
	<p>نہیں حسرت کا دل کنو میں خواہاں کر یہ پھیرے عبث ای ناصح بیودہ ستا جان کجا دل ہے</p>
<p>بزرگ آبلہ و اسے یہ کیا زندگانی ہے جبابہا جہاں کو بحر میں جب غور کر دیکھا خدا جاؤ کہ وہ برقی تہلی کیا کرے ہم سے فلک و کوئی اسباب طرباتی نہیں چھوڑا نہ کیے تو نہیں بتا اگر کیے تو کیا کیے لانا خاک میں دن رات جتنا خون دل پانا جگر گستاہی تب ایک نند پانی کی نکستی ہے کساں فرہاد و مجنوں اپنی اپنی الحقیقت ہو ہارا دشتاں دل تو کسے میں نہیں آتا</p>	<p>کہ جس کے پاؤں پڑتے ہیں او سکرانی ہے تو اک پل آنکھ کو کھلنے میں اپنا جسم فانی ہے یہاں منت شوق دیدار اور وارث رانی ہے مگر باقی ہو غم اسکا بڑی یہ شادمانی ہے غرض یہ جی ہو اور غم دل ہو اور دردنی ہے خدا کو واسطے ای چشم یہ کیا خوف نشانی ہے نہیں سیل و ظالم سرشک ارغوانی ہے فسانہ اون کو غم کا جو جو عالم کی زبانی ہے اگر کیے تو اس کے آگے وہ قصہ کہانی ہے</p>
<p>ملا ہو جا کے ای حسرت تو اس خونخوار ظالم سے</p>	

گئے ہم اتفاقاً رات حسرت کے مزار پر ق
 جو دیکھا تو شدت آتش سوزاں فروزاں ہے
 تعجب ہم کو آیا کھول کر دیکھا جو مرقد کو
 نہ جسم و پوست باقی ہو نہ نام استخاں ہے

اگر اک راکھ کا تودہ پڑا ہو اور اس میں سے
 پیالے شعلہ و ٹھٹھریں دراک انگر سا پنہاں ہے

شروع عشق ہوئے ہمنشیں اور جوش سودا ہے
 سحر کہتے ہوشب آؤں گاشب عدہ سحر کا ہے
 جہاں دشمن ہو سب شیکر لئے ہم بکیں و تنہا
 قفس میں بلبلیں کہتی تھیں کل صیاد سرور و
 نہیں رنگ بقا باغ جہاں میں ہرگز ای گل و
 نہیں ملتا وصال یا ر ایک در عمر رفتہ بھی
 شراب مطرب سیر حین در و دیداروں کا
 کسی کا جی نکلتا ہو کوئی ہو جاں بلب ظالم
 نہ کر زنجیر مجھ کو میں ہوں اور داماں صحر ہے
 سویر و جی چکے ہم گریہی امرو ز فردا ہے
 تے کو چے سوا ہم کو نہ ماواہی نہ لجا ہے
 ہماری جان جاتی ہو تجھے ظالم تماشا ہے
 کسی سیریاں جو کوئی دل لگاؤ محض بجا ہے
 و گرنہ زر سہ دنیا میں جو کچھ چاہو مہیا ہے
 غنیمت ہو جو دم ہر زندگی کا کیا بھروسا ہے
 شتابی اک تجھ بن ایک جاں پر حشر برپا ہے

مجھے آتا ہو و نائیری نادانی پر ای حسرت
 کوئی لڑکا بھی دل سی شو کو ظالم مفت کھوتا ہے

بضاعت میں ہماری مہرباں جہاں دل ہو
 کیا کرتا ہوں شکوہ تیرے جو ر و ظلم کے دونوں
 بلا سو ایک بھی ان میں سے بے غم ہو تو جینا ہو
 سو کیا کہو تمہیں لینے سو مطلب جان بادل ہے
 کو ہے جان سے دل و رخا طباں کا دل ہے
 مے پہلو میں غمیں ہائی یا ر جان و دل ہے

عشق میں کیا جی کا ڈر یہ بات تو مشہور ہے

جگر سوزاں ہر دل بیتاب ہو او چشم گریاں ہر
جو ایسا ہی دل دیوانہ میسے دیپے جاں ہے
اگر چشم حقیقت کو ذرا تو کھول کر دیکھے
مدد کر جلدی وحشت مریاؤں کو چھپالوں کا
اتنی سانسو توتے ہی دل کے پار گزرے ہے
بھلا پھر کس سے الفت کچھ اور کون دل دیکھے
نہ پوچھو مجھ کو کچھ احوال او کی شوخ چشمی کا
برنگ شمع دل جلتا ہر تربت پر مری سو بھی
یہ کس کی کنش جاتی ہو کہ جسے ساتھ ہو گردوں
صفاد خوبی رخسار آتش رنگ کو تیرے
ادھر خون جگر ہو لالہ پُر داغ حسرت ہے
غرض غنیمت و عود مان چن ہیں تیسے والہ ہیں
سوال کچھ جو کوئی دیکھتا ہو تجھ کو کتا ہے
نہیں آیا ہو اس نقشہ کا پھرہ وید میں آگے
یہ نہ کیا ہو اپن بھائی یہ کیا ہو اسکو کیا کہتے
غرض جب عقل ہو جاتی ہو حیراں تب کہتی ہے

ق

اتنی دن ہی سے میرگ کا یا شام ہجر ہے
تو پھر اک روز میرا ہوا اور اسکا گریاں ہے
تو اسے یعقوب ہر اک مصرع میں مانگتا ہے
پایا منتظر جنگل میں ہر خار مغیلاں ہے
سان ہی تیرے خنجر ہی پایہ نوک مرگاں ہے
جسے ہم دوست سمجھ رہے تو اپنا دشمن جاں ہے
یہ آہ دل رہا ہر سبک اور مجھے گریزاں ہے
چراغ صبح کی مانند کوئی دم کا ہمال ہے
غم و درد و الم فریاد و افغان مرثیہ خواں ہے
نہ تنہا جی دیکھا ہو فقط آئینہ حیراں ہے
ادھر منہ لکھنا زلف کا تیری پٹیاں ہے
گل و شمشاد و بید و قری و بلبل ثنا خواں ہے
فرشتہ یا پری ہو جو ہو غلماں ہو انساں ہے
فلک ہو کیا زیں کو اوپر آیا مہر تاباں ہے
سہا ہر شتری ہو زہرہ ہو ماہ و رخشاں ہے
کہ حق کا پر تو اہی جس کا یہ جلوہ نمایاں ہے

جُدائی کی شبِ دل ہو آفتِ اوکڑاگے ہے
پیشانیِ دل ہی دیکر میں نہیں کچھ ہچکا یارو
گریباں میں کیا پھر چاکلہ و زنا صبح بھی آپہنچا
پس دیوارِ اوکڑا دل سنت ہی اسکا ہی شکوہ
کسی عنوانِ دیہانِ ز نہیں آتا محبت سے
کو ہے آپ بھی بدکل کو غیروں سے کماؤے گا
دلِ خوشیِ خفا ہو ڈٹھ گیا ہی پاس سے میرے
نشانِ وسکا بتادوں میں جن کوئی جا ک لے آوے

ابھی تو پہلی منزلِ ہر قیامت اوکڑاگے ہے
اگر یہ عاشقی ہو تو ندامت اوکڑاگے ہے
ہوا نقصانِ اپنا اور خجالت اوکڑاگے ہے
ساتا ہوں اور حالتِ تنگ اوکڑاگے ہے
ملاست اسکو کرتا ہوں سماجت اوکڑاگے ہے
ابھی تو خیر ہے اے بختِ شامت اوکڑاگے ہے
سفرِ کارِ نج ہو جتنا سوراخت اوکڑاگے ہے
یہ جاتا ہو بہت بیتابِ وقت اوکڑاگے ہے

رہو دل خوش تری محفل میں اور حسرت کنے روئے
یہ صورتِ تیرا آگے ہے وہ حالت اوکڑاگے ہے

عاشقِ مولیٰ کو منزلِ ار سے بھی دور ہے
خسرِ کادن ہو وہی جسدِ جُدا دلدار ہو
بُتِ پرستی سے کروستِ منع مجھ کو زینہار
دید کو دلدار کی امی یار آنکھیں چاہئیں
اختیارِ اوچر کا تو سلسلہ اب ہم سے پوچھ
بند ہوں میں دم میں الفت کو اور معذور ہو

جنسِ حق کی بات پہچانی وہی منظور ہے
کیا قیامت کس کا محشر کو نِ نفخِ صور ہے
زاہد جس بُت میں میں دیکھا خدا کا نور ہے
مت بھٹک موسیٰ نمطِ ہرنگ کو وہ طور ہے
ساتھ اسکو اختیار اور اس بنا مجبور ہے
پند تو دیتا ہی ناصح عقل سے معذور ہے

سہر کو کھنجر تلے حسرت اگر عاشق ہے تو

تسری مانند ہم بھی پند دیویں دل کو ای ناصح
 صبا کو اس نئے پیغام میں اپنا نہیں دیتا
 خدا معلوم کیا کیا گفتگو و عشق ہو دل سے
 گرانی گوش کی اس کر کے لطف و بھی پیدا
 تجھے رغبت ہو جن باتوں سے ہم کو بھی نہ دے
 سراپا گوش ہوں میں سرسراپا ہوں زبان لیکن

پر ای ناداں کسی کی بات کب یوانہ سنتا ہے
 کہ اس میں آشنائے راز کو بیگانہ سنتا ہے
 نہیں گھر میں کچھ ہوتا ہی صفا خانہ سنتا ہے
 ہماری بات کو تکرار سے جانانہ سنتا ہے
 ترانہ یا غزل یا شعر یا افسانہ سنتا ہے
 نہ کچھ کہتا ہی مجھ سے شوخ بے پروانہ سنتا ہے

کے جبے الموس حسرت کا یار و مدعی ہو لیکن
 ہنسے ہی سن کر اسکو جو کوئی فرزانہ سنتا ہے

کریں جیسا بے پاشی اشک تبا فرو ڈاٹھتا ہے
 اسی دم خواب سے وہ اختر مسعود اٹھتا ہے
 کہ اول اوکی خاطر سوزیاں سو اٹھتا ہے
 نیا ہر روز ہریک احمد و محمود اٹھتا ہے
 دے کوئی یہ بن حاصل کو مقصود اٹھتا ہے
 کوئی دم میں علم کو خواب سے دواؤ اٹھتا ہے
 کہاں شعلہ تری آتش سے اے نمرود اٹھتا ہے

ہر اک دم سینہ سوزاں سے میسے دود اٹھتا ہے
 سناے مہر بد ہے صبح کو گر تو نظر آیا
 ضرر اور نفع سو کیا عاشقوں کو کام لے ناصح
 ہمارا وہ ایاز ایسا ہی جس کے عاشقوں کو اب
 تسے کو چر میں دل پامال ہو یا خاک ہو جاوے
 جو ہیں نفی تو تسے ناقوس کے یہ جانفزاتر سا
 جو ابراہیم ثابت ہو تو گلزارا و سپہ ہو دوگی

بتا حسرت کہ کس کو غم سے بیمار ہوئی تھی جھکو
 کہ تیرے دل سے نالہ آج درد آلود اٹھتا ہے

<p>ٹک بھی صدہ اسے پہونچا کہ دیں چور ہوا شیشہ نر پینے کو مطلوب جو ہو دے تم کو صاف جوں شیشہ ہوا در نام دل پر خوں ہی</p>	<p>ہی یہ اک کل حباب اور گماں ہی شیشہ ایک ٹوٹا سا تو مجھ پاس بھی ہاں ہی شیشہ لے لو در کار اگر تم کو بتاں ہے شیشہ</p>
<p>جام کی چشم جو دیکھے ہر تے منہ کی طرف لاکھ حسرت یہاں دل نگرہاں ہی شیشہ</p>	
<p>دم آخر تو مرے دل میں تو اربان نہ رکھ دل کر لینے کو تو آیا تھا سو بس لیکے چلا ہم بھی آویگے تے گھر میں بجان و منت کب میں رو یا تیرے آگے بھلا کس دم کس آں جنگ میں ہو گئی جو بات سو کیا ہو منظور ہم جو کچھ تھیں کیسے سو بھلے کی تیرے بیوفا بیٹھنے تو دے کوئی دم اپنے پاس اچھوں آدے ہے سینے کے تیں پھر ناصح</p>	<p>اپنی دیدار سے محروم اب ای جان نہ رکھ اپنا مطلب تھا میان مجھ پہ کچھ احسان نہ رکھ کون کتا ہے کہ تو ہم سے میاں شان نہ رکھ میری ان آنکھوں پہ ناحق کا تو بہتان نہ رکھ جانے دے دو کر ان باتوں کا تو دھیان نہ رکھ بات پر غیر کی زہار تو اب کان نہ رکھ رات کو گھر میں بھلا مجھ کو تو مہمان نہ رکھ دیکھ کتا ہوں ذرا بھی یہ گریبان نہ رکھ</p>
<p>عشق بازی تجھ منظور ہے گراے حسرت اپنے نزدیک میاں تو سر و سامان نہ رکھ</p>	
<p>نہیں اک ہر تاج مر افسانہ سننا ہے نہیں معلوم کیا کیا گفتگو ہے گرم جوشی کی</p>	<p>پھر اب سووی ہے تو کیا دروید دانہ سننا ہے زبان شمع جو کتنی ہے سو پروانہ سننا ہے</p>

تیرے ستر بان رہنے دے پکیاں
اشک کی فوج ساتھ دل بھی ہے
خیر دل کی نظر نہیں آتی
ڈر خدا کا ہے دو بد و در نہ
بات و اعظ کی بے نظیر ہے پر
شیخ سے کیونکہ خوبرو ہوں خوش
تو کہاں ہیں کہاں وصال کجا
روز و اٹھ بات اک بناتا ہے
الغیب یا رکتی اے حسرت

ق

جی ہی جاوے گا تیرے تیر کے ساتھ
جیسے سردار ہو ہیر کے ساتھ
آپڑا کام ایک شیر کے ساتھ
بولے منکر و نکیر کے ساتھ
حرف اپنا بھی ہے نظر کے ساتھ
ملتے ہیں کب جوان پیر کے ساتھ
نسبت شاہ کیا فقیر کے ساتھ
کب نبھے اس بہا نہ گیر کے ساتھ
مل رہی تھی ترے خیر کے ساتھ

وقت مرنے کے منہ سے نکلا آج

نام اوس کا دم اخیر کے ساتھ

محب میری جو بریں ہیں عیاں ہر شیشہ
وقت خوشی جو یوں گریہ کُناں ہر شیشہ
خالی مت جانو یہ قلقل بینا کی صدا
جس قدر ٹوٹے یہ اوتنا ہی بنی خوش اسلوب
شوق ٹوپیے کا یہ اور مرے دل کو دیکھ
سنگ اس پہ چو لگتا ہے تو جی ٹوٹے ہے

دیکھ لے آبلہ دل ہے کہاں ہر شیشہ
اوسکے عشاق کا دل سمجھو کہاں ہر شیشہ
بزم پر دہر کی یہ خندہ زناں ہر شیشہ
سو مری دل کا وہ ایشیشہ گراں ہر شیشہ
کستے ہو تم کہ نگہ پر یہ گراں ہے شیشہ
دل نہیں بلکہ یہ پیخاروں کی جاں ہر شیشہ

شاعری ہو آگے تھا کیا کام حسرت کے تئیں یہ تمھارے عشق کا ہے ساختہ پر داختہ	
چھوٹے گاتھہ و ظالم بیدار رفتہ رفتہ نام خدا ابھی تو لڑکا ہے دیکھنا تم جاتا تھا جب تک کتاب کتا تھا میں تب ہی سو گر ہر ورق بیاں گزری گا یو نہیں ظالم	کچھ تو اثر کرے گی فریاد رفتہ رفتہ کیا کیا ستم کرے گا ایجاد رفتہ رفتہ ہوئے گا یہ ستمگرا و ستاد رفتہ رفتہ جاٹے گی خاک میری برباد رفتہ رفتہ
حسرت تو کیوں کڑھے ہی احوال دیکھ دل کا ہو گا یہ شہر دیراں آباد رفتہ رفتہ	
زلف کو گر کوں میں شام شام نہیں بلا ہے یہ یار کو گر کوں میں بت بت نہیں یہ تو رام ہی بزم ہو میرے روبرو ڈھونڈو گیا وہ دوستو بادہ بزرگ رخاں کے پیر تئیں کرے جواں کب کا جگر گلاب ہو بھن گیا بلکہ جل گیا چاند ہی پشت بام پر ساتھ تو رشک ماہ ہے	اور جو بلا رکھوں میں نام نام نہیں خطا ہے یہ اور جو کوں میں دسکو رام رام نہیں خدا ہے یہ کتی ہو تم کہ ہو گا کام کام نہیں ادا ہے یہ ساقی شباب لا تو جام جام نہیں دوا ہے یہ سمجھے ہو اب تلک تلک خام خام نہیں رہا ہے یہ چاہی ہے مخوری یہ بام بام نہیں ہوا ہے یہ
حسرت اگر قفس بے خوب ہے پر یہ دل کبھی دیکھو نہ ان بول کا دام دام نہیں دعا ہے یہ	
بولوں صیاد ہم صفیر کے ساتھ	آکے بخشے ہے مجھ اسیر کے ساتھ

<p>ایک عمر میں گذری دن وصل کا نہیں دیکھا کرتے ہو جو یہ آپس تم نہ بھی دیا ہے دل قامد مے نامہ کو مت کیجو گم ظالم</p>	<p>جاگیں گز گیس یارب یہ طالع خوابیدہ معلوم کیا ہم نے مت کیجئے پوشیدہ کئی نخت جگر ہیں گراہن نامہ میں سچیدہ</p>
<p>جوں دزد کیا حسرت ویران مے گھر کو یارب نہ کیسے ہوں دشمن یل و دیدہ</p>	<p>بائے دل اپنے گرنے کے ثمر مت چاہ چہ کب قابل ہو کو منہ سے ترے ایواہ مہ کڑی باسی پوچھ کر یہ بات ٹک ایواہ کہہ تیغ کر قبضے کی باندھو ہے گہ و بیگاہ گہ کیا قدم اوٹھتا ہی جلد ہی دیکھنا ایواہ وہ طرفہ یہ ہی بات ہو پاوے اگر یہ شاہ شہ</p>
<p>عشق کے تاریک کوچہ کی نئے تو راہ رہ بتھ میں در ادس میں میں اور آسمان فرق ہی عاشقوں سازنگ داوسکا ہوا ہی کس لئے دل کسی کا ہاتھ میں لینا کب و سکویا دہے اوسکے کوچے سوچیں اٹھ کر چلا کسے لگا رنج ہوا ہی عشق کی شطرنج میں دل مرا</p>	<p>مین کما حسرت کا غم تھوڑا سا ہوشن لاسے سُن کے بولا کیجے ایسا قصہ کو تاہ تہ</p>
<p>ہو گیا تاراج غم سے یوں دل جاں باختہ آگ سے سوزی جنوں کی استدر اُبلتا کہ بس عدمہ پر عدمہ لگے ٹوٹے نہ جودل ہو گداز بس کہ مارا گل خاں سرو قد کے ناز نے</p>	<p>لوٹ جاوے جوں پر ایام ملک فوج تاختہ یہ گیا آنکھوں سے میری یہ دل خوں ساختہ سنگ سے کب چور ہوئے شیشہ بگداختہ نوحہ گر ہوں مجھ پہ اگر عند لیبا در فاختہ</p>

	ہرندیدہ دل نہیٹ دیدار کا دام میں صیاد کو جی لگ گیا بے نالہ گوش تک پہنچو نہ ٹک		ادکی ٹھہری ہو گدا ئی پر نگاہ کچھ نہیں ہم کو رہائی پر نگاہ کیجیو ادکی رسائی پر نگاہ	
	در بدر حسرت پھر دل تائین کیوں گر مجھے ہو جگ ہنسائی پر نگاہ			
تھوڑی ادا ہو گو کہ نہ ہم پر رہے نگاہ ہو زندگی جو پیار کی نظروں سے دیکھے وہ ہستی میں ہستی کو کریں ہم دید کس طرح پتھر اویں کیوں نہ دیدی مے انتظار میں صیاد و میرا ساری جہاں کو کرے شکار جبے ادن ابروؤں کے ہوا دیکھنے کا شوق		چلنے میں لیک یا ر قدم پر رہے نگاہ ہم جی چکے جو اس کی تم پر رہے نگاہ یاں بیٹھے رہتے ملک عدم پر رہے نگاہ ہر دم جو بت کے قول قسم پر رہے نگاہ اور کچھ نہ تو صید حرم پر رہے نگاہ دن رات میری تیغ کے دم پر رہے نگاہ		
	عالم میں خوردہ ہیں ہیں بہت گر لکھے ہے شعر حسرت نہ چو کیو تو قلم پر رہے نگاہ			
زہنا نہیں پایے یہ وضع پسندیدہ آنکھ لے اگر ایدھر کیا کیجے نثار اُسپر طاقت نہیں فرقت کی پھر مجھ سے جدامت ہو دل لے کو نہ کرنی پھر ظالم کبھی دل داری		ہر آن ہو آزر دہ ہر وقت ہو رنجیدہ اک جان ہو سودا لہ اک ل ہو سورنجیدہ آگے ہی مین ای ظالم ہوں سخت شہیدہ ہو دیں گے بہت عاشق اس طرحی گرویدہ		

<p>جو ہوئے اسی جاں اسکو ڈراؤ ظلم اسکو کرنا جھکو اُٹھانا عالم رکھے ہے وہ قد و بالا کیون منہ بنایا پیارے ندیتا</p>	<p>مجھے تو واقف میں تجھ سے آگاہ ہر روز ہر شب ہر سال ہر ماہ بالا کے عالم پہی اپنی تنخواہ دینے تھی بوسہ جو گاہ بے گاہ</p>
<p>آنا نجانا حسرت کے پاس اور ہر دم قسم ہے واللہ باللہ</p>	
<p>اشک سلسل پر یہ یار گرہ در گرہ رشتہ الفت مریٹھے کسی سے نہ آہ بسکے تری لطف میں پیچ ہیں لانتہا خوشہ گندم کی طور فرشتہ ہستی کو بیچ نالے کرین بند فز کے اسی واسطے اونکی تجھی سے ہو کچھ عقدہ کشائی تو ہو</p>	<p>جیسے ہو گوندھا ہوا ہار گرہ در گرہ ہوئے اُلجھا ہوا تار گرہ در گرہ ہو گیا اوس سمر کا گرہ در گرہ نخل کو اپنے ملا بار گرہ در گرہ یعنی یہ نالاں ہوا اور گرہ در گرہ پاؤں کو ہیں آبلے خار گرہ در گرہ</p>
<p>دیکھ کو حسرت کے تین کھانڈے ہیں بلبلِ قریب ہو دو ہی جون پیچ کھاتا مار گرہ در گرہ</p>	
<p>رات دن ہی یو فانی پر نگاہ وصل کا اسباب ظاہر میں نہیں آشنا جب سے ہوئی تب سے جدا</p>	<p>ٹک تو کیجے آشنائی پر نگاہ جھکو ہوا و سکی خدائی پر نگاہ کیجیو ٹک اس جُدائی پر نگاہ</p>

سینہ مت کر چاک اس سے ہے مراد لدا ر خوب	
اے کتاں شن اس قدر تو نہیں طرح داروں میں ماہ	
لے کھڑا ہوتا ہے ہر شب ایک روپے کا طبق	
کر قبول اس کو کہ ہے تیرے خریداروں میں ماہ	
زلن کو چہرے سے اپنے دُور کر خورشید رُو	
رات کو گنتا ہے اپنے تئیں نموداروں میں ماہ	
دہ تور دوے اور یہ بیدار ہے سر پر مرے	
تجھ بنا ہے شمع یا ہے میرے غم خواروں میں ماہ	
بزم میں خواہاں کی حسرت وہ مرا بد نسیہ	
جلوہ گریوں ہوئے جیسے اور شب تاروں میں ماہ	
تجھ کو ہی گر قتل کی چاہ	حاضر ہوں میں بسم اللہ
میری تور سوائی مت دیکھ	اپنی طرف کوٹک کر تو نگاہ
حسرت او کی وہ جالی	
اپنی طرف سے کھینچے نگاہ	
زنار اور بت ہی میرے دلخواہ	میں اور تبیح استغفر اللہ
گم ہوئے یہ دل جس کا ہی جنجال	جھگڑا ہی مٹ جاوے قصہ کوتاہ
تو مل نہ بل اب چھوڑوں نہ تجھ کو	تجھے ملوں گا خواہ نہ خواہ

ہر آن ہر مژگاں پر نحتِ جگر تازہ
 ہر دم دل سوزاں کا احوال ہے کچھ کا کچھ
 اسی تاب و توانِ تم بھی ٹک ساتھ تو دل کا
 پوچھے جو کوئی اگر مجھ غمزدہ کی حالت
 پھونکیں ہیں گودل کو گمہ سینہ جلا دیں ہیں
 گرد امی ہم چھوٹے کیا فائدہ گلشن تک
 ہو رنجِ طبیعوں سے اب اور بھی فزوں تر
 ہم خشک ہو ایسے جو پھر نہ پھلے پھولے
 جزاک نہیں لگتا زہارِ شمر اوس میں

یہ نخلِ محبت میں دیکھا شمر تازہ
 جو قاصدِ اشک آیا لایا خبر تازہ
 درپیش ہوا ہے اب اُس کو سفر تازہ
 وہ رونے رولانے کو ہے نوحہ گر تازہ
 کرتی ہیں مری آہیں ہر دم اثر تازہ
 تب پہونچے جب نکلیں پھر بال پر تازہ
 صندل کی نجس ہو اک دردِ سیر تازہ
 سب باد خزاں لائی پھر برگ و بر تازہ
 جب خشک ہو موسم پر اپنے شجر تازہ

خونِ زخمِ سراسر دل کو جاری ہو سدا حسرت

پیدا ہوئی دل پر بھی اک چشمِ تر تازہ

اس قدر گزشتہ پھرتا ہے جو شبِ تاروں میں ماہ

ہے گمراہ رشکِ خور تیرے گرفتاروں میں ماہ

چاند کے منہ پر نہیں ہے نور ہے داغِ سفید

سانے تیرے گنا جاتا ہے بیاروں میں ماہ

شب کو چھپ کر اپنا دکھلاتا ہے منہ سب خلق کو

راست پوچھو تو تو ہے اُس کے گنہ گاروں میں ماہ

کہ پھونکے ہے سیاہاں کو جلاوے ہے نیساں کو

گھڑی پل آن ساعت رات دن مذکور تیرا ہے

بٹھلایا یاد لئے تیرے ہمارے دل سے بتاں کو

میاں حسرت نہیں منظور یہ اشعار تو ہم کو

غزل کوئی اور اب پڑھئے جو سگاوے دل و جان کو

خدا کو واسطے رکھ دے گل پر تیغ بُڑاں کو
نہ پہچانی گلستاں کو نجانے کنج زنداں کو
یہ کچھ ہر تبتہ پاکیزگی تیرے شہیداں کو
اگر چاہو سکھائے گردشیں گردوں گرداں کو
کہا میں نے کہ چلتے سیر کرنے ملک گلستاں کو
کہ جس جاگہ نظر آوی سرا سراسر پائیاں کو
کرتیں اشک و انہیں یخیں سو گریباں کو
تو چل اک دم مکھلاویں تجھے گورِ غریباں کو
کوئی بکیں ترستا مر گیا دیدارِ خواں کو
یہی کہتا تھا دل و کھینچ کر ایک ہوسزاں کو

عجب ترسا کے مت کر فنج کا فراک سماں کو
خوشا حال دس دن کا کہ وحشت سے وہاں کی
ملائک لیں تنہا کئے آخاک تربت کی
زمانا کیا کرے گا اپنی طالع میں گردش ہے
عزیز و آہ اکدن جی کو میسے غم نے آگھرا
یکایک بھر گیا دل کسوں لگا اوس جگہ چلتے
ہم اور تو دونوں اور چاہیٹھیں دل کھول کر دو
یہ باتیں دل سے میں سن کر کہاں ہی مرضی ہو
وہاں دیکھا تو کوئی کشتہ بیدا گردوں ہو
اونوں میں ایک حسرت نام زخاں ہر ساعت

بمکر تا کاش ظالم قتل مجھ بیمار ہجراں کو

کہ محشر میں نہ چھوٹے گا مرا خوں کے داموں کو

ہر آن ہر شرکاء پر نختِ جبگیر تازہ
 ہر دم دل سوزاں کا احوال ہے کچھ کا کچھ
 ایتاب و تواں تم بھی شک ساتھ تو دول کا
 پوچھے جو کوئی اگر مجھ غزوہ کی حالت
 پھونکیں ہیں گودل کو گم سینہ جلا دیں ہیں
 گردام سے ہم چھوٹے کیا فائدہ گلشن تک
 ہونج طیبیوں سے اب اور بھی فزوں تر
 ہم خشک ہو ایسے جو پھر نہ پھلے پھولے
 جزاک نہیں لگتا زہارِ شمر اوس میں

یہ نخیلِ محبت میں دیکھا شمر تازہ
 جو قاصدِ اشک آیا لایا خیر تازہ
 درپیش ہوا ہے اب اُس کو سفر تازہ
 وہ مٹنے رو لانے کو ہے نوہ گر تازہ
 کرتی ہیں مری آہیں ہر دم اثر تازہ
 تب پہونچے جب نکلیں پھر بال پر تازہ
 صندل کی تجسس ہوا اک درد سیر تازہ
 سب باد خزاں لائی پھر برگ ویر تازہ
 جب خشک ہو موسم پر اپنے شجر تازہ

خونِ زخم سے اس دل کو جاری ہو سدا حسرت

پیدا ہوئی دل پر بھی اک چشم تر تازہ

اس قدر مرگشتہ پھر تازہ ہے جو شب تاروں میں ماہ

ہے گمراہ رشک خور تیرے گرفتاروں میں ماہ

چاند کے منہ پر نہیں ہے نور ہے داغِ سفید

سانسے تیرے گنا جاتا ہے بیماروں میں ماہ

شب کو چھپ کر اپنا دکھلاتا ہے منہ سب خلق کو

راست پوچھو تو تو ہے اُس کے گنہ گاروں میں ماہ

کہ پھونکے ہے سیاہاں کو جلاوے ہے نیساں کو

گھڑی پل آن ساعت رات دن مذکور تیرا ہے

بھلایا یاد لئے تیری ہمارے دل سے بتاں کو

یہاں حسرت نہیں منظوریہ اشعار تو ہم کو

غزل کوئی اور اب پڑھئے جو سگاوے دل جان کو

خدا کو واسطہ رکھ دے گل پر تیغ بڑاں کو
 نہ پہچانی گلستاں کو نجانے کج زنداں کو
 یہ کچھ ہی رتبہ پاکیزگی تیرے شہیداں کو
 اگر چاہیو سکھائے گردش گردوں گرداں کو
 کہا میں نے کہ چلتے سیر کرنے ملک گلستاں کو
 کہ جس جاگہ نظر آوی سرا سراسر یاں انساں کو
 کہ تیرا شک و انہن میں غم ہی گریباں کو
 تو چل اک دم مکھلاویں تجھے گورِ غریباں کو
 کوئی بکیں ترستا مر گیا دیدارِ خواں کو
 یہی کستا تھا دل سے کھینچ کر ایک ہوسواں کو

عجب ترسا کے مت کر فوج کا فراک سماں کو
 خوشا حال دس دن کا کہ وحشت وہاں کی
 ملائکہ میں تسلیم کرتے آخاک تربت کی
 زمانا کیا کرے گا اپنی طالع میں گردش ہے
 عزیز و آہ اکدن جی کو میسے غم نے آگھیرا
 یکا یک بھر گیا دل کس لگا اوس جگہ چلتے
 ہم اور تو دونوں جان چاہیں دل کھول کر رو
 یہ باتیں دل سے منہ نہ کرنا گریوں ہی مرضی ہے
 وہاں دیکھا تو کوئی کشتہ بیدا گردوں ہے
 اونوں میں ایک حسرت نام زیرِ غل ساعت

بھرتا کاش ظالم قتل مجھ بیمار ہجراں کو

کہ مشرین نہ چھوٹے گامراخوں کے داماں کو

موسیٰ اک دم کی تجلی میں ہوا تھا بیہوش	ہم نہوں سیر تجھے آٹھ پہر دیکھیں تو
آج پھر جاتا رہا روٹھ کے وہ سنگیں دل	بائے اے نالہ دل تیرا اثر دیکھیں تو
سست نظموں کو نہ حسرت ہی برابر کیجے	
کہہ سکے ایسی غزل اور بشر دیکھیں تو	
اگر دیکھے ترے دشت زدوں کے جیب و داماں کو	
تو مجنوں گور سے اوٹھ کر کرے ٹکڑے گریباں کو	
ترے جو دوستم سے سر کروں گراہ و افغاں کو	
ہلا دوں عرش اور برہم کروں محشر کے میداں کو	
اُوٹھے فریاد ہر اک سے کہ یہ کیس کا ہے آوارہ	
جو دیکھے خلقِ محشر میں مرے حال پریشاں کو	
تصور تے ترے ظالم یہاں تک تفرقہ ڈالا	
کہ ملیںا ہو گیا دشوار اب مڑگاں سے مڑگاں کو	
نجاوے پر نجاوے درد تیرا دل سے عاشق کے	
اگر چہ رخ چارم سے سیجا آوے درماں کو	
دل و چشم و جگر کو کر دیا برباد اک پل میں	
نہ آیا رحم ہے ظالم سرِ شکِ حسانہ ویراں کو	
مرے دل سے وہ ہر دم نالہ جاں سوز نکلتے ہے	

عارضی اس سے زیادہ نہ کر اب مجھ کو اجل
 ناتوانی سے ترپنے کی بھی طاقت نہ رہی
 ایسی کیا تجھ پہ بلا ٹوٹی کہ تو نواسے دل
 ہم سے دیوانی کو کیا پسند سے سودا کی ناصح
 مثل یعقوب تھے ہجر میں اسی یوسف وقت
 موت ہر چاہنے والے کو محبت اوسکی
 مرض الموت جدائی کا میسجاسے بجائے

جتنا رکھے گی کہاں تک بھلا رسوائی کو
 کس طرح کاٹے یارب شبِ تنہائی کو
 یکت یک چھوڑ دیا صبر و شکیبائی کو
 کام فرمائے تلک آپ ہی دانائی کو
 یاں تلک روئے کہ ریٹھی ہیں بینائی کو
 حق نہ دے حُسن تو معشوقہ ہر جانائی کو
 پھیر سکتا ہے وہ ہر چند اجل آئی کو

ہم بھی حسرت غزلیں خوب سی کہتے لیکن
 دل نہیں چاہتا اب معرکہ آرائی کو

کب تک آؤ گا تو امی نور بصر دیکھیں تو
 جو تو مانگے گا سو انعام میں دے گا قاصد
 دہم کہتا ہر گُل سے بھی نازک تر ہے
 جھوٹ بولے سو ہو کا فر بخدا یہ زاہد
 بعد اک عمر کے اب ہاتھ لگے ہو شفق
 مست کرو خانہ بدوشوں سے گلہ آئے کا
 سخت ماتم ہے کہ اب یار جدا ہوتا ہے
 ہم ہیں اور تو ہی بھلا اسی شے پر جو فراق

آنکھیں روشن ہوں تجھی ایک نظر دیکھیں تو
 کیسا لاتا ہاں شتاب اوس کی خبر دیکھیں تو
 ملک قبا کھول میاں تیری کمر دیکھیں تو
 سجدہ ابرو کو کر میں تیری اگر دیکھیں تو
 اب یہاں سے بھلا جاؤ کہاں دیکھیں تو
 آویں آنکھوں سے جو ہم آپ کا گھر دیکھیں تو
 کس قدر روتے ہو اب یہ یدہ تر دیکھیں تو
 کب تلک آج نہ دے گی سحر دیکھیں تو

پہلے تو بڑھانی چاہ دل کی سب طرح سولے کی ہاتھیں دل کرنے لگے وہیں بیوسائی آپ ہی وہ مے تڑپ تڑپ کر حسرت کا نہ پوچھو حال مجھ سے	دو چار دن ادس سے آشنا ہو جس وقت دل ادس کا مبتلا ہو جاتے رہے پاس سے جدا ہو جس نے کہ کسی کو دل دیا ہو اگر رات گیا ہو تو جیا ہو
پر دردِ فراق سے تڑپ کر اغلب کہ وہ رات مر گیا ہو	
کسے منظور تھا یوں تلخ کیجے زندگانی کو بصدخون جگر تک قطرہ مرگاں تک پہنچا نہ تو نے ترکیا علقوم میرا آبِ خنجر سے لگی لوہی بزرگ شمعِ آتش سے دل کو کیا میں فرضِ فرصت خطا کر لکھنے کی نہ تھی تھکبو میاں لیتی ہی دل کو ہو گوتم دشمنِ جانی عزیزو کیا کہوں میں دل وہ سوخ بی پروا	دلے کیا کیجئے حسرت بلائے ناگہانی کو نہ دے بربادیوں اور چشمِ اشکِ رغوانی کو ترستا ہی رہا یہ تشنہ لب اک بوندِ بانی کو پیمت کی جو عیاں لے گریں سوزِ نہانی کو نہ تھا عرصہ تو کچھ درکار پیغامِ زبانی کو کہ دھرتی وہ عنایت کیا ہوا ادسِ بانی کو لگائیوں کہنے کل نگر مری غم کی کہانی کو
بتنگ آیا جی میرا تری بیکسِ اوی حسرت خدا کو واسطے موقوف کر اس قصہِ خوانی کو	
موت آجائے کہیں اس دلِ شیدا کی کو	روزِ بھائی کہاں تک کوئی سودا کی کو

<p>لگا کہنے کہ سنتا ہوں میاں تیری ستائے کو لگا کہنے کہ کب کے بھیجے ہیں تیرے بُلانے کو لگا کہنے تو کیا سمجھے گا سُونے کے بہانے کو کہا اے دوست سنتا ہے ذرا تیرے بدلانے کو</p>	<p>کہا میں نے رقیبوں سے جتنائی چاہ کیوں تو نے کہا میں نے کہ گھر کے لوگ کیوں رکا دئے تو نے کہا میں نے سنا رانکھیوں میں کیوں بھر باہر کا کہا میں نے سنے دشمن سے کیوں آنکھیں لڑتا ہے</p>
<p>لگا کہنے کہ سُن حسرت میاں تیرے بدلانے کو</p>	<p>کہا میں شمع مغل کو کیا خاموش کیوں تو نے</p>
<p>بیتابی دل ترا بُرا ہو اس درد کی جس جگہ وا ہو آنکھوں میں تری اگر حیا ہو جو وصل سے روز و شب ہلا ہو ایسا کوئی بندہ خدا ہو دونوں ہی جان میں بھلا ہو گر قتل سے میرے مُدعا ہو راضی ہوں جو آپ کی رضا ہو یہ بات کسی پہ بر ملا ہو سب خلق میں نام بیوفا ہو گر تم بھی کسی کے دلربا ہو</p>	<p>کیا جانئے اپنا حال کیا ہو واں لے چلو ہم کو اے عزیز د کیوں غم سے تو دو چار ہو دے کیونکر وہ اٹھائے ہجر کا غم مرتا ہوں میں ہجر کے الم سے ق گرا و سکو ملائے مجھ سے او سکا یار کو کوئی یا سے یہ کدے ق تو عذر مجھے بھی کچھ نہیں ہے پراتنی ہی عرض کیا ہے لازم جانیں سب لوگ ہے ستمگر بس کیجیہ رسم دلربایاں</p>

تو حسیں ہی مجھ کو دے تعبیر ہونا ہو سو ہو	خواب ہو دیکھا کہ تیرے باغ سے لیتا ہوں سیب
یوں نہیں ہو وصلِ تحسرت کی اور اس شوخ کی یکھنچ مانی ایک جا تصویر ہونا ہو سو ہو	
<p>ور نہ رہے گا زلزلہ اہلِ قبور کو برپا کرے گا گور میں بھی نفعِ صورت کو آزار در دگو شش ہو شورِ نشور کو دنیا کی آرزو رہے جو وقتِ صورت کو وہ شعلہ جس نے خاک کیا کوہِ طور کو کافور کر دے شمع کے چہرے کی نور کو ہاں اس سے بھی فلک کیس لجا دو کو میرا ہی عجز بھٹھے ہے تیرے غور کو کچھ فائدہ نہ کل سے ہو چشمِ کور کو اوس کی ملا توحیف ہے تیرے شعور کو</p>	<p>گوروں سے دور گاڑیو مجھ نا صبور کو ہو خنک گاہِ حناک پہ محشر کہ دل مرا فریاد تیرے جور کے کشتوں کی گرنے جنت کی سیر کو تجھے لیجا میں گے اگر یہ طرف ہے کہ اس خسِ مرگاں کو تر کرے آجائے انجمن میں جو اوس گل کی بو اگر دشتِ عدم تلک تو نہ بھول گا تیرا گور کیا حوصلہ کسی کا جو تیرا اینا زاد ٹھائے زاہد تو سر نہ سمجھے ہی آنکھوں میں پر عبث پوچھا کل دن سے جس کے حسرتِ تجھی ہے عارِ ق</p>
چاہا میں کچھ جواب ندوں پر نہ رہ سکا اتنا کہا کہ کیا کروں اپنے ضرور کو	
کسا میں کیوں غیر کیوں آئے کما تیرے گڑھانے کو لگا کہنے ابھی توڑے تھے بستر بچھانے کو	کسا میں کیوں بنائی سچ کما تیرے دکھانے کو کسا میں نے کہ گل بچھوڑے ہیں کس لئے اس جا

شرمندگی سے تائیہ کبھی رو بردنو

ہے ابرو ہوا گل کھلے گلشن میں سحر کو
 کیا جانتے کیا ملک عدم میں ہی تماشا
 یاد اودے بیدار کی یا قتل کر لے شوخ
 ہر آن تو پوچھے ہی ترا گھر بھی کہیں ہے
 دور روز کرنے کی بضاعت ہر مرے پاس
 اک روز تو غم دل ہی کو خوشاب بنا کر
 اور دوسری دن دل کو جو پائے گانہ خالی
 اتنے ہی میں تو جا کر پھر آئے تو بھلا ہے

لا ساقی گلو تو ذرا جام ادھر کو
 پھر تباہی نہیں جو کوئی جاتا ہے اُدھر کو
 ہرگز ترے فریادی نچھوڑیں سحر کو
 بُت ہوئی ہم آگ لگا بیٹھے ہیں گھر کو
 مت جائیو تو دور جو جاتا ہے سفر کو
 پہونچائے گا ہر طور مرے دیدہ ترکو
 ناچار بہاؤے گا بھی خونِ جگر کو
 اک آہ میں پہونچے گا نہیں جی بھلی دھر کو

حسرت وہ صنم فتنہ دوراں ہوا آخر
 کیونکر نہ سراہوں میں بھلا اپنی نظر کو

دشت میں کرچلنے کی تدبیر ہونا ہو سو ہو
 ایک باری تو مجھے لیجاؤ تم اس کے حضور
 گو کیا اس آسماں زاب مجھے شت غبار
 اس کے کوچ میں کیا تھا منع آنے کو مجھے
 دل بنا ہر سانے تیرے ہدف لے تند خو
 غصہ ہوئے یا کرے نام کو میرے چاک چاک

توڑ دیوانے تو اب زنجیر ہونا ہو سو ہو
 آگے جو کچھ ہو مری تقدیر ہونا ہو سو ہو
 اس کا جا ہوتا ہوں دانگیر ہونا ہو سو ہو
 اب تو مجھ سے ہو گئی تقصیر ہونا ہو سو ہو
 اک لگا اپنی طرف سے تیر ہونا ہو سو ہو
 اس کو خط کرتا ہوں اب تحریر ہونا ہو سو ہو

	چلا یا چاہو جو حسرت کو تو تو اوس کو گھر کوئی دم اور اوسے یہمان رکھ لیجو	
پروا دم محبت میں گرفتار نہ کیجو پر سنگدلو تم نہ کسی طرح پیسجو ہرگز تو مرے تارِ گریباں کو نیسجو اگر وقت بھی پہونچے تو مری جان نیسجو		یارب دلِ بے صبر کو تو موت ہی دیجو احوال مرادیکھ بُتانِ سنگ گھیل جائے کوئی دم میں کئی تاہی رہ جائیں گے ناصح اسے مرگ یہ خواہش ہے کہ جب نہ ملے یار
	ہم تو چلے اس بزمِ سزلے حسرت و افسوس ای غیر تو یاں بیٹھو اور جام بھی پیجو	
پیرا ہنِ جناب پھٹے تو رُونو شیشہ کو دیکھ گریہ گرہ در گُونو آپس میں بھی ملیں تو ہم گنگو وہ دل نہیں کہ جس میں محبت کی بو نو رُو او سا مثل تیر کبھی ایک سو نو ہر چند جان جائے پہ تبدیل خو نو پر یہ نہ ہو سکے کہ جہاں ہم ہوں تو نو ہر چند حاصل اوس کی کھو آرزو نو		نازک دلوں کے زخم کا مرہم کھو نو ساقی کہاں ہے خندہ قفل کی اب اُمید سچ مچ کے بُت ہیں ناز و تکبر سے یمن جتنا ہو داغ داغ یہ اوتنا ہی خوب ہو جسکی نہاد ہی میں کچی ہو کہاں کی طرح یار و مری یہ حُسنِ پرستی ہر جی کے ساتھ یہ ہو سکے ہو یار جہاں تو ہو ہم نہوں حسرت کو دل میں کبے تمنائے قتل ہے
	لیکن ذرا تو دے اسے ششیر پہنچ کر	

تجھ پہ سچی ہیں داد خواہ خانہ بخانہ کو بکو
سب میں ترے لئے تباہ خانہ بخانہ کو بکو
خواہ چین چین ہو خواہ خانہ بخانہ کو بکو
کستا پھرے سراگناہ خانہ بخانہ کو بکو

دھوم ہو شہر میں اگر بیٹھے تو نصفی کرتیں
تو جو کہے ہو یوفا کون ہو مجھ سے آشنا
گو بہار کا دفر نگل کی نہ قد رجائے گی
اپنے توجہ کو نہ مان خلق سے تو رکھے ہے اور

عشق کو چھوڑ حسرت اب فن یہ ہوا ہر تبدل
پہلے تھی سب جہاں میں چاہ خانہ بخانہ کو بکو

شبِ وصال کو اور ایک آن رکھ لیجو
تو دے کے وقفہ اور درمیان رکھ لیجو
جہاں میں ظلمتِ شب کا نشان رکھ لیجو
پہ کل کو حال پہ ٹک لیک صیان رکھ لیجو
لگے ہی دل میں یہ نوکِ شان رکھ لیجو
کوئی گھڑی ہے تو میرا گمان رکھ لیجو
خدا کے واسطے اپنی زبان رکھ لیجو
تو میرے نالوں پہ ٹک اپنی کان رکھ لیجو
دے جہاں ہی (۹) تک رکھ لیجو
تمام ہونہ یہ شب میری جان رکھ لیجو
غضب سے اپنے مجھے الا مان رکھ لیجو

جہاں ہے مرد ہیں آسان رکھ لیجو
شتاب ہوئے جو عالم میں آمد آمد صبح
سحر ہی کرنی اگر ہو تجھے تو اسے ظالم
یہ میں تجھے نہیں کستا کہ آج جلد نہ پھر
ابھی سہیل مرے سامنے نہ چمکانا
وہ صبح صادق و کاذب پہ پتھر ہے اس وقت
موذن ایسے میں دے بیٹھو کیس نہ اذراں
بجائے گا تو اگر نوبتی یہ نوبت صبح
نسیم گرہ ہے گلگون بادِ پایہ سوار
دریغ صبح کو یارب و دارع جانان ہی
ترا ہے قہر خدا یا یہ روزِ فرقت آہ

کیا سناؤں غم دل آہ میں ہمد تم تجھکو
ہاں ہماری تو میاں سہل گزربائے گی
سبکے دل وہ ملا چھاتی سیریشی لگا
اور بھی روئے تُو جتنی کہ تسلی دُوں میں
مجھ سے کیا لڑتا ہے جاؤں سے خفا ہو ظالم
ڈرتے ڈرتے کبھی آیتھے ہیں تیرے حضور

بیٹھے بھلائے دُوں ناحق کرتیں غم تجھکو
کیا کہے گا بھلا اس ظلم پر عالم تجھکو
عید کا چاند ہوا ماہِ محرم تجھکو
کیا بلا ہو گئی اے دیدہ پُر غم تجھکو
حال کہہ کر مرا جس نے کیا برہم تجھکو
دیکھتے ہیں جو کوئی دم خوش و نورم تجھکو

کیا ترا گم ہوا ہم کو تو بتائے حسرت
کیونکہ خوش دیکھتے ہیں اندوں میں کم تجھکو

نظر آدے گی تری عشوہ نمائی ہم کو
جب سے تو روٹھ گیا وہیں اوٹھے پاؤں
چشم کستی ہیں مری کیا ہے ہماری تقصیر
یار کا کوچ ہو غم دیکھنے کو ہم جیویں
ساہا دڑیں تری شکل جوئے باد صبا
کیا کریں بس نہیں کچھ اپنا بھلا اسی ناہج

صینے دیوے گا اگر درِ جدائی ہم کو
ہو خدا کی تبھی معلوم خدائی ہم کو
آپ دل جا پھنسا دیتا ہے بُرائی ہم کو
آہ اس وقت میں کیوں مرگ آئی ہم کو
گرد تک او کی بھی ہوئے نہ رسانی ہم کو
کہہ تو کیا سوچتی نہیں اپنی بھلائی ہم کو

آپ بیتی کہے تو تجھے کہیں اے حسرت
بات کہنی نہیں خوش آتی پرانی ہم کو

پہونچے ہر بسکے میری آہ خانہ بجانہ کو بکو
ہیں ترے ظلم کے گواہ خانہ بجانہ کو بکو

قیامت ہو تغافلِ حرم کرا سخت جانی پر
گراں باری سے میں جوں سنگِ باقر دریا میں
جرس ہو کر دلِ مجنوں یہی فریاد کرتا ہے
دیا نقاشِ قدرت نے بھی بوسہ پڑا ہاتھوں پر
کیا بے مل تو پھر اس صید کو فتراک سے باندھا
نہ کہتے ہی میں دردِ عالم ایک لکڑی میں لیکر

کہ سو محشر ہوئے ہیں جانکشی میں تیرے بے مل کو
وگر نہ ہر یک خاشاک جا لگتا ہے ساحل کو
کہ بتلاؤ کوئی مجھ کو ذرا ایلی کے محل کو
جو دکھیا کھینچ کر لے جاں تری شکل و شبیل کو
دیا ایک اور عقدہ کر گیا حل میری شکل کو
جو ہو تا فائدہ کچھ تو جگہ تھی اس محاصل کو

گواہی دیجو حسرت کو جرمِ عشق پر مارا
دلا تو حشر میں ہو سرِ خردی میرے قاتل کو

قتل کیونکر کریں برگشتہ یہ مژگاں مجھ کو
یار و اس شہر کی بستی کا تعجب ہے کہ بیان
بس کہ ان آنکھوں میں ہیں اشکِ بھرا یارو
جان کہتی ہو کہ دل گھیر لیا غم نے تمام
سنگِ تاریک ہو انسان نہ مونس نہ یار
اتنا غم ہو کہ سے گا ترا اب کون ستم
ہو نگا مقتول کسی زلف کا تعبیر ہے یہ

بخت برگشتہ نے بے مل کیا جاناں مجھ کو
نظر آتا ہے عجب آفتِ دوراں مجھ کو
داغِ دل ایک بھی سوچو ہے چراغاں مجھ کو
رہو دینے کا نہیں گھر میں یہ ہماں مجھ کو
جیتے جی گور ہو ا کلمہ احساں مجھ کو
دمِ بے مل نہیں زہارِ غم حباں مجھ کو
نظر آتے ہیں بہت خواب پریشاں مجھ کو

گرچہ گلشنِ ہر جاں یکے بس ہو دل تنگ
اب تو حسرت یہ گلستاں ہو ازنداں مجھ کو

<p>سِلِ فنا سے زبس گھر ہوا سیرا تباہ کیسی یہ آوارگی دی ہیں اے آسمان ایک جگہ پر قرا مجھ کو نہیں درد سے یہ بھی کوئی زیت ہو خاک بریں زندگی جانِ دل چشم تن بانٹ لئے عشق نے</p>	<p>سقت اور ایوان کیسں بال کیسں پر کیسں شہر کیسں ہم کیسں یا کیسں گھر کیسں سر کیسں بالش کیسں تن کیسں تیر کیسں میں کیسں اور وہ کیسں دل کیسں دہر کیسں واغ کیسں غم کیسں غم کیسں غم کیسں</p>
<p>محنت و درد و الم چاہو تو اُس پاس ہے صبر و تحمل کیسں حسرت مضطر کیسں</p>	
<p>نہ آیا تجھے رحم مجھ پر کبھی ہیں آنسوؤں ہیں کار و ناتھا آہ نہ پایا سراغ اپنے دل کا کیسں مراحل آشفہ اوس زلف سے کبھی دے کد گالی بھی پوچھی نہ بات اگر ہوے رستم مرے سامنے</p>	<p>غرض سخت بیدرد ہے یار تو لگا بنے آنکھوں سے اب تو اُنہو گئے چھاتے خاک ہم کو بکو صبا جا کے کہہ دیجیو موبو رہی دل میں باقی یہی آرزو ا کروں اوس کی دین سخن و بدو</p>
<p>پرای حسرت اوس تند خوے مجھے ذرا بھی نہیں طاقت گفتگو</p>	
<p>گیا گھر کو تو بیدل کر گیا وہ ساری محفل کو گلے تک آبِ خنجر لاکہ زخمِ دل سے مرتا ہوں</p>	<p>رہی کہتے سبھی وہ لے گیا وہ لے گیا دل کو دم آخر روا ہے گر کریں سیراب گھائل کو</p>

دم بسبل تماشا کیا کریں نچیر کی آنکھیں
 چمن میں آنکھ اُٹھا کب نہ کریں بیمار نے دیکھا
 نکلاتا ہے اے ظالم جو بے تقصیر کی آنکھیں
 لٹایا اک نگہ میں صفت کی صفت کو تو نے اے ساقی
 کہیں جو حجام نے دیکھیں نہ اس تاثیر کی آنکھیں

خواباتی جوانوں سے ملا کرتا ہے اے حسرت
 بہت مخمور میں دیکھیں ہیں جب سے پیر کی آنکھیں

ہمارے دل میں اگر حسرتیں ہیں تو رہیں
 وہ تلخ ہو کے اگر بولتا نہ سنتے ہم
 ستم کرے ہے وہ ظالم تمام عالم پر
 وہ نور دیدہ کئی دن کی نہیں نظر آتا
 نہ بچن کہ کبھی یاں کبھی ہو غیر کے گھر
 میاں تم آؤ تو آؤ یہاں نہیں تو نہیں
 جو اُونے پیار سے باتیں ہیں کہیں تو کہیں
 جھائیں ہم نے بھی او کی اگر سہیں تو سہیں
 جو پھوٹ پھوٹا آنکھیں می ہیں تو ہمیں
 یہاں رہو تو یہاں ہیں رہو ہیں تو وہیں

مرے ہر درد جدائی سے یار بن حسرت
 جو ہو سکے تو کرو فکر کچھ نہیں تو نہیں

چار سواو کے مرا پارہ تن ہر کہیں
 چار طرف اوسکے ہاں قتل کا سامان ہے
 تفرقہ انداز ہے جب سے کہ دہقان چرخ
 سینہ کہیں دل کہیں چشم کہیں سر کہیں
 تیغ و نشان ہے کہیں دشنہ و خنجر کہیں
 لالہ و گل ہے کہیں سر و صنوبر کہیں

<p>یہ تھاری جو بانگی باتیں ہیں قتل عاشق پر نیت کمر کسنا چین ہم کو زمیں پہ جو نہ ملا تیرے سنہ کے پیام بر قرباں ذکر ادسکا نہ چھڑاے ناصح گوش تک یار کے نہ پہنچ سکیں جائے خاموش ہے یہاں بلبل ڈر سے کتا ہوں سینو اے دیوار</p>	<p>راست کیسے کہاں کی باتیں ہیں اوی رتم جواں کی باتیں ہیں یہ سب اس آسماں کی باتیں ہیں کہ یہ اوکی زباں کی باتیں ہیں دیکھ کس داستاں کی باتیں ہیں سو وہ مجھ ناتواں کی باتیں ہیں کسی غنچہ دہاں کی باتیں ہیں اس روشن تباں کی باتیں ہیں</p>
<p>ہوش اور گوش جکا ہے حسرت وہ سمجھ گئے جہاں کی باتیں ہیں</p>	
<p>تری صورت کو یوں تکتی ہیں مجھ دلگیر کی آنکھیں کہ رہ جاتی ہیں جوں حیرت زدہ تصویر کی آنکھیں جنوں میرے کارتبہ گر نہیں معلوم تو دیکھو کہ پاؤں سے لگیں ہیں حلقہ پنجیر کی آنکھیں کہاں کھینچی کسی پر اور مجھی کو آ لگا پیکاں ترے قربان سچ کہہ کیا مگر ہیں تیر کی آنکھیں جو دیکھا ذبح کرتے وقت قاتل کو تو کیا حاصل</p>	

<p>میں کہا تپے ہو تجھ بن دل مرا میں کیا کروں میں کہا ظالم ادا کر ایک لدا میں بات کو عمر گزری بندگی میں اور پشیم میں مری مجھ کو بھی بتلا دے اپنا سا کوئی دلدار اور میں کہا او بیو فابیرم ٹک لیدھر تو دیکھ ق بولا کس لئے تھی منت کاہے کو پھر کس لئے</p>		<p>سُن کے وہ بولا کہ یوں جی پھر بھلا میں کیا کروں بول اٹھا کم شوق ہو چل بڑا دامن کیا کروں رام نہیں ہوتا وہ بُت میرے خدا میں کیا کروں تیسے تو عاشق بہت ہیں بیو فابیرم کیا کروں دل جو رکھتا تھا تجھ کو دی چکا میں کیا کروں واسطے بھی کیوں ہوا تو مبتلا میں کیا کروں</p>
	<p>یار بے پروا دلِ بے صبر دشمن سب جہاں کس طرح اوس کیوں حسرت بتا میں کیا کروں</p>	
<p>صاف مجھ بے نوا کی باتیں ہیں کھل گئے گلِ سحر جو سُنتے ہی مجھ سے کچھ اور رقیب سے کچھ اور کرتے ہیں شیخ و برہمن جو ذکر بولتے یا نہ بولتے وہ لوگ (۹) سُنیو ٹک گوشِ دل سے لے حسرت ق غیر سے ہیں سخنِ محبت کے</p>		<p>یہی میری سدا کی باتیں ہیں بلبلو یہ صبا کی باتیں ہیں یہ پیارے دغا کی باتیں ہیں سب اسی آشنا کی باتیں ہیں شاہِ سواہر گدا کی باتیں ہیں اور اوس بیو فابیرم کی باتیں ہیں مجھ سے جو ہیں جفا کی باتیں ہیں</p>
	<p>اور سے میں ابھی سمجھ لیتا پر کر دل کیا خدا کی باتیں ہیں</p>	

دوستوں کا دیکھنا اُس میں ہر دم کہاں
اہل دل آئینہ روشن ضمیری وام لے
زیر چرخ کچر و ش آسودگی ممکن نہیں
خُمِ کرم دے ساقیا اک جُرحہ کام آتا نہیں
لوگ کہتے ہیں کہ ہر ابر و تری مانند تیغ
کون جانے عاشق و معشوق کے راز و نیاز
ابر دریا دل نہ دے جس قدر روتے تھے ہم

دم غنیمت ہی عزیز تو تم کہاں اور ہم کہاں
دل گر آئینہ کے تئیں سوچنے ہی جامِ جم کہاں
اس زمانے میں جو تم ڈھونڈھو لے غم کہاں
کر کے سیراب پیاسوں کو تئیں شبنم کہاں
تیغ کی مانند ہی پر تیغ میں یہ خُم کہاں
بلبلِ دگل کی حکایت ہی صبا محرم کہاں
اب کہاں موج طوفانِ شتم دہِ پُریم کہاں

گلشنِ دوران کی حسرت سیر کئے کوئی دم
سالمہ اس باغ میں پھولیں گے گل پریم کہاں

تجھ میں تو کچھ بھی مہر و وفا کا اثر نہیں
یوں ظلم و جور ایک مُسلماں پہ کیجئے
یوں جاں بلبُلِ غم سے ترے آہ اے صنم
تیری کسی بجائے نہیں میرے حال پر
دشمن کو بھی خدا نہ دکھائے شبِ فراق
مشفق یہ التماس ہو خدمت میں آپ کی

معشوق بی وفا تو ہیں پر اس قدر نہیں
کافر یہ کیا قسم ہے خدا کا بھی ڈر نہیں
اس پر بھی رحم تجھ کو مری جان پر نہیں
وہ کون ہو کہ جس کی قرۂ خوں سے تر نہیں
ہجراں کی شبِ شب ہو کہ جس کو سحر نہیں
حسرت سے ملنا آپ کو منظور اگر نہیں

ق
گا ہر نگاہِ لطف سے دیکھا تو کیجئے
تقصیر واریہ تو عِلام اس قدر نہیں

کماں تلک کوئی دام بتاں سوچ نکلے نصیحتیں تو کسی اور کو کراے ناصح گلی میں اپنی دکھاتے ہو کیا ہمیں شمشیر یہاں جب آنے کا کرتی ہیں قصد تب پہلے	جو خط سے چھوٹے تو زلفوں میں مارکتے ہیں ہمیشہ ننگ و عشاق عار رکھتے ہیں فدائی آپ کے اک جانِ زار رکھتے ہیں ہم اپنے ہاتھ پہ سر کو اوتار رکھتے ہیں
----------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------	--------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------

جود بھی لیکے نہ خوش ہو دیتاں حسرت
تو ہم نہ جبر کریں اختیار رکھتے ہیں

ہوئے ہم بت کو بندے برہمن سے راہ کرتی ہیں تھے جو رستم سے آہ کچھ فریاد نہیں کرتے خدا کا قہر نازل ہو بروں کی جان کو اوپر نزدیکھے اے شیخ تو انکی طرف چشمِ حقارت سے پریر و دست و سب چاہند والوں کو دشمن ہیں قفس میں ہم نہیں کچھ بولتو صیاد کے ڈر سے نکل جاوے کسی دن کاش یہ جی ساتھ نالو کے کتاں کی طور کرنا چاکل در گریہ جو شبنم جلے جوں شمع آنے دیکھ خاموش ہو جا دیں	حرم کر رہنے والو تم و عشق اللہ کرتی ہیں اشنیں آہ میں اس واسطے ہم آہ کرتے ہیں یہ میرا دل جلاتے ہیں اسے بد راہ کرتی ہیں گدایانِ خرابات اک نگہ میں شاہ کرتی ہیں عجب ہیں ہم بھی دیوانو انکی چاہ کرتی ہیں چمن کو مرغ نالے اپنی خاطر خواہ کرتے ہیں ہزاروں رات دن میں نا لہ جانکاہ کرتے ہیں نکرنا تھا سوتیلے واسطے اے ماہ کرتے ہیں یہ افسانہ سنا کرتے ہم کوتاہ کرتے ہیں
------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------	------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------

سخن آورد کا حسرت نہ پہونچو درد کو ہرگز
کہ اس پر آہ نکلے ہو اور اوپر واہ کتے ہیں

لگی تھیں اک مدت جس کو ساتھ یہ نکھیں
 نظر آتا تھا گھر برف سے جسکے شک گلشن کا
 سدا آہٹ لگا رہتا تھا ہم کو جس کو آنے کا
 سدا اک رہ گذر چربی خاطر بیٹھ رہتے تھے
 کبھی بھیجنا تھا پیغام اپنا غیر کے ہاتھوں
 خبر جسکی جدائی کی کبھی سنتے تو رو دیتے
 جہاں ہوا تار یکاں آنکھوں میں ابس بن
 تسلی کو بھی کتنی ہیں یہ آتا ہے وہ آیا
 حق اک کچھ ہے دیکھو کو جان آنکھوں میں

سو غائب ہو گیا آنکھوں سے اپنی اک دھڑکیں
 بھلا اوس کے بنا اب کس طرح سو ہم وہ گھر دیکھیں
 سو کس امید پر اب ہاؤں ہم سچے در دیکھیں
 سو اب کس آس پر بیٹھے ہوئے وہ رگنہ دیکھیں
 خدائی ہے کہ اب ن رات نامہ بر دیکھیں
 سو اب کتنی ہیں کب پیغام بر لاؤی خبر دیکھیں
 نظر آتا نہیں کچھ گواہ دھڑکیں ادھر دیکھیں
 ہیں باور نہیں آتا ہر آنکھوں کے گھر دیکھیں
 ہماری جان میں پھر جان جاؤ اگر دیکھیں

فلک تو نہیں امتیہ جاو سکو دکھا دیوے

مگر حسرت خدا چاہی تو ہم بارو گر دیکھیں

برنگ لالہ دل داغدار رکھتے ہیں
 تو ابر اپنے برسنے پہ مت گرج اتنا
 نرویں خون جلگس طرح ہم اے ناصح
 صد گھر یہ نکرنا ز چشم میں ہم بھی
 کریں نہ مثل جس نالہ و فقاں کیونکر
 نہ چھوڑے ترا کو چہ تو اور کیا کیجے

جہاں کے باغ میں ہم بھی بہار کھتے ہیں
 کہ ہم بھی ہاں مژہ آشکار رکھتے ہیں
 نفل میں اپنی دل سو گوار رکھتے ہیں
 ہر ایک اشک دُر آبدار رکھتے ہیں
 کہ دل جفا کرتاں سو نگار رکھتے ہیں
 ہزار دشمن جاں ہر کنار رکھتے ہیں

حسرت اوس کی رضا جو ہو سو ہو
برطرح ہم تو شاد و خوشترم ہیں

جب ہم رونے سے ہارتے ہیں
ہے عشق کا بار سخت مشکل
لازم نہیں تجھ کو زیبِ زینت
ساتیئے دے کہ اہل مجلس
دیوائے سر کو مارتے ہیں
کب ارض و سماں بھارتی ہیں
بد شکل بدن سوارتے ہیں
پانی پانی پکڑتے ہیں
پلکوں سے ہم بھارتے ہیں
جاروب کی طرزاو کی گوگو

حسرت مت بل تبوں دست مل
عاشق کو یہ جی سے مارتے ہیں

بہو گا چشم سے خواب یا سخت جگر دیکھیں
کیا جو وقت سے توجا کچھ باقی نہیں ہم میں
جو مینا بی دل عاشق کی باطل سمجھتے تھے
اگر اہل جہاں آگ پر سیاب نہیں دیکھا
لہو روتے نہیں دیکھا جھوٹے زار کو ہرگز
چمن میں رنگ گل و ترخان و گر نہیں دیکھا
عجب قسمت ہو میں یا دیر جن جن کی ہنستا تھا
بسر کرتے تھی جسے ساتھ ہم منت عمر ہے ظالم
دکھائے گا ہیں کیا کیا تم تیرا سفر دیکھیں
کیس کیا آہ اتوا بنی ہی جان پر دیکھیں
مے سینہ پہ اگر اندنوں میں ہاتھ دھرتے دیکھیں
جدائی میں تری حوال کبھر نظر دیکھیں
سولہ یا م فرقت میں میری چشم تر دیکھیں
تو سیے رنگ کو کاندنوں میں غور کر دیکھیں
وہ فریاد و فغاں کرتی مجھے شام و سحر دیکھیں
سولہ بن کس طرح ہم او کو غم میں لوں دیکھیں

حسرت نے تیرے دور میں اک دم نہ کاٹا عیش سے
 بزپا کرے ہے ظلم نو تو ہر زماں اے آسماں

تہنا نہ زخم میرے ہی دل و جگر میں ہیں یارب کسی طرح نہیں تھمتے ہیں ایک پل جیتے بچے تو سمجھیں گے ہم ایک ایک سے کوئی آہ ایسی کیجے جس میں اثر بھی ہو معذور رکھو صوم سے ماہِ صیام میں آئے تھے یاں عدم کی طرف برائے سیر	گھائل تیری نگہ کے ہر اک رنگد میں ہیں ناسور کس طرح کے مری چشم تر میں ہیں بھکا ذوالے جتنے ہیں اپنی نظر میں ہیں یوں سیکڑوں ہی نالے دلِ بڑا تر میں ہیں مست مختب سمجھو کہ ہم اپنے گھر میں ہیں پھر یاں سو کوچ کرتے ہیں ہر دم سفر میں ہیں
---------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------	---------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------

کیا چین دل کو ترکِ علائق سے ہو گیا
 حسرت جہاں کر لوگ عجب مسر میں ہیں

اس لئے میری چشم پُر غم ہیں حُسن پر بُستلا ہوا ہے دل کیون نہ اب میری دل پیچ چڑھے نالہ نے کی طور اے یارو ہیں وفادار خال خال یہ بُت کوئی تم کو ملا ہے برہم کار جام کیونکر پیوں میں تیری ساتھ	ایک دل اور سیکڑوں غم ہیں نہیں جو تو بشر ہے سو ہم ہیں سیکڑوں تیری زلف میں خم ہیں ہم بھی دنیا میں اب کوئی دم ہیں ان میں خالی فافا بہت کم ہیں اس لئے آپ ہم پہ برہم ہیں میری جھماتی خیر سب جہم ہیں (۱۴)
-------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------	-----------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------

مینِ حُب میں کب تک کروں آہ و فغاں اے آسماں
 ہر دم نیا فتنہ کرے برپا تو میری جان پر
 مانگوں ہوں تیرے ہاتھ سے مینِ الاماں اے آسماں
 آوارہ مجھ کو کر دیا صد حیف کوئے یار سے
 اب جاؤں مینِ کیدھر بھلا بے خانماں اے آسماں
 دی ہے زباں بہر فغاں سو بھی نہیں اوس میں اثر
 کھولوں نہ شکوے پر ترے کیونکر زباں اے آسماں
 نہ رحم تجھ کو نہ اوسے نہ مجھ کو تابِ جور ہے
 تو سنگدل وہ بیوٹا مینِ ناتواں اے آسماں
 کوئی مفلسی ہے جاں بلب کوئی عشق مینِ کھینچے تعب
 نالاں ہے تجھ سے روز و شب سارا جہاں اے آسماں
 جیسے جہاں نالاں ہے او خلق سب حیران ہے
 ویسا ہی سدا گرداں ہے تو ہر زماں اے آسماں
 گل سے نہ بلب کی چلے شعلے پہ پروا نہ جلے
 ہاتھ اپنے بھی عاشق ملے بہرِ بہتاں اے آسماں
 روؤں دلِ صد چاک سے یا غمزدہ بے باک سے
 اب تو نہیں کچھ خاک سے میری نشان اے آسماں

یہ دل بیتابیوں سے اب ہیں جینے نہیں دیتا
کہاں تک اسکو اور حسرت تسلی اور لاسا دیں

کرتے ہیں شعلے آہ کر کیا ہم زبانیاں
فریاد و قیس کی نہ کہو جا نقشانیاں
ٹل جائے گا ہلال فلک سے جواب کی بار
کل رات پائے خم میں جسے خوش پڑی تھے آہ
کس کس طرح سے ہم نے کیا اپنا جی نثار
عالم کے چشم دل کو تماشا تو تجھ سے ہے
دیکھیں گے تجھ کو آہ تو کیسی بنے گی شکل
آہ و فغان و گریہ و داغ و غم و الم
بے اختیار کھینچے ہے مجھ کو تری طرف
کتے ہو تم کلام کو گاہ حسرت جو اس طرف

لیکن نہ آنا چھوٹے گاتیری گلی کا یہ
اوسکو تو گالیاں ہیں تری شوخ کھانیاں

آگے ہی اوس کے غم سے میں ہوں نیم جاں اے آسمان
تیرے بڑے ایدادے مجھے اے آسمان اے آسمان
یا اوس کو لے آجھ تلک یا مجھ کو لے جا اوس تلک

<p>اُچرچخ کجروش تیری گردش یہ کب تلک ٹک رجم ای جنون کج دشت سب جوں سحاب اپنی تو قول و عہد کو تم جانو مہرباں</p>	<p>جوں گرد باد دشت میں شام و سحر پھر میں تا چند کدو دشت میں با چشم تر پھر میں ہم سقم کو قول سے اپنے اگر پھر میں</p>
<p>افسوس راہ میں یہ سنا یا رکھ نہیں حسرت چل اب میاں ہی سے ہم اپنی گھر پھر میں</p>	
<p>دل کا جگر کا دوستو یا اپنے جی کا غم کریں دل کسی عنوان سے یا رب ہلستا ہی نہیں ایسا نہیں کوئی دوست سمجھا کدو باں سے کے نہ رجم آتا ہوا سے نہ صبر ہے دل کو تیش ان خوب رویوں سے مجھے آہ کب اُمید ہے نالہ پہ حکم قتل ہونے تو دو گے کس طرح</p>	<p>کس کس کو روپیں ٹھیک کس کس کا ہم نام کریں اس غمزدہ بیتاب کو کیونکر خوش نوم کریں گر رجم کرتی نہیں بھلا ٹک ظلم کو تو کم کریں مشکل سے یا رب ننگی ب کس طرح ہم کریں تا بوت پر اگر مے ٹک چشم کو تو نم کریں فرمائیے جو کچھ ہیں مہرباں اب ہم کریں</p>
<p>کچھ حال حسرت کا بھوکھلائی دیتا ہوں کیا خوب سے اس وقت اگر یا سید اپنی ہر دم کریں</p>	
<p>بھلائیں یا رب دل سے ہماری دہی یادیں میاں کس کو سنا تو ہو کہ شکل ہی یہ جی دینا ہست ہم تو سمجھا یا نہیں ہرگز سمجھتا دل ہمیشہ یہ تو کہتے ہو عاشق جی سے گزے ہیں</p>	<p>عجب تاثیر رکھتی ہیں الہی دل کی فریادیں دیا ہر دل تو آگاہی کہ تو جان بھی لا دیں کریں فلاں کا یا نام تعجب اب آپ فرما دیں اگر ارمان ہر دل میں تاشا یہ بھی دکھلا دیں</p>

<p>کہاں تک دوسے اسکو رکھوں تین مہلو میں کہوں کیا گردش چشم او کیوں ہم بزمِ آفت ہے نہو تا پوست تن پر اتخاں ہو تو مشک ب رہی گی کب تلک تری ای منچہ یو نہیں سمان ہم چاندنی کی رات کا تب فلک کھین بھی یوں انس ہو دل سے کہیں مانوس ہو آخر</p>	
<p>نہو سو اکیں تو ایسیاں حسرت کی محبت سے روامت رکھ کہ بیٹھے عاشق بدنام پہلو میں</p>	
<p>ای صبا بیدار کئے یا تطا دل آستیں جیب دامن ہیں ٹکڑی چاک ہر گل آستیں کھینچ لی تھو کے سین ذبے تامل آستیں بھر نجا دی خون کے اے غیرت گل آستیں دیکھ کر یہ ہاتھ چھوٹے گی نہ نیل آستیں دست سناپنا کہاں پہنچو جو کمال آستیں</p>	<p>ہوں چراغِ مردہ مجھ کو کیا کری گل آستیں ای خون آنسو بھی میرے پونچھے کو کچھ نہیں وصل کا وعدہ تھا اوس شب جو آنکلا کوئی آستیں اپنی چڑھا لہ زنج کرتے وقت تو چند روز ایسے فندق بدگلشن میں نجا دامنِ مرگال سے بھاڑوں گرد تو معراج ہے</p>
<p>پل میں ملو فان حسرت پاک کر نیو سرشک گر کرے دامن تجاہل یا تغافل آستیں</p>	
<p>جاویں جو تیرے در سے تو ہم در بد پھریں</p>	<p>حاشا کہ ہم گلی ہو تری آن کر پھریں</p>

	رُوزِ بجاتے ہیں دُکھیاے ہیں		بُلبُلِ وِڑانہ سِیِّحَت ہے اب	
	دل تو ہمارا ہم فحسرت اوسکے ہاتھ کیا ہو لیجا کر یہ دل ہمارے ہیں		مزا ہی اور ہی دیوانہ پن میں ہزاروں چاک ہیں اٹن کہن ہیں گیا وہ شمعِ روکسِ انجمن میں تو کا ہے کورہی گی جان تن میں	گریباں چاک جوں گلِ چمن میں کہاں تک تو بیٹے گا آہِ ناصح ہماری بزم کو اب کر کے تاریک اگر اے دل یہی ہے بے قراری
	ندیکھیا یا رکوا اپنے دمِ مرگ رہی حسرت ہمارے سن کی سن میں		بیاسا قی عجائبِ شجرِ بزرگ گل ہے شیشے میں طلسمِ جہان ہے جقدِ سو گل ہے شیشے میں نہیں خونِ خونِ دلِ بلبُل ہے شیشے میں یہ بیغات و عراق و کھر لوز ابل ہے شیشے میں	یہ آبِ آتشِ تاثیرِ ہرِ بابل ہے شیشے میں کر کیا دید ز اہِ خلق کی جب نہ مری پوے مئے گلِ رنگ آتے ہیں سو شکرِ بلبُل کو پرِ مطرِ موجبِ تک کر و کباب کا آہنگ
	صدِ قفلِ مینا سیو یہ جانا میں اسی حسرت پری ہو قص میں شاید جو اتنا غل ہے شیشے میں		کہل لیتا نہیں ایک آن بھی آرام پہلو میں رہی خجربکف اوزلف کا ایک دام پہلو میں	نہووی درد کیو نہ آہِ صبح و شام پہلو میں غصبتا دہرِ چشمِ شکارِ افکن کہ مرگان سے

<p>پاساں غیر قریب آہ بھی جان گئے مار بگالی ہر بھڑکی ہر عجے آٹھسہ پہر وصل کی رات کی کیا بات کہوں لہنا و سکی کہتے ہیں صبر سہا تھ آوی ہے وصل و مکاٹے تیرے گھر آیا ہوں گھر آؤ کو کچھ کہتے نہیں</p>	<p>اب تو اس کو چرم میں جانی کی کوئی گھٹا نہیں اے میاں تیرے شگنوں کی کجی اوقات نہیں جب لگا کھولنے میں بولا کوئی رات نہیں ہاتھ میں میرے عنان صبر کی سیات نہیں بیٹھنے ہی دے اگر اور مدارات نہیں</p>
<p>-</p>	<p>کیا تھا مجھوں میں جو وہ ہم میں نہیں اے حسرت عشق سنتا ہر دوائے کسی کی ذات نہیں</p>
<p>فائدہ اسکا کو بارے ہیں ہم جو کہتے ہیں کہ گل دے باغباں آسماں میں کہتے کہ ہے اپنی آہ پیار پر غیروں کے ہم کو رشک ہے اوسکی قربانی ہوئی جسکے نصیب چھوڑ جاوے آپ ہی نہ میدان کو جیت ہو درد و الم ہو میں تقیم کہہ دے کوئی تیغ سربل کرے اب نہ مجھوں ہی میاں نہ کوہ کن ہم پہ ہر ہوا سب پست و بلند</p>	<p>کیوں لگاتے ہو میاں آری ہیں وہ ہیں بتلاتا ہے انگارے ہیں روزنِ غربال ہیں تارے ہیں پیار کچھ خوب سا پیارے ہیں اوسے لیجا کر کوئی وارے ہیں جو کوئی میدان میں لٹکارے ہیں رزق ہیں رنج و الم سارے ہیں کم نگاہی سے نہ یوں مارے ہیں ڈھونڈتے پھرتے ہیں بچا پرے ہیں آئے آئے کھینچے آئے ہیں</p>

یہ فغانِ نالہ کساں تلکے جس سے سزاؤ فلک مرد دل میں پہ عشق ہو کہ نجات اوس سے نہو کبھی نہ دوا ہوتی تھی ہر کار گر نہ دعائیں باقی رہا اثر	دراچشم تو نگاہ کرتے سرگوش اگر شنوا نہیں میں بہت بچھا ہوں گلی گلی میں اس مرض کی دانیس غرض خباہی کو سوئی کوئی اس مرض کی دانیس
--------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------	-----------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------

کسی حسرت اتنا دماغ ہو کہ ہر ایک نازا اٹھائے
جو یہ زندگی تو جیئیں گے ہم وہ صنم کسی کا خدا نہیں

دل کو ہر دیکھے تری تاب تو اں ہوسو نہیں نوک مرقاں سے لہو جاری ہی رہتا ہی سدا کھوج ملتا ہی اگر لیجے کوئی اوس کا سراغ یہ تو گردوں کو جلا دیو اگر چاہے ابھی میرے سینے پہ تم اب رکھتے ہو مہر دم کو عبث غنچے ساں تیر دہن میں ہیں ہزاروں ہی پاں تو جنازی کے مری ساتھ چلا چل دو قدم سر پہ کال کر مے رو رو لگا کسنے طبیب ظلم کو پوچھو تو اتنا ہی کہ کچھ حد ہی نہیں	تیرے آنی کا یہاں ہم کو گمان ہوسو نہیں زخم سینے کا مرے یار و نہاں ہوسو نہیں عمر رفتہ کا کہیں نام و نشان ہوسو نہیں بے اثر اپنی یہ فریاد و فغاں ہوسو نہیں زخم مرقاں کا ہو یہ زخم ساں ہوسو نہیں ایک ہی پیارے تیرے میں باں ہوسو نہیں ورنہ اس کو چے سہ گے کو رواں ہوسو نہیں در در ملک سے بھلا اب جو اں ہوسو نہیں مہر پر دل میں تمھاری اے بتاں ہوسو نہیں
-----------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------	---------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------

تجھ کو رہنا ہی مے گھر تو میان سے تو نہ جا
اب سے وعدے سے حسرت کی نشان ہوسو نہیں

تجھیں منصف ہو کہ افسوس کی یہ بات نہیں	ایک ہی شہر میں ہیں در ملاقات نہیں
---------------------------------------	-----------------------------------

<p>کس طرح تڑپوش میں بڑ تاب ہو کر ہر گھڑی ابر تو دریا سے لے آتا ہی پانی یاں تو نت دل کو آئینہ کی میرے قدر کیا جانے کوئی شوق غنچہ کو ہوا ہی دیکھنے کا باغ میں ای صبا سو قیاسوں کی زلف کو چھڑے تو ہی</p>	<p>قید کو باعث سوڑتا ہی مراے دام دم خالص غم جگر سے چشم میں اور نام غم ناز کرتا تھا بہت ہی سنا بنا کر جام جم بول منہ سے ہے کہاں تیرا بت گلغام غم سچ کہیں تجھ سے یہم سے ہو سکے ہو کام کم</p>
<p>شاعری کی صنعتوں میں ہم و حسرت ہو غزل ورنہ ناجی کی طرح کہتے نہیں ایسا م ہم</p>	
<p>کٹ نہیں ٹکپتی شب غم اور کوئی ہمد نہیں اگر سو سو بار ہوا تھا اوس کو چے میں آہ غم جو انسان نسا سوں سے ملنا کیا ضرور دم میں آتی ہے اوسکو کھینچ کر تاثیر آہ جو لچک تیوری چڑھانی میں سے ابرو کی ہے دم مجھے دیتا ہی تو یعنی ترا ہوں آشنا</p>	<p>یہ شب ہر سخت دل یا صبح تجھ میں دم نہیں نا تو ازل میں مگر ب صنعت سے وہ دم نہیں آدمی کی شکل ہیں لیکن کوئی آدم نہیں یوں بھی ہوتا ہی کہہ بیگا ہ پر ہر دم نہیں سچ کہوں قاتل کسی شمشیر میں یہ دم نہیں غیر سے پھر پوچھتا ہی کیوں اگر یہ دم نہیں</p>
<p>دیوبند واک پری کا اسکو سایہ ہو گیا پڑھ کہ ابافوں کیوں حسرت اگر یہ دم نہیں</p>	
<p>یہ غلط گمان کریں ہیں سبے فنا کو بقا نہیں گو اشک گاہ سرخسنگ نگو نخت دل کو بہا دیا</p>	<p>تیری عشق میں کوئی مٹاؤ زندگی پر نہیں غرض تو تم کہیں شمع غم مرنے میں غم نہیں</p>

پڑھتا تھا یہ شعر وہ تہ خاک
بس سقتے ہی جسکے مر گئے ہم

واماندوں پہ دیکھتے کہ کیا ہو
اپنا تو نباہ کر گئے ہم

غنیمت جانو جو دم ہیں میاں ہم
تھارے ڈر سے گونگے ہوئے ہیں
نہ ہم کو گل دیا اور نہ شمر ہی
لنگہ کرنا نظر آئے پہاڑ اب
بغیر از گریہ جو آتا ہے گاہے
تسلی کو نسی کرتے ہو ہم کو
نہ وعدہ صل کا نہ قتل کا قول
عجب ہی شغل میں کھتی ہیں راتیں ق
بکھی سوئے ہیں آنکھیں بند کر کر
کبھی دیتے ہیں اس دل کو تسلی
کبھی قاتل کی باتیں یاد کر کے

کوئی دم کو کہاں پھر تم کہاں ہم
نہیں تو منہ میں رکھتی ہیں زباں ہم
کسی لائق نہ تھو لے باغبان ہم
یہاں تک کہ گئے ہیں ناتواں ہم
نہیں رکھتی کوئی اب مہرباں ہم
منہوں پھر کو نیکہ نگیں ایو بٹاں ہم
سو کس اُمید پر ہوں شاد ماں ہم
کریں کیا تجھ کو حسرت بیاں ہم
کبھی چنک دھتور ہیں کر کر فغاں ہم
کبھی رو رو کریں آنسو رواں ہم
خوشی ہو ہیں جی میں ایک زماں ہم

کبھی کر کے خیال ادسکا مخاطب
بیاں کرتی ہیں اپنی داستاں ہم

اگرچہ اس دل سے گیا ہے کر کے اب آرام رم
دور کرتا ہے لیکن کچھ ترایہ غم

تو آپ ہی مجھ تلک آشیخ جس طرح جانے

نہ آوے مجھ کو تو خط کو جواب سے آرام

غنی بھی روتی ہیں مفلس تو اک طرف حسرت

گیا زمانہ سے اب شیخ و شاب سے آرام

گو میں نہیں جلاؤ کی تلوار سے محروم
جب فصل گل آئی تو پھنسنے دام میں جا کر
زنجیر بیا بان تلک جانے نہ دے گی
جب آیا وہ تب نے لگی چشم رہے ہم
بھٹکاوی ہے طوبی کی ہو جگہ جہاں میں
حسرت زدہ ایسا نہ کوئی ہوگا جہاں میں

چرچشم ہی باندھی رکھا دیدار سے محروم
اب کے رہیوں ہم گل و گلزار سے محروم
ہر آبلہ پایہ رہا خسار سے محروم
نت دیکھنے کو دیدہ خونبار سے محروم
رہتے ہیں تری سایہ دیوار سے محروم
جیسے کہ رہا میں نگہ یار سے محروم

آئے تو بس بھی پر اد سے گھر بیا نہ حسرت

افسوس پھری کو چہ دلدار سے محروم

آخر سے غم میں مر گئے ہم
عقبی کی بھی کچھ خبر نہیں ہے
اے آہ او سے کہیں نہ پایا
شب نعم کی مثال اس چمن میں
کرتک تو اثر کہ اپنے جی سے
کل روتے ہوئے جو اتفاقاً

بھرناتھا جو دکھ سو بھر گئے ہم
دُنیا سے تو بے خبر گئے ہم
کل ڈھونڈتھو گھر بے گھر گئے ہم
شب آئے تھے پھر سحر گئے ہم
اے نالہ بے اثر گئے ہم
حسرت کے مزار پر گئے ہم

ق

<p>ہمارے اس مرض الموت کی دوا معلوم بتائے نہیں عاشق کا مدعا معلوم</p>	<p>سیح چرخِ سیاہ کے ہم کو خضرِ ملی ہمارے منہ سے تو اس شوخ کیا کہا دی ہے</p>
<p>دو بار گاہِ ہر حسرت جنابِ جانان کی کہ باریاب نہوں شاہ اور گدا معلوم</p>	
<p>وہ گل ہو دی تو ہم بلیں جو ہو خورشیدِ شبنم سحر ہو تو ہی اُٹھ جاتی ہے جو سوئے عدمِ شبنم ہم اور تُو رو دیں گلشن میں بلِ کر ہم شبنم یہ چشمِ تر تو رکھ کر گل پہ کھاتی ہے دمِ شبنم رکھے ہے خار پر بھی اور گل پہ بھی قدمِ شبنم جویاں لائی تھی سو ہی لگئی آنکھوں میں غمِ شبنم اگر دیکھے جو کچھ بھر پورا جو رستمِ شبنم کری تو نالے یا روئے بصدِ دردِ عالمِ شبنم</p>	<p>کبھی ہوں عندِ لبِ اکِ کم بھی ہوں ایک دم شبنم مگر بیداریِ مردمِ فتنہ او کو سوچے ہے کوئی دمِ فرصتِ گر تھو بھی ہے ہیں بھی ہے نہو داماں گلِ اودہ بلبلِ اسکے رونے سے سبکاروں کو سختی اور نرمی کا ثنی دونوں جہاں میں تھی آئی روتی ہی غمزدی جاوے تری بھی چشمِ میں آنسو کے لئے خونِ بھر آوے نہیں کامِ کچھ گل کو سوا ہنسنے کے بلبل</p>
<p>نہیں ملتا کوئی ہمدردِ حسرت اس کو جو روئے شبنامی اس لئے کرتی ہے اس گلشنِ سرمِ شبنم</p>	
<p>کہ درد مند کو آتا ہے خواب سے آرام کہ جیسے پیاسی کو ہو جامِ آب سے آرام کہ ہو غماز دے کو شراب سے آرام</p>	<p>میں تو ہو دی ہیں اضطراب سے آرام میں تیری لعل کو چوسوں تو اپنی ہو تسکین تری ہی چشم سے بدستی کا مری ہے علاج</p>

حسرت لگاؤں کس سے دل پناہ بخورد
آتے ہیں اب نظر مجھے بیدار اگر تمام

<p>ظلم کراور نہ رکھ عاشق بدنام سے کام آہ کیا جانے گلِ دباغ کو وہ مرغِ اسیر گردشِ حشمِ فزاساقی کے جھکایا ہے ہیں دلِ فز بھی زلف میں دلبر کے لیا جا کر قرار شیخ کو ادسے بہشتیں ہوں مبارک ہم کو تو بھی ٹکناؤ کہ نالے سے سزا ملتی ہے مڑ پستی کو نہیں کتے بُرا جو ہیں خاص</p>	<p>اپنے تو کام میں رہ کیا ہی مئے کام سے کام جسکو بیٹھے سے نکلتے ہی پڑا دام سے کام کچھ نہیں ہم کو رہا گردشِ ایام سے کام سب کو ہی اپنے ہی اپنی یہاں آرام سے کام شیشہ ساقی و گل یار و مژد جام سے کام تجھ کو بلبل نہ پڑا میری گل اندام سے کام خلق جو کچھ کہی کہنے دو نہیں عام سے کام</p>
-------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------	--------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------

صبح روشن رہی گلشن میں مبارک گل کو
حسرت اپنی مجھ غرت کی ہی اس شام سے کام

<p>کہا تھا کس نے انا الحق رہا یہ نامعلوم گلی میں یار کی لے جائے کون میرا پیام ذلیل اتنا سمجھتا ہی وہ کہ اب ہم پر نہیں اُمید کر رہے اپنے تن سے جان وفا زباں سے سوز دل پنا کہیں نہ ہم جوں شمع جیوں مروں میری لبر سہی ہی اور نکلا ستم</p>	<p>کہ بندی ہو نہیں سکتے ہیں ہم خدا معلوم فرشتے کی نہیں طاقت وہاں صبا معلوم ستم بھی کرنے سے تنگ و سکوہی وفا معلوم سوا در کوئی زمانے میں آشنا معلوم پراو سکو حال نہ معلوم ہو دی یا معلوم نصیب میں مکران سے ہو جز جفا معلوم</p>
------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------	--------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------

<p>بنایا ہے کیا میرا پتھر کا سر ہمارے سنگ کو تائب ہے پکاروں ہوں میں سنتا جا اور بٹھایا ہے بیروں در کس کے تئیں لکھا کس کا شکوہ ہوا کیا گناہ خوشامد تھی دل لیزی کی پیش ازین اباید صبر و جوش سماجت ہو آہ</p>	<p>جو کھاتے ہو جھوٹی قسم دمبدم نیا سوچتا ہے ستم دمبدم اڑھاتا ہے جلدی قدم دمبدم اڑھتے ہو کدھر اے صنم دمبدم کٹے ہے زبان قلم دمبدم زیادہ تھا لطف کرم دمبدم کری ہے محبت وہ کم دمبدم</p>
<p>جو حسرت وہ مغرور پڑھتا نہیں تو خط تو بھی مت کر رقم دمبدم</p>	
<p>عاشق تو سست جان ہی آئے نظر تمام کتنا ہے کام ہستی سے جانا عدم تلک صیا و آہ صدمہ نفس کا تو دور ہے بستی ہماری گھر کی تھی ہو تھی اے میاں شکوہ تو تب کروں جو کبھی آشنا ہوں میں اللہ سے شوق رونی کا آنکھوں میں آن کر کیوں کرنے تو غور سے چلائیاں کرے جاتا ہے سنگدل تو کدھر تجھ کو رحم نہیں</p>	<p>ایدھر لگا وہ تیرنگہ اور اودھر تمام ہوتا ہے ایک دم ہی میں یاں کا سفر تمام ٹوٹے پیسے ہاتھ ہی میں بال و پر تمام دیراں نظر پڑے ہی ترے بن یہ گھر تمام قصہ ہی تو نے کر دیا اب مختصر تمام بہتا ہے ٹکڑے ٹکڑے ہو میرا جگر تمام نالے سے عاشقوں کو اڑھتا اب اثر تمام روتی ہیں میرے حال پیو اور دور تمام</p>

	ہمیشہ کستا تھا میرا ہر جی فدا سے وصال	
<p>ہمارا خون ہر شیریں لبوں کو مثل سبیل چراغ ہو دل پُر داغ اوس میں قندیل ذرا جلاؤ میں اے شمع اس کو دنیا ڈھیل کھلا تو پھرتی ہے تبیج کرتی ہے تحلیل یہ ملک علم کے پڑھنے سے ہوئے کب تھیل ہمارے ہاتھ نہ آیا درین کوئی کفیل</p>		<p>ہوئے ہیں تیغ محبت سے ہم فوج و قتل ز بسکہ سینہ شبک ہو تیرے مرگاں سے ہمارے عشق کو رشتے سے اب کٹو ہے پتنگ جو پیٹا ہے تو نہوتا تو خشک اے زاہد بتوں کو ملک حسن کا ہے عامل عشق سہارا ہوں میں ضامن یہ عمر کا اپنی</p>
	<p>کیس ہیں آنکھوں سے حسرت کر دہنیل بہا یہ افترا ہو خبر لو کہیں ہیں بگڑا نیل</p>	
<p>ظالم و عشوہ گرو آفت جہاں یعنی تم گلرخ و ستین و غنچہ دہاں یعنی تم دلبر و دل شکن و رشک بتاں یعنی تم شوخی و طناز و ستم گارِ زماں یعنی تم زندگی جان جہاں عمر و اں یعنی تم</p>		<p>قتلہ و قاتل و آشوب جہاں یعنی تم خستہ و زار و دل فگار و حزن یعنی ہم بیدل و عاشق و مفتون و سدا یعنی ہم خوار و آوارہ و بیچارہ غمیں یہ یعنی ہم نیم جہاں مردہ دل بے سرو پا یعنی ہم</p>
	<p>زار حسرت کش و دلش ستم یعنی ہم بیوفا سنگدل و سخت زباں یعنی تم</p>	
<p>کے جاتے ہیں نالے ہم دم بدم</p>		<p>ترقی میں ہر درد و غم دم بدم</p>

اوس گل کو دیکھا جب گیا سب بڑا اور الم
تسکین آئے گی دل بیتاب کو مرے
ساحل تک اپنے کشتی بھی پہنچو گئے نا خدا

یہ درد و رنج ہوئے ہی نایاب آج کل
اکسیر بنے ہے یہ سیاب آج کل
چھوڑے ہم سے ہجر کا گرداب آج کل

حسرت جہیں سجدوں سے ہر دم کو گھس گئی
ابرو کی اوسکے دیکھیں گے محراب آج کل

ہزار شکر ہوا دل بآشنائے وصال
رہی نہ ہوتی مری تن میں جان ہجراں سے
یہ جان وصل پہ تیرے شمار ہوتی ہے
بدن میں بلے خوشی کے نہیں ساتا ہے
شبِ فراق نے اتنا مجھے ستایا تھا
تیرے ہی آنے کا تھا منتظر مرا یہ جی
ہمیشہ گرچہ دعا مانگتا تھا وصل کی مین
انجانوں عید کا دن آج ہی امید نہ تھی
یہ کیسی دولتِ بیدار اب نظر آئی
کہ صبر چاند یہ نکلا کہاں سے جاگے نصیب
تو قے اب مری آنکھوں کو کب تھی دیکھنے کی

کہ ایک عمر سے مرنے کا تھا یہ بلے وصال
نہ تو وعدے سے گرد میان پائے وصال
کہ سرسری پاؤں تلک اوسکو تھی ہوائے وصال
کہ اوس کو کان میں پہنچی ہو صدا کی وصال
قریب تھا کہ میں دوں جان کہہ کر بلے وصال
یہی تھا عہد نہ نکلوں کبھی سوائے وصال
قول آج ہوئی ہوئے دعاے وصال
کہ لاکھ رنگ نشی کو مجھے دکھائے وصال
کہاں میں رکھتا تھا طالع رسائے وصال
تیری تو طبع سے تھا دور مقصائے وصال
اسید دل کو کہاں تھی کہ تیرا پائے وصال

خوشی ہوئے ہی حسرت تو آج شادی مرگ

نہیں دل بس میں کین تو ہوں مجبور کیا حاصل نہیں اس ملک میں انصاف کا دستو کیا حاصل	نہیں بتائی سے مجھ کو تم کرو اب منع ای یارو تم آبا و ملک حسن ہوت چاہ دادا کی دل
------------------------------------------------------------------------------------	-----------------------------------------------------------------------------------

غزیر و سوط سے تم کرو منت سماجت اب نہیں حسرت و یلنا یار کو منظور کیا حاصل

حسن سے جس کو ہوئے ماہ نخل دیکھا جبا و سپہ کچھ نہ کی تاثیر اوس سے جب شکوہ کرنے لگتا ہوں پوچھ تو ٹمک ہی کس پہ فریادی شہ خواہاں نہ کر غرور اور ناز پہلے پر دانے سے جلے ہے شمع اشک کتہ ہیں ہم حسنائی ہیں اوس کی بخشش کے اگر اے یارو	نہ کرے مجھ کو اوس کی چاہ نخل ہو این دل میں کر کے آہ نخل کرتی ہے مجھ کو وہ نگاہ نخل آپ ہی ہو دی گاداد خواہ نخل ہوئی احسان سے سپاہ نخل ٹمک تو ہو دیکھ کر پناہ نخل سر خر خواہ ہو دیں خواہ نخل ہو دی ہے یہ مرا گناہ نخل
------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------	------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------

شعر پر حد سے آگے حسرت کو کرے احمق کی واہ واہ نخل

ہوتا ہو وصل پھر دل بیتاب آج کل شکوہ نہ اہل شہر کو میرے اشک کا یا وہ ہی آن پہونچو ہے یا جاتے ہیں نہیں	ہو جا دیں گویہ دن بھی میاں خاں اب آج کل ہوتا ہو خشک چشم سے خوتاں اب آج کل بتا ہی کچھ وصال کا اسباب آج کل
------------------------------------------------------------------------------------------------------------	----------------------------------------------------------------------------------------------------------------

اللہ ہی کرے تو وہ جیتا پھر آئے
اک سنگدل کو دام میں اب تو پھنسا ہوا دل

پوچھتا ہی تو نہیں اپنے گرفتار کا حال
دن ہی تو گریہ ہی اگر رات ہی تو رونا ہے
آہ صیاد تو کیا پوچھے ہی بلبل کی خبر
جو کچھ احوال مرا غم سے ہوا ہی یا رب
گرین کچھ عذر کروں آپ کو فرمانے سے
رونا آتا ہے مجھے جان پہ اپنی یارو
آشنا کی نہیں پوچھ رہے کبھی آکے خبر

رو دیا جس نے سنا اس دل نگار کا حال
کیا بیاں کیجئے اس دیدہٴ خوبا کا حال
دیکھ ٹھک جا کر نفس کو درو دیوار کا حال
نہ تو کا فر کا ہو یہ حال نہ دیندار کا حال
کیجئے وہ حال مرا جو ہو گنہ گار کا حال
کیا کیوں تسمین اب اپنی تسمنا کا حال
روز جا جا کے اوسے پوچھنا اغیار کا حال

کیوں قاصد کہہ نوا ہو گا ترپتا تھا پڑا
پوچھے وہ شوخ اگر حسرت بیمار کا حال

جو کھویا چشمِ زور و رو کے اپنا نور کیا حاصل
عبثاً و رونکی بھی نیندِ میث کر خلل ای دل
نہیں طاقت کہ اس پہلو سے اوس پہلو کو روٹے
ستم تو نے کیا مجھ پر سوین جانوں کہ توجانے
وفا کی تو ذی ہی یابین نے ہی گزری کچھ گزری
مرے گھر کو چراغاں مت کرو گر صبحِ محشر ہو

نہو گا مہرباں رونے سے وہ مغرور کیا حاصل
ترا یہ دردِ نالے سے نہ ہو گا دور کیا حاصل
عبثاً اوٹھو کامت کو تھداؤ بچو کیا حاصل
ہر اک سے کہہ کے کرنا آپ کو مشہور کیا حاصل
عبثاً مت چھیڑ چھڑ جانے دینے کو کیا حاصل
نہو روشن جدائی کی شبِ دیوگر کیا حاصل

گاہ رونما گم تڑپنا گاہ ٹکراوے ہے سر	
ہائے دل افسوس دل اے واے دل اے واے دل	
دل پہ رونا مجھ کو آتا ہے عزیز و مہم	
کب تلک دلدار بن غم کھائے دل اے واے دل	
پیچھے یہ کتنا ہے آوے تو اپنا غم کہوں	
جب وہ آوے دیکھ کر شرمائے دل اے واے دل	
مین کہوں چھوڑاوس کی الفت دل کے ہر گز پنچھوڑ	
دل کو مین اور میرے تئیں سمجھائے دل اے واے دل	
مین جو حسرت اوس کے کہنے میں لگوں اے واے مین	
ورنہ راہ راستی پر آئے دل اے واے دل	
مین کیا کہوں کہ کیا جگر اور کیا ہر دل	
ناصح تو آہ رونے سمت منع کرتے	
تو چاہے جان بخشی کر اب خواہ قتل کر	
کیا ہر جو آج چشم سے دریا نہیں رواں	
کچھ اور آرزو نہیں یا ور ہوں گرنصب	
حسرت مین کہا کہ تو اتنا ہی کہوں اوس	
کہنے لگا پوچھ کئی دن سے اے عزیز	
آتشکدہ جگر ہے یہ ماتم سر ہے دل	
کیونکر نہ روؤں مین کہ مرا گم ہوا ہر دل	
جس میں تری رضا ہو سو کر مبتلا ہر دل	
ہمراہ موج اشک مگر بہ گیا ہے دل	
دیکھا کروں مین تجھ کو یہی چاہتا ہے دل	
شاید کہ اندنوں مین کسی کو دیا ہے دل	
بیوجہ میرے ہاتھ سے جا آتا ہے دل	

اپارے شکستِ ننگ کو چہرہ میرے زیب	اور تیسے منہ سے دہریں ہر شانِ آبِ رنگ
خونی دلوں کی حسرتِ دل دو (۹) دیکھ	حسرت ہوا جہاں میں حیرانِ آبِ رنگ
تری فرقت میں ہر شام و سحر جھکے عجیب مشکل کرم و کھول جو عقدِ ڈپے ہیں کام میں سیر تو کہتا ہے کہ دم کی دم تحمل کر میں آتا ہوں نہو جبے پکھن کی تاب بچر و وصل ہو یکساں کہاں تک بیقار لی لیلِ بیتاب ٹک لیں کہ نہوں مضطر کبھی بین بستی ہو کام کی اپنے	جوشبِ کٹی تو دن شکنِ دن کا تاؤ شبِ مشکل تری آگے ہیں سب آساں مرا گر ہیں سب مشکل میاں تجھ بن تو جھکوا ایک دم بھی ہر غضبِ مشکل غرض جو اگر مشکل تھی وہی ہر جھکوا ب مشکل ہوا جینا مجھ کو دنیا میں اب تیسے سببِ مشکل کہ وہ آسان کرتا ہے مجھے ہوتی ہے جب مشکل
ابھی تو حسرت او سپر عشق یہ پوشیدہ ہے تیرا وہ جب پہچان جاوے گا تجھے ہووے گی تب مشکل	
دام میں یوں زلف کے آجائے دل اے واے دل	
کیا بلا لایا یہ مجھ پر ہائے دل اے واے دل	
دیکھتے ہی اوس کو پہلے کھو دیا صبر و شہار	
آگے کیا آفت مجھے دکھلائے دل اے واے دل	
کس طرح سے نالہ و فریاد و زاری چھوڑ دے	
جب ترے ہاتھوں سے یوں دکھ پائے دل اے واے دل	

<p>پاؤں کے آبلہ سے خار بیاہاں پیباک کر دیا دست جنوں فریہ گریاں پیباک</p>	<p>برق نے بدل لیا اب کہ ہوا تھا میرے اب نہیں خون اسے چاک کا ای گل ہرگز</p>
<p>حق کی بخشش کے مقابل ہو یہ دن محشر کے دیکھ حسرت کہ ہر کتنا مرعصیاں پیباک</p>	
<p>جب تک خبر نیاؤں کروں میں ہوا جنگ کیوں خبر و بنایا تجھے کر خدا سے جنگ کہہ کوں کر سکہ ہے میاں اس دا سے جنگ نام خدا ہی یاد تجھے کس حیا سے جنگ یار کوئی بھی کرتا ہے نا آشنا سے جنگ بلبل ہمارے تھے یہی ہے سدا سے جنگ</p>	<p>نت بھکوتیری بوکرائے ہو صبا سے جنگ مجھے لڑے ہی کیا کہ تو کیوں دیکھے ہے مجھے تیرا چڑھا کی ہونٹوں ہی میں کچھ کہو ہے تو روٹھے ہو جب آنکھ اٹھا دیکھتا نہیں لڑنے سے راو سکے ہو وہی ہے اثبات دوستی جس وقت ہم نے نالہ کیا تو نے غل کیا</p>
<p>تیرا تو ذکر نہیں بُرا مانا ہے کیوں حسرت کو ہر گاہ اپنے دل مبتلا سے جنگ</p>	
<p>پیر تیرے لب کو دیکھا تو ہو جان آب و رنگ پیر چہرہ یار کا ہو گلستان آب و رنگ ہو تیرے حُسن کا یہ نگہبان آب و رنگ کھینچے ہو اب بہار گریبان آب و رنگ اس پیر اشک رخ میں سامان آب و رنگ</p>	<p>ہر چند کان لعل کی ہو کان آب و رنگ گو آجے گنج بگستاں میں گل سے ہے شبنم کے اشک سے نہ خفا ہو گل چین اوسکے بغیر چاک سو یوں حبیب گل کر جان مرجان لعل لاویں کہاں سے یہ جو کہ ہے</p>

<p>کے شمع سوزِ نہانی کساں تک بناؤ گے باتیں زبانی کساں تک چھپے عشق کی یہ نشانی کساں تک</p>	<p>لگی سر سے لپاؤں تک اوسکے آتش نہیں چھٹی لے جان دل کی محبت مرا رنگ دیتا ہے منہ پر گواہی</p>
<p>کیا خواب تو چشم سے میری حسرت کے گاؤں غم کی کساں کساں تک</p>	
<p>دوستی کر کے میاں تم نے کیا خوب سلوک نہ وفا آپ کی منظور نہ مطلوب سلوک کیسے کیا ان میں سے ہوا کچھ غم سلوک روز ہی ہم سے کیا ایسی بے محب سلوک بھائیوں سے کرے اوس کو وہی عیب سلوک کہہ تو اے شیخ کہ کج فز ہے مجذب سلوک</p>	<p>کوئی دشمن بھی کرتا ہی اس سلوک سلوک مطلب اک دیکھو سے ہی تو نہیں دیکھیں گے ماں بھی کھاؤنگو دشنام بھی سن جاؤینگے بوسہ کا نام ہی بس سنتے ہی منہ پھیر لیا خون مانع ہے ورنہ جو کیا یوسف سے دل دیوانہ کو میرے تو کسے راہ پہ آ</p>
<p>یار کے جور و جفا سے نہ خفا ہوں حسرت کہ ہر محبوب کا سب مجھ کو تو محبوب سلوک</p>	
<p>خس و خاشاک سے جو آتش سوزاں بیباک بسکہ ہی تیر نگہ کا ترے پیکاں بیباک پر قیامت ہیں تری ابرو و مژگاں بیباک کس قدر ہیں یہ مرے دیدہ گریاں بیباک</p>	<p>دل عاشق سے بیوں جلوہ جاتاں بیباک آساں مرے رکھتا ہے سپر بہر پناہ تیر و خیر کو تو ہے ٹوٹے بھڑنے کا خطر اُوں غصہ کیا اور بس وہ ہیں یہ روئے لگے</p>

<p>ہو بید لی اب مجھ کو مبارک کہ گیا دل قربانی کی یہ عید کا دن تجھ کو سزاوار</p>	<p>اور دل کو مرے کوچہ دلدار مبارک حسرت کے تیش خنجر خونخوار مبارک</p>
<p>ہونا ہو مبارک اسے بل ترے ہاتھوں اور قتل ہو اس کا تجھے اے یار مبارک</p>	
<p>ہم کو نہ مرگ نے نہ قضا نے کیا ہلاک اوس چشم زنگی کا تری یار کشتہ ہوں ظاہر میں تو تپاک نظر آدے ہے ترا اٹھ کر چلا تو جب تو ہو انیم کشتہ میں ٹنگ آنکھ اٹھا کر دیکھ ڈرائیو سول کچھ اوس لب پہ لب کھتی ہی میں جاں بلب ہوا</p>	<p>اوسکے ستم اور اپنی وفائے کیا ہلاک تو مت خفا ہو تیری بلانے کیا ہلاک کس سے کہوں کہ جو رجھانے کیا ہلاک پھر پھر کے دیکھنے کی ادا نے کیا ہلاک اے جان مجھ کو تیری حیلے کیا ہلاک افسوس ہو کہ مجھ کو دوانے کیا ہلاک</p>
<p>دل سنگدل بتوں کو کوئی اپنا جب کہ دے حسرت پھر آہ اوس کو خدا نے کیا ہلاک</p>	
<p>اگر ہے یہی خستہ جانی کہاں تک وہ ہے عمر اور عمر سوبے و فنا ہے جہاں تک بہاریں ہیں او کو خزاں ہر تبسم کی فرصت نہیں گل کو تھوڑی جگر بہہ گیا دل ہوا آب سارا</p>	<p>کرے گی وفا زندگانی کہاں تک یہاں یار کی مہربانی کہاں تک رہے دوستاں یہ جوانی کہاں تک رہے عیش اور شادمانی کہاں تک بھلا چشم یہ خون نشانی کہاں تک</p>

<p>اشک بھی خوب دہی ہو کہ اثرِ جوں میں ہر سرِ مٹو کی ہوا میں ہے پراگندہ یہ دل مان کہنا مرا کہنے کو تو یہ بات رہے نل دمن شیریں و فرہاد و زلیخا یوسف خاطر پر رکھو بھی تھے عاشق و معشوق بہم</p>	<p>لاکھ مینہ سی ہے بھلا قطرہ نیسانی ایک کہ مرے یار تو بھی بات مری مانی ایک کہ مرے یار تو بھی بات مری مانی ایک ایک پران سی بھی کرتا تھا ستم رانی ایک ایک جی دیتا اگر دیکھتا حیرانی ایک</p>
<p>مجھ کو حسرت یہ رہی لاکھ تری جو رسے قدر دانی مری پر تو نے نہ کر جانی ایک</p>	
<p>اس صید کو ہوجی کا خریدار مبارک بلبل کو خوشی ہو کہ پھنسی دام میں گل کے ہنسنا تجھے روزی ہو مری حال زبوں پر تجھ کو ہوسزا وار مرے دل کا جلانا گلبرگ مبارک میں تجھے دل کو یہ ٹکڑے ہو تجھ کو مسیحائی مبارک مرے دل کی دے عشوہ سفاک تجھے تنہیتِ قتل تجھ کو ستم تازہ مبارک ہو مری جاں روپوشی سزاوار رہے یار سے تجھ کو شاہی کی تری مجھ سے ہے شانِ مصلابت</p>	<p>صیاد تجھے تازہ گرفتار مبارک اور گل کے تئیں بلبل گلزار مبارک روزی کو مجھے دیدہ خونبار مبارک اور دل کو تئیں داغ ہوں دھچکا مبارک پہلو میں مے دل کی جگہ خار مبارک اور تجھ کو ترے عشق کا آزار مبارک اور مرگ مرے جی کو ستمگار مبارک اور تجھ کو غم نو سے سروکار مبارک عاشق کو ترے حسرت دیدار مبارک مجھ کو تری خدمت ہو سزاوار مبارک</p>

	پہونچاتے در نہ ہاتھ ہم اوسکے قدم تلک	
<p>نظر پڑے ہے زمیں و آسماں تاریک کہ روتے روتے ہوئی چشمِ خونِ نشان تاریک رہی ہے رختہ و روزن بنا مکاں تاریک نہوے کیونکہ جہاں مجھ پہاڑ تاریک ہوا ہی تیرے بن اب روزِ عاقل تاریک ہماری بزم کو کر جاؤ یوں میاں تاریک چراغ بن رہی عاشق کا گھر کہاں تاریک فلک دیوے تو دے بختِ مریاں تاریک کر کر اک آن میں عالم کا خانماں تاریک تو چھوڑتے نہیں اس گھر کو کیاں تاریک پڑا ہر کلبہ اخلاں مرا یہاں تاریک کہ تار ہے نہ مرا گھر بھی دوستان تاریک</p>	<p>ق ق</p>	<p>گیا وہ نورِ نظر تب سے ہی جہاں تاریک خدا کے واسطے اے ماہِ ٹکِ نظر آجبا شکستِ دل کو نہ وجہ تلک نہ نورِ روشن سیاہ چشمِ تمھاری سیاہ زلف اور خال شتاب آکیں اے مہرِ نورِ عالم یہ کیا ستم ہے کہ تم شمعِ بزمِ غیر ہو اور جلے ہے شام سے تا صبح لاکھ مشعلِ آہ کسی غریب کی آنکھیں تو ہوں بھلا روشن نہ مثلِ دُور و دُخان ہو کہ جس طرف جاوے جہاں میں رسمِ ہم جس گھر میں کوئی مرتا ہے سو آج رات میں خست ہوں وریا رہنیر خدا کے واسطے اوس شمعِ رو کو ٹک لاؤ</p>
	<p>بتوں کے حُسن پہ چو چشم و انہو حسرت رہی تمام جہاں اوس پہ جاوداں تاریک</p>	
<p>اتنا رویا کہ ہوا میرا ہو پانی ایک سارے عالم میں نہ پیدا ہو ترثانی ایک</p>		<p>ہو گئے گھل کر سب اعضاءِ جہانی ایک عکسِ آئینہ وحدت ہی تو بیشک بخدا</p>

<p>چمن میں سینہ پرداغ لیکے کیا جاویں تمام جل کے ہوئے غم سے مثل خاکستر چمن میں بنزہ خواہید تیری قد نہیں دلِ رمیدہ مرا بھاگتا ہے جوں وحشی</p>	<p>کہ ہم رہے نہیں سیر بہار کے لایق رہے نہ خار بھی جو ہوں شرار کے لایق یہاں سے اُٹھ کہ تو ہے مزار کے لایق توصید کر اُسے ہی یہ شکار کے لایق</p>
<p>نہ بزمِ عیش میں اپنی جگہ نہ وحسرت کو یہ جانیں ہی میاں سو گوار کے لایق</p>	
<p>مشکل ہیں ہوا ہے پہنچنا عدم تلک خنجر ترا گلے سے دم واپس بلا مضمون لکھتے لکھتے کیا وہیں سینہ چاک دل میں لہو کا نام نہیں خاک رویئے جسم پھری نگاہ تری ہم تمام ہیں آیا میں چھوڑ کعبہ کو پھر دیر میں ولے رکھتا ہے بسکہ طولِ مل قصہ فراق خوگر ہو جس کو زہر و دہی او کی زلیست ہی گو دل مرا یہ طائرِ باغ بہشت ہے حسرت ہزار رنگ سے بولا میں جھوٹ پیر</p>	<p>یاں جس سے جی لگایا سو آیا نہ ہم تلک یوں چاہیے نباہ کی ہو شرط دم تلک پہونچا جو حرفِ عشق زبانِ تسلیم تلک لے گئی ادبِ ادب کو چہ چشمِ غم تلک اپنی جو زندگی ہے سوتیرے کرم تلک شرِ زندگی سے جانیں سکتا صنم تلک پہونچا کبھی نہ حال ہمارا رقم تلک میری بھی جان تن میں ہو اُس دُغم تلک کافر تجھے حلال ہے صیدِ حرم تلک یعنی کہ نیت آدمی سخن کی قسم تلک</p>
<p>لیکن سمجھ کے بات کو ادسنے اُڑا دیا</p>	

<p>نکر تو بوسہ اب دینے میں انکار دم آخر اوسے دیتے ہیں ظالم</p>	<p>مجھے ہر لعل شکر بار کا شوق چلے جس خیزر پر بیمار کا شوق</p>
<p>اوٹھا سب کے سخن کا شوق حسرت رہا ہے ہاں مگر دو چار کا شوق</p>	
<p>گر ہر شجر کے برگ پر لکھئے بیان عشق مرا نہیں وہ عشق میں جس نے کبھی دیا بر باد جس طرح سے دیا مجھ کو عشق نے ہم خوش ہیں دو غم ہی سے عاشق کو ہے خوشی نکرا کے سر کو کوہ سے کتا تھا کوہ کن بھیجا ہے بیتون پہ مجھے جوے شیر کو حسرت عبت چھپاؤ تو مجھے حال دل</p>	<p>تو بھی تمام ہونہ کے داستان عشق جتنے ہیں روزِ حشر تلک کشنگان عشق ہو دے خراب ایسی طرح خانمان عشق ای عیش جایاں کنڈل ہو مکان عشق شیریں کو نہیں یقین مرا ہو گمان عشق ہوتا ہوا سقد بھی کہیں استحان عشق ظاہر تو تیری بات سے کاداں نشان عشق</p>
<p>عاشق نہیں تو کیوں ہیں یہ اشعار دردناک پہچانتے ہیں ہم بھی تو آخر زبان عشق</p>	
<p>جو دل کو زبردن کب سے دہ یار کے لایق رہی یہ جان سواندہ سے مگر رہے وہ غم ہی سینہ میں نہاں لگ سناؤں اوسے بنایا ہوتا ہیں سنگ کچھ تو کام آتے</p>	<p>گہر ہیں اشک کو سو ہیں نثار کے لایق نہ لایق اوسکے نہ اس خاکسای کے لایق تو ہوں نخل وہ نہیں غلگار کے لایق نہیں ہیں ہم تو کسی کا زو بار کے لایق</p>

ہے وہ غور شنید یہ ضیا حسرت

اتنا ہے بندے اور خدا میں فرق

اور کوچ جان کری تو ہے آہ و فغاں رفیق
تو سب یہ اشک چشم کا ہی کارواں رفیق
ہی لطف زندگانی کا لے دوستاں رفیق
ہی ساتھ اوسکے چشم کا خوابِ گراں رفیق
اوس تیز رو کا بھونے ہی یہ ناتواں رفیق
جید صحر کو جائے اور کا ہی سارا جہاں رفیق

کرتا ہوں سفر تو ہے تاب و تواں رفیق
لختِ جگر کا قصداً اگر ہوئے کوچ کا
گریبان ہی عیش کوچ کری ہے تو اوسکے ساتھ
گردلِ سیرخت باندھو ہے اپنا شکیبے صبر
جاتی ہی گریہاں تو بلبل کا جی ہے ساتھ
کرتا ہی گروہ جان جہاں اب سفر کا عزم

گریہ کا وداع ہی حسرت تو اوسکے ساتھ

یہ سب رفیق اور ہماری ہی جاں رفیق

یہی ہی وقت لگے یار کا شوق
اگر عاشق کو ہوزنا کا شوق
بھلا یا جس نے سب لگے ار کا شوق
اگر ہے درد کے اظہار کا شوق
ہوا ہے دیدہ خونبار کا شوق
بتوں کی زلف و درخشاں کا شوق
جو لیکر بھرنے تو یار کا شوق

اگر ہے آخری دیدار کا شوق
گریبان سے مے کچھ تار لچبا
سلامت ہی رہی یہ داغِ دل کا
ہماری استخوان سے بنناؤ
لگا دو کشتیاں رونے پہ یارو
مر اشام و سحر لیتا ہے جی آ
حوالے کر دیا ہم نے تو دل کو

ہم کو تو منافق ہی سمجھتا ہو وہ اے واسے
 قسمت جو دکھا دی سو ہیں دیکھنا اس شوخ
 سنتے تھے اوٹھے آخری دوراں میں محبت
 از بسکہ میں آزار سے کرتا ہوں سدا ساز
 پروانے میں اک گرمی ہو اور شمع بھی ہو گرم
 زاہد کی طرح گوشے ہی میں بیٹھ کر عیش
 بلبل نہیں منہ دیکھا میسے غنچہ دہن کا

کیا جانے کیونکر ہوئے اغیار موافق
 تیرے لئے سب سے ہوئے ناچار موافق
 سو دیکھ لئے اوکے سب آثار موافق
 ہے مجھ سے بھی اس واسطے آزار موافق
 قسمت ہی سہلتے ہیں خریدار موافق
 گرم سے بھی ہو چرخ ستم گار موافق
 ہر اس سے تجھے صحبت گلزار موافق

دعویٰ نبوت کروں حسرت میں سخن میں
 گریا رملیں مجھ کو بھی دو چار موافق

اتنا ہے مجھ میں دلربا میں فرق
 مہر معلوم ہو نہ تیرا غضب
 سب سے یکساں تو مجھ کو جانے ہے
 وہ سسکتا رکھے یہ جی لیوے
 مجھ پہ دونوں یہ کریں ہیں جہان
 حُسن اور عشق میں ہے فرق ایسا
 نالہ کب بکھوس کرے مجھ سا
 وصل اور ہجر میں ہے فرق اتنا

جتنا ہے شاہ اور گدا میں فرق
 کچھ بھی ہے جورا ورجا میں فرق
 کیا ہے پھر غریب و آشنا میں فرق
 اتنا ہے ناز اور ادا میں فرق
 کیا ہو اس زلف اور بلا میں فرق
 جیسے ہے درد اور دوا میں فرق
 زناغ و بلبل کے ہے نوا میں فرق
 جتنا ہے زیت اور فنا میں فرق

یہی ہے اوسکامیاں تہمتہ مختصر انعام	
<p>نڑپوں تو ہر طبیعت قاتل کے برخلاف حیراں ہوں کیونکہ ضبطِ لطیفین کروں کہ آہ بکتا ہے گرچہ ناصح بیودہ گو بہت زاہد سے آسمان ہے موافق و گر نہ اب ہرگز نہ جمع ہو دیں کہیں عاشقی و صبر دریا سما یا ایسے دل تنگ میں کہ ہے</p>	<p>اور صبر کر رہوں تو ہر اس دل کو برخلاف یہ رسم وقت ذبح ہے بسل کے برخلاف خاموش میں بھی بڑبڑاں جاہل کو برخلاف جو کام اوسکا ہو ہے عاتل کے برخلاف دونوں ہوئے ہیں جمع میاں مل کو برخلاف جس کا کنارہ وسعتِ ساحل کو برخلاف</p>
<p>یہاں برق چاہیے تو یہ برسا ئے ابر کو حسرتِ فلک دے خواہش حاصل کو برخلاف</p>	
<p>عاشق کو آہ قتل کرے بوجہ فراق دوچار روزِ عرصہ کھجے گانجبان یہ واللہ فرق کچھ نہیں حشر اور فراق میں دل اور جگر کباب ہوئے سوزِ ہجر سے کیا تاب ہو اجل کو جو ہے جانِ عاشقاں</p>	<p>جاتا ہو یا رپاس ہو اے جانِ الفراق لیتا ہو میری جانِ مایل آج کل فراق الحجرا کا القیامۃ والحشر کا الفراق احرقتنی بنارک یا ایہنا الفراق عاشق کو ہر نصیب اجل کو بدل فراق</p>
<p>ممکن نہیں کہ وصل میں ہوں شعر در دے حسرت کا ماوری مجھے تو ایسی غزل فراق</p>	
<p>گو ہم سے ہوئے طالعِ بیدار موافق</p>	<p>لیکن نہ ملا ہم کو کوئی یار موافق</p>

پہ ڈرجاتا ہوں اوسکے غصہ سے مین
دوہیں بھاگوں ہوں کے ناچار خون

<p>کیجئے کچھ تو ستم کی تخفیف دم شمشیر مرے قاتل کا ہو چکا خون جگر اب کہ ہوئی خرچ کیا ہوتا تھا جانے سے مرے دل گیا خوب ہوا جی کو مرے شکر غم کو جگر کی تنخواہ</p>	<p>ٹانک تو ہو مجھ کو الم کی تخفیف مجھ کو دیتا نہیں دم کی تخفیف کچھ مری چشم میں غم کی تخفیف کیا ہوئی میرے صنم کی تخفیف اب بہت ہو گئی غم کی تخفیف خرچ افزون کیا کم کی تخفیف</p>
-----------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------	---------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------

خط کو لکھنے میں اوسے لے حسرت
ہے سیاہی و ستم کی تخفیف

تری بغیر کسے سو نہوں عشوہ گرا نضات
عجب ہی رسم ہر اس شہر میں بتاں کو آہ
سزا دی شمع کو پردانہ کے جلانے کی
کوئی نہ پوچھے جو چاہی سچچین لے دل کو
بغیر تیغ کہ دو حصہ کرتی ہے یکساں
ہمارے جرم کے لایق ہیں سزا پہونچا

تسے ہر کون کہوں کس سے تو ہی گرا نضات
کہ داد خواہ پھرے ان پہ گھر بگھر انضات
حضور عشق کے ہے کام کس قدر انضات
جہاں سے اڑھ گیا اسی موشاں کہ بگھر انضات
نہ آئے آہ زمانے میں اب نظر انضات
رکھے ہے اجر و جزا کہوں کا ہر انضات

ذرا بتا دے کہ حسرت کو کس نے قتل کیا

کیا ستم ہے سا قیام کو جو توجانے حریت
ایک نظر دیکھا تھا کیا تجھ کو کہ آیا مجھ پر ظلم
دُرد ہی نے کی عنایت ہو مجھے پیر مغاں
دیو پشکنا جام کو پتھروں سے شیشے پھوڑنا
عشق سی کیونکر نہ ہو جو سن کو یار و حجاب
غیر کا کیا شکوہ کچھ مارتا ہے دل کا رشک
گرتے ہیں لاکھوں ہی بل بل گھٹائے کرتیں

سنتے کیوں ہم اور سبیں بھر بھر کہ پیمانے حریت
کیا کہوں میں ہو گئی سب سے بیگانے حریت
کر گئے خالی اگر سارے ہی نجانے حریت
دیکھ بدستی مری ہو تو ہیں دیوانے حریت
قاعدہ ہی ہر کوئی یاں اپنا پچانے حریت
مجھ کو لجا تا ہواں یہ سب ادا دے حریت
دوست ہیں اس شمع کی یا ہیں پر دے حریت

سچ تو یہ ہر طرزِ حسرت کے سخن کی خوب ہے
میں کی جاؤں گا اسپر گو بُرا مانے حریت

نہیں مرگ مجھ کو زہنِ رخوت
مری آہ سو گر نہیں تجھ کو ڈر
وہ رہتا ہی تو پر چڑھائے کہ جو
نہ بہ جاؤں میں بھی ان اشکوں کے ساتھ
یہ زلفِ بتان ناگنی ہے بلا
ہوا ہولِ دل جب سناؤں کا کوچ
ارادہ نہیں قتل کا بھی مرے
سو حسرت ڈرا میں تو عاشق ہوا

جو تیری جدائی کا ہی یارِ رخوت
بھٹلا یا خدا کا ہی اک بارِ رخوت
کر دوں رات دن میں گہنگارِ رخوت
مجھے ایسا ہو چشمِ خوباںِ رخوت
کر دوں اس سو ہر کوئی ہشیارِ رخوت
ہوا عشق میں اور آزارِ رخوت
دلاتا ہے وہ کھینچ تلوارِ رخوت
نہیں عشق بازی میں درکارِ رخوت

ق

<p>اب تلک منہ سے ہو خاک و حیران ہے دیدہ و خورشید گویا کہ خوں جاری ہوا تیری الفتِ رخسار اور برگِ پان سے کیا کیا نامہ بر کیسو صبا کو تو بتا دیو سے ہوا دل کا یہ کیا نشان پوچھو کیا بتلاؤں آہ بحث میں ملزمِ نوز نہار تو اسے مدعی</p>	<p>ایک دن آئینہ لایا تھا جو تیری طرف کس میں طاقت جو ملا و چشم کو تیری طرف خون ہو رہتے ہیں ظالم ایک دوتیری طرف کس کو پھر بچوں بھلا امی تند خو تیری طرف میں بھی آنکلا ہوں کرتا جستجو تیری طرف آہ میں او کی طرف ہوں در دوتیری طرف</p>
<p>عشق کا جذبہ کیسی تو کھینچ لاؤ گی اسے حسرت اب آتا نہیں وہ شوخ کو تیری طرف</p>	
<p>جاتا ہی جو کوئی گل و شمشاد کی طرف چلتا ہی وہی چاچا مرضی میں اس کی ہے خسرو کو اس کے قتل کا گونگر تھا در تیغ میرا ہی خوں چڑھا مری گردن پہ آن کر اسے گل تیری جمال پہ بیل ہے اک ہزار رٹا ہے عکس سے کہ نہ دے آئینہ کو رُو ہر آن ہوتا جاوے ہے نالہ میرا بلند</p>	<p>حسرت سے دکھتا ہوں میں جیتا کی طرف ہر آسمان بھی اس ستم ایجا کی طرف شیریں ہوئی نہ تو بھی تو فریاد کی طرف جو کھینچ لیچلا مجھے جتلا د کی طرف عالم ہے اس کے حسنِ خداداد کی طرف یاں تک مزاج اس کا ہی میداد کی طرف شاید کہ اس کا گوش ہے فریاد کی طرف</p>
<p>حسرت تمام خلق کے ہے اسے کی اب ایک میں ہی میں ہوں بس دلِ ناشاد کی طرف</p>	

<p>کمر سے جب تو کھینچے ہے اوسی دم اکڑ کر چپل کہ ہوں پامال عاشق مری رطب اللسانی میں اثر ہے</p>	<p>بشر کیا کوہ کی کاٹے کمر تیغ جو چاہے قتل کو رکھ دوش پر تیغ نہوتی آپ ہرگز کار گری تیغ</p>
<p>درستی چھوڑ دی ہم نے تو حسرت کرے ہے نرم شے پر کم اثر تیغ</p>	
<p>روشن کر دے گل سے سحر کو چراغِ باغ مستوں کی میکشی کو چمن میں ہر ایک صبح چاہا تھا تیرے منہ کی کرے یہ برابری مصرف گل کھلانے میں رہتا ہے ہر سحر وہ گل تو اپنے گھر نہیں رہتا نسیم دار کب بوئے گل خوش آئے ہے ہم کو بغیر یار</p>	<p>بھولا یہ ہوش دیکھ تجھے ہو کے باغِ باغ دیوے گلابی غنچے کو گل کو ایامِ باغ دیتا ہی یار اس لئے لالہ کو داغِ باغ رکھتا ہی بلبلوں کی طرف سے فراغِ باغ جاتا ہوں صبح اٹھ کے برائے سراغِ باغ کرتا ہے منتشر یہ ہمارا داغِ باغ</p>
<p>کیونکر زبان یہ بند کرے بلبلِ خیز حسرت اگر پسند کرے صوٹِ باغِ باغ</p>	
<p>نکتہ مڑتی تھی لگی بس آنکھ جو تیری طرف دل سے کہتا ہوں میں اوس نگہ کی تو نہ مل حشر میں دیگا گواہی کون تیری قتل کی کب باغ اتنا ہی تجھ کو تو جو آئے باغ میں</p>	<p>وقت مرنے کی کھپے پتلی بھی سو تیری طرف جھکو دیتا ہی جو اب سخت ہو تیری طرف خلق ہو جاوے گی سب آج جو تیری طرف چھوڑ گلشن کو چلے ہر گل کی بوتیری طرف</p>

کریں گے نہ پھر مہربانی در پلغ	<p>ملتا نہیں کیلے تئیں کچھ نشان سراغ دل بھی تری تلاش میں گم ہو گیا مرا گلشن میں دشت و کوہ میں کون مکان میں پر تو کسی کو ملتا نہیں کھوج کیا کریں دل کو مکان تیرا بھجھ اس میں کی تلاش پائے چین میں بو تری پہونچے نسیم ہو جانا کہ کارواں میں تو یوسف مانوئے گا ہفتم فلک پہونچی تجھے عقل ڈھونڈتی</p>	<p>لے عمر رفتہ تیرا میں پاؤں کہاں سراغ پوچھوں سو کس سے جا کے میں بابت نہجاں سراغ کس کس جگہ پہ لیتے ہیں وہم و گماں سراغ آپ ہی بتا دے اپنا تو ای جان جاں سراغ دیکھا تو خود مکیں گا کرے ہر مکان سراغ وہاں ہم سے پوچھنے لگا سب جہاں سراغ دیکھا تو آپ ڈھونڈی ہے ہر کارواں سراغ گردش سے دیکھا لیتا ہے باں آسمان سراغ</p>
<p>حسرت تو تھک کے بیٹھ رہا آپ ہی بل بل کس کس جگہ کرے یہ ترانا تو اں سراغ</p>	<p>جو میں گردن پھراؤں دیکھ کر تیغ مرے سجدے کو ہے محراب کی شکل نہیں ابرو سے پر خم میں تری مو کہ ہر ان ابرو و ترگاں سے بھاگوں نگہ کو خواب سنگیں سے نکر باز تغافل اور ادا کافی ہے مجھ کو</p>	<p>پڑے لے شوخ میری جان پر تیغ تری ابرو جو آتی ہے نظم تیغ یہ جو ہر دار ہے گی سر بسر تیغ نظر آوے ادھر تیرا اور ادھر تیغ ننگ اس سنگِ فساں سے تیز کر تیغ سنبھالے ہے عبث ظالم سپر تیغ</p>

تجھ سا تھو داغ ہجر ازل کے یوں جاتا ہے
 دیکھنے جاتا ہو تو گلشن میں سیر لالہ زار
 چرخ بزمی سولاکھوں داغ دیتا ہے مجھے
 سخت بیدردی ہو بیدردوں کا کنا دروں
 داغ تر رہتے نہیں جب لالہ پرمردہ ہوا
 جان جاتی ہو مری درد و الم کی یادوں

جیغ غم افسوس حسرت ہا حرام دوائے داغ
 یہ دل پرخوں ہمارا کس کو جا دکھائے داغ
 ایک بھی سینے سے میسے گر کوئی مٹ جائے داغ
 مشیت مرہم نہ لیجئے کھینچئے ایذائے داغ
 دل مرا مرجھا گیا ہے کیوں نہیں جھجائے داغ
 آہ اہی بتا ہے دل و امی شورش ملے داغ

کیا غرض ہے جو کسی گل کو لئے گل کھائیے

دل میں حسرت داغ ہیں ظاہر میں نہیں دوائے داغ

ذرا قدر اس کی نجائی دریں
 نہ کستی تھی پیری کہ ہوں بارودش
 خزاں میں یہ گلزار کتا ہے اب
 ہوا سینہ اب غم سے یوں خارزار
 فسانہ تھا ہستی کا اپنی میاں
 ہوئے دستگیری کے محتاج ہم
 سفیدی نظرائی ہر مو کے شمع
 ہم اپنا دینے آپنے میں کریں

گئی راسیگاں زندگانی درین
 کہ صحرے دریا جوانی درین
 گیا موسم گل فشانی درین
 گئی دل کی سب شادمانی درین
 سو آخر ہوئی یہ کہانی درین
 ترے ہاتھ سے ناتوانی درین
 ہے صبح سفر کی نشانی درین
 کرے گل پہ کوئی زبانی درین

جو حسرت سے ملتے ہیں اب جیتے جی

<p>یہ نہیں عمر کی ہم نے یہاں ضائع دیا خون دل گریہ بے اثر کو گلا اور بھی اپنے رونے سے مزاج مری کشت کو اشک ایسے ہیں جوں نہیں ستا میری یہ نادان دل اب</p>	<p>ہوئی آہ و نالے میں اوقات ضائع گئی سب ہماری مدارات ضائع کرے جیسے شدت کی برسات ضائع کرے برق و باراں کی اوقات ضائع یونہیں کہہ کے کرتا ہوں ایبات ضائع</p>
<p>غرض صبر بن کچھ نہ بن آوے حسرت نکر کہہ کے غم کی حکایات ضائع</p>	
<p>تری نگہ کا دل ہو بس لکر نفاصل شعاع یہ باغ و گل دیکھنے کی خاطر بنا ہوا باغبان شکر ہزار خون جگر سپید کیا ہیں شے یہ پانچ چار اشک ہمارے اس دل کی قدر تو ہر لعل گوہر بھری دن جو ریت ستار میں نہیں جوں کام آؤں جلا ہی کو نہ اس کے دامن ہی پہونچا نہ آستان جی اپنی پایا</p>	<p>جو فوج کر کر خبر نہ لیوے تو ہوں آخر شکار ضائع نکر تو در بند ہم گلشن و گرنہ ہو سب بار ضائع نکر تو اچھم میرا شکوں کو ہکے یوں اشکبار ضائع یہ کوئی بابا سی کیلے اگر چہ غم سے ہزار ضائع عزیز رکھتے ہو گل کو تو کم کرو نہ ریت خار ضائع ہو یونہیں آہ اس گلی میں مر ایتھشت عبا ضائع</p>
<p>گھڑی گھڑی دل کو کیا گاتا ہوں جس بتا تو حسرت اگر تھے کام کا نہیں سنا تو ہوں دے ایک بار ضائع</p>	
<p>ای فلک باقی نہیں میرے جگر میں جائے داغ ایک دم بچا ہا میسے سینے سے نہیں سر کا کھو</p>	<p>اور کیوں دیتا ہوں مجھ کو داغ بر بالائے داغ روز و شب یہ تو جلا کرتا ہی یاد ہائے داغ</p>

طمع وہ نفس کی بد ہے کہ گر ملے اس کو کلال سے نہیں شکوہ کہ خوب زشت کیا کسی کا سبزہ دگل دیکھ ہو نہ رشک ہیں حرم کا بھاری تھا پتھر سوچم چھوڑ دیا	تو باغ کیا یہ نہوے بہشت پر قانع جو ہم بنے سو بنے ہیں سرشت پر قانع ہم اس چین میں ہیں اپنی ہی کشت پر قانع ہوئی ہم آن کے اپنے کنشت پر قانع
------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------	--------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------

لکھے سے اپنی نہ حاصل ہو گو ہیں حسرت
ہوئے مثال نگیں سر نوشت پر قانع

کرے ہے سفر جانِ جاں الوداع جس کو چ ہے و تافلہ کا تو کہ خزاں آئی اور کہ گئی یوں ہزار قدم اوس نے باہر رکھا بول اٹھے چلے ہم تو صیاد کے دام میں وہ کرتا ہے بار اپنا رخت سفر خبر کوچ کی سن اٹھے سب پکار قیامت سے ٹوٹا غم کا پھاڑ لگے کہنے حسرت کا احوال دیکھ	دل و جان و تاب و تواں الوداع بفسر یاد و آہ و فغاں الوداع گل و بلبل و بوستاں الوداع درو با م صحن و مکاں الوداع گل و گلستاں آشیاں الوداع دل و چشم و اشکِ رواں الوداع دہن کام و لب اور زباں الوداع سرو سینہ و استخوان الوداع بہی طغی و پیر و جوان الوداع
---------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------	-------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------

عجب شخص ہے جس کے جانیکے وقت
کہے ہے زیریں آسماں الوداع

<p>غم کس غم سے اسکو نہیں ہے پتنگ کا ہر بار مسہ کو کاٹو کہ یاں روشنی رہے پابند عشق کرتے ہیں آتش سے سوز و ساز</p>	<p>مٹنے ہی سے ہے شمع کے ظاہر مالِ شمع گویا زباں کی بزم میں ہے یہ سوالِ شمع جلنے بغیر اور نہیں کچھ محالِ شمع</p>
<p>ست سوزِ دل کو لا تو زباں پر گھڑی گھڑی حسرت ہوئی ہے چرب زبانی و بالِ شمع</p>	
<p>تجھ کو کب کرتا ہوں ایسا غلامِ تنگاری و شمع غیر کو کتنا ہو کہے میں نہ آنے دو اسے کیا کرو دل تو کیسی بات سنتا ہی نہیں آگے ہر اک سے میں کتنا تھا لگاؤ تم بھی دل اجی تو میرا بھی یہ چاہی ہے دلا جاؤں دہاں مجھ کو یہ ڈر کسی دل سے نہ بچے کوئی آہ آپ بھی تو کب کے پتھر کو پوچھے ہے یہ شیخ عشق نے تو کدیا مجھ کو نہ دل دے اور کو</p>	<p>دل کو میری تو بھی مت اگر نیہ زاری و شمع میں کیوں آؤں کامت کر لیتی غماری و شمع جو نہ ہے اسے کرتا ہے تری یاری سے شمع سکوا ب کرتا ہوں میں دل کی گرفتاری و شمع بس نہیں تجھ کو بھی میں کتنا ہوں لاچار و شمع دوست اور کا ہو سو ٹم کر دوں آناری و شمع مجھ کو کرتا ہو عیشِ بُت کی پرستاری سے شمع حُسن نے کیوں کر کیا ہو اسکو دلاری و شمع</p>
<p>سر نوشت اپنی پہ کرتا ہوں عملِ دن رات یہ کر سکے ہر کون حسرت کو گنہ گاری سے شمع</p>	
<p>حریفیں ہونہ کبھی خوب زشت پرستان کسی کو لعل و گہر چاہیے کسی کو گل</p>	<p>وہ مرد ہیں کہ جو ہیں سر نوشت پر قانع ہم جن میں ہیں سنگ و خشت پر قانع</p>

<p>نہیں ہوتا جد اوہ چھوڑ کر مُنہ ہوا ہے مستِ لغزشِ اسِ بدمعاش</p>	<p>ہوا ہے تیرے مُنہ پر مبتلا لفظ میاں لبِ کاترے کیفی ہے کیا لفظ</p>
<p>مستِ مغال سے نہ مستِ است ہو مخطوط ہمارے دل کو مقابل رکھے کوئی اوکے</p>	<p>بہت مشتاق ہے مُنہ کا حسرت کوئی تو مُنہ سے کہہ بہرِ خدا لفظ</p>
<p>شکستگی کو میرے رنگ کی دکھا دو ذرا خدا کرے گرے گریہ سے بھپوہ دیوار رہا کر اس دل بیدست و پا کو امی صیاد بہت اسیری کی دل کھوس ہی زلفیں گوندھ</p>	<p>وہ اور مخ ہے جس سے دست ہو مخطوط کہ دیکھ آئینہ وہ خود پرست ہو مخطوط کہ باغِ دہریں رنگِ شکست ہو مخطوط کہ خوب سینہ دسرِ پاؤ دست ہو مخطوط کہ تیرے دام سے یہ کر کے جست ہو مخطوط کہ دیکھ زلف کا یہ بند و بست ہو مخطوط</p>
<p>دیکھنا نہ ہوتا کاشکے اسِ جمالِ شمع بالیں سے میری شمع کو جلد ہی وٹھاؤ تم فانوس ہی پہ مر رہیں گے سر کو مار مار گو تن بدل تمام مرا غم سے گھل گیا جلنا بدن کا اپنے میں امی عشق کیا کہوں</p>	<p>ہمارے شعر کو صائب کے تئیں سنا حسرت کہ قافیوں کی وہ سُکناشت ہو مخطوط</p>
<p>پروانیکو فنا سہ (۹) کیوں وصالِ شمع آتش لگا دے ہی میرے سینہ میں حالِ شمع ممکن نہیں کہ چھوڑیں پتنگے خیالِ شمع نقصانِ جسمِ شمع ہے آخر کہاں شمع ہر استخوانِ تن میں مرے ہے مثالِ شمع</p>	<p>پروانیکو فنا سہ (۹) کیوں وصالِ شمع آتش لگا دے ہی میرے سینہ میں حالِ شمع ممکن نہیں کہ چھوڑیں پتنگے خیالِ شمع نقصانِ جسمِ شمع ہے آخر کہاں شمع ہر استخوانِ تن میں مرے ہے مثالِ شمع</p>

گئی تاب و تواں اب رہ کر ایسے ہی کیا کرو گا تو نہ عاشق میں رہی دم اور نہ تاقیچے تھم تھم اوتھاکینی جو وہ اور نہ شیش و سکر پاؤں ذہنی	جو جانا ہی انہیں میں یونیس اب چل خلیا حفظ غرض دونو کا اب ای صاحب محل خدا حافظ ہوئی برپا قیامت بولی سب محل خدا حافظ
-----------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------	--------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------

نہیں اہل جہاں کی زندگی کی شکل و حسرت
مزاج اسکا بہت ہی جو پر مائل خدا حافظ

بستی کا اور دیوان کو تن کا نہیں لحاظ یوسف کی اپنے بوسے حساب ہم تو مست ہیں شبم گلوں کی آب گئی تیرے اشک سے یہ حرم اپنے شہر کے لوگوں کو تو نہ ٹوٹ آپس میں در و جبر سے کیا کر رہے ہیں جنگ ہر دم کھلا ہی جائے ہی اوس منہ کو دیکھ کر	عریات ان کو رہنا بدن کا نہیں لحاظ لوئے گل اور پوئے سمن کا نہیں لحاظ جنگل میں ور نہ تجھ کو چمن کا نہیں لحاظ ہے ظلم تجھ کو اہل وطن کا نہیں لحاظ کچھ تن کو جان کا جان کو تن کا نہیں لحاظ غنجہ کو کچھ بھی اپنے دہن کا نہیں لحاظ
-----------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------	--------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------

وقت و دواعی کتا ہی اوس سے کہ بیٹھ جا
حسرت کو آج اپنے سخن کا نہیں لحاظ

تری لکنت کا کیا ہے خوشنما لفظ زبان تیری زبں ہے لطف کی جا تصدق ہونے کو تیرے دہن کے نکلتا نہیں سخن جلدی دہن سے	قیامت ایک ادا سے ہو ادا لفظ یہاں اٹھے ہے اکثر جا بجا لفظ کرے منہ گرد منہ کے بارہا لفظ کہ تارا ک دم ہو اس سے آشنا لفظ
-----------------------------------------------------------------------------------------------------------------------	-------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------

	<p>تو حسرت کو نہ بھول اور وہ نہ تجھ کو وفا اور جو بھی اس بار کر شرط</p>	
<p>آیا شام جاں کے لئے مشکبار خط پہونچا تیرا بصورتِ باغ و بہار خط بھیجا تھا تو نے لطفِ سرائے گلزار خط آتے ہی اُسکے جی گیا میں درکنار خط جو لکھ کے بھیجا مجھ کو بن خطِ غبار خط اور شامِ وصلِ دل کو لئے مشکبار خط اور خط پہ ہو دیں لالہ رخوں کو تار خط ایسا لکھے نہ لوح و قلم زینہار خط پیچیدہ تھا اگرچہ بہت غمِ دار خط</p>		<p>بر وقت لکھ کے بھیجا مجھے تو نے یار خط اس بلبلِ خیز کے تئیں انتظار میں قاصدِ صبا سے بھی تھا سب کو کہ جسکے ہاتھ فرئے غلط کہا میں جس وہ تھا جاں بخش جانا کہ خاک سمجھتا ہے تُو نے مجھے کاغذ تھا اور کا صبحِ سعادت مجھے لئے جس ہاتھ سے لکھا ہوا فدا اور پیریِ جان اور جس قلم کو لے کیا تو نے یہ خط رقم مضمون اور سکا پڑھ کر ہوا دل یہ باغِ باغ</p>
	<p>حسرت کی سرنوشت میں یہ تھا تو خط لکھے یار ب لکھا کرے تُو یونہی بار بار خط</p>	
<p>نہ پہونچو تجھ کو خیمِ زخمِ اسے قاتلِ خدا حافظ چلا ہوا وس سنگمر کی گلی میں دلِ خدا حافظ تو میں غمِ چڑو بے گل ہو گیا کمالِ خدا حافظ ہوئی ایک اور اب تجھ پر بلا نازلِ خدا حافظ</p>		<p>کیا ہو تو نے ایک عالم کے تئیں سب خدا حافظ عزیز و فاتحہ ایک خیر کا اسکے لئے پڑھنا چمن میں سیر کو غمِ زریا کون سا بلبل گیا دن ہجر کا جو توں تو اپنی شامِ غمِ ای دل</p>

جہاں سے لچھے ہم دلغ عیش و دلغ نشاط

منظور جتنی ہی تیرے پیکاں کی احتیاط
مجھ سے نہ ہو سکے گی گریباں کی احتیاط
کب تک کروں میں نالہ و افغان کی احتیاط
کیا باغبان کر رہے گلستاں کی احتیاط
کرتا ہوں اپنے دیدہ گریاں کی احتیاط
کرتا ہوں کون خانہ ویراں کی احتیاط
کب تک کروں گامین مٹساں کی احتیاط
اے برقی کچھو خاں رسیاں کی احتیاط

اتنی مجھے نہیں ہر دل و جاں کی احتیاط
گر ہے یہی بہار کی شورش تو نا صحا
مجرمیں دل کے جلتی ہو مثل سپند جان
آتی ہو کوئی دم میں خزاں توڑ دے گل
از بس کہ اس میں رہتا ہوں اکثر خیال یار
سمار ہو دے دل نہیں مجھ کو ذرا بھی غم
گر ہے یہی بتوں کی دلا ابرو و نگاہ
کچھ اس سے سیئے پاؤں کر ہے آبلوں کو کام

حق جو کمصیت سے بچا دو، وہی بچے

حسرت نہ کام آئے کچھ انساں کی احتیاط

یہ تجھ سے کہہ چکا میں تھی خبر شرط
میں کتا ہوں کہ آہر گز نہ کر شرط
خریداروں میں کیا ہوا مال و زر شرط
نہیں ہے عاشقی میں شور و شر شرط
نہیں پرواز کو ہے بال و پر شرط
ہم اور تو باندھیں آ بار و گر شرط

میاں ہر دل کے سوئے میں نظر شرط
دنا کب تجھ سے ظالم ہو سکے گی
ہوئے ہم دل سے ہی تیرے خریدار
فغاں تیری یہ بے حاصل ہے بلبل
یہ دل بے بال و پر ہے عرش پرواز
جو گذرے یار گذرے از سر نو

<p>تو نے ای غم ان کو بھی کھویا رولا کر ہی غضب کیونکہ جیوں ٹوڑ جب چھاتی یہ غم کا پہاڑ تھے کئی ٹکڑی جگہ کے چشم گریاں کی بساط تو ہی کر انصاف آخر کیا ہی انساں کی بساط</p>	
<p>ایک بوسہ دیتی اُن کا وصلہ ہوتا ہی تنگ خوب حسرت دیکھ لی ہم نے بھی غیباں کی بساط</p>	
<p>وعدہ تو تیرے روز کا کیونکہ نہ سمجھیں ہم غلط صبح نہ آئے گا نہ شام سر کی مری قسم نہ کہا لا یا تھا اوسکے آنے کی قاصد است کو خبر بخت میں میسے وصل یا رکھ کر قضا فیوں کہا کعبہ میں جاؤ کا سبب بچھ کے تو نکر فخل میرے سے یار کیا تجھ کرتی تھی کج مگر کہاں باتوں سے تیری پر ذرا کرتے ہیں اپنا غم غلط تجھ کو یہ کب غزیر ہی بھونچوں میں قسم غلط وہ بھی خبر نصیب سے ہو گئی ہے ستم غلط جلدا وٹھاؤں حرت یہ اب تو ہوا رقم غلط کیا کہیں ہم سے ہو گئی راہ نکاح ستم غلط ورنہ نشانہ تیرے ہوئے ہی تیرے کم غلط</p>	
<p>حسرت اگر چہ بہت امیوت نکسے پیس فیض پر تیرے ڈر سے اسکی بات نکلسے دم بم غلط</p>	
<p>مخالفت سے ہوا کی بجھا چراغ نشاط کہ ایک دم نہ ملا ہم کو یاں فراغ نشاط ہیں کبھی نہ دیا چرخ نے ایاغ نشاط ستم زدوں کو کہاں نا صحا دیاغ نشاط</p>	<p>سوم غم نے خزاں کر دیا ہی باغ نشاط چمن میں کر کے تبسم یہ غنچہ کہتا تھا بُدام جام ہلاہل ہی بھر کے دیتا ہے معاف رکھ تو خوشی سے ہیں برائے خدا</p>
<p>تمام عمر کٹی درد و غم میں لے حسرت</p>	

خواہ اس کو قصہ سمجھو میری جان خواہ عرض

میری ہی ملنے سے ہاں کیوں نہوا نکار فقط
اے فلک بادہ کشوں کوئے و میخانہ دار
ثمرہ گل ملے ہر نخل کو اسے باد بہار
دردِ ہجران کی اذیت سے تنگ آیا ہوں
بھول چڑھانے سے بھی مڑتا ہوں تلے ہاتھ میں تیغ
عشوہ و ناز و ادا لاکھ ہیں باتیں اس میں
اور خواباں میں جفا ساتھ وفا بھی کچھ ہے
آہ ہر دل کے خریدار ہیں لاکھوں تپسیر ق

چاہیں سب وصل کو میں طالب دیدار فقط
بلبلِ زار کو رہنے کو دے گلزار فقط
میں ہی کیا باغِ جہاں میں ہوں گنگار فقط
ورنہ دشوار نہیں عشق کا آزار فقط
بس ہی مجھ کو ترے ابرو ہی کی تلواف فقط
دل بچے کیونکہ نہیں ہے وہ طرہ دار فقط
جو رہی جو رہے تجھ میں تو ستم گار فقط
دل کا حسرت کے ہی ایک تپے ہی خریدار فقط

بت برہن کو مبارک رہے زاہد کو خدا
جس کو جو چاہی ملے مجھ کو مر یا ر فقط

قابلِ غارت نہیں اس خانہ ویراں کی بباط
کوڑیوں کے مول سچا مصرعے تو فلک
اوس گلی سے تو کمری اوس کو مقابل ہو نہو
دینِ ایماں کر کو غارتِ دل کو بھی وہ لیچلا
دو لو عالم کا ہی عرصہ تنگِ حشت پر مری
ساقیا کیا ست ہو دو کوئی اوس کو دور میں

دیکھ لو دستِ جنوں میری گریباں کی بباط
ہاؤ اوس یوسف کو جو تھا ساری کنگا کی بباط
مشتِ گل ہی باغبان تیرے گلستاں کی بباط
تھا یہی مجھ غم دے مسکین پریشاں کی بباط
میں قدیم صحرائیں کہوں کیا بیاباں کی بباط
ہر فقط اک جامِ واژوں چرخِ گرداں کی بباط

پیدا ہو فہم سنتے سے میرے کلام کے
حسرت ہو ایک خلق کو میری زباں سے

<p>کرتے ہیں ہم جانکشی کوہ کنی کے عوض یعنی ہے سختی ہزار گلبدنی کے عوض کیجو ٹک دلبری دل شکنی کے عوض جامہ اطلس نہ لیں اس کفنی کے عوض جان ہی برباد ہو مالِ دنی کے عوض جان کو اس دلِ غول شدنی کے عوض</p>	<p>عشق تو شیریں ہی کرتیخ زنی کے عوض پیرہن گل میں خار رکھ گئی بادِ بہار کرتے ہیں ہم کس قدر جان کو بچھ پر فدا مردہ دلوں کو جو پاس پیرہن چاک ہے گنج کو قاروں کے کیا کریں اہلِ ہم ہاتھ سے میسے نہ کھو کام کا تیرے نہیں</p>
-------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------	--------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------

تیری خموشی سے آہ تنگ ہے حسرت کا دل
تلخ ہے کچھ مُنہ سے کہہ کم سخن کے عوض

<p>رکھتے ہیں یعنی کتنی دلِ داد خواہ عرض شاہوں سے حالِ خلق کر رہے سپاہِ عرض سنتا ہی تیرا شاہ بصد عز و جاہ عرض یعنی کہ حال کرتی ہو تجھ سے سپاہِ عرض کرتا ہوں میں تو تجھ سے میاں گاہِ عرض جب سن چکا تمام مری کجکلاہِ عرض</p>	<p>کرتی ہی تیسے گوش میں لہنِ سیاہِ عرض ناز و داد و غمہ کہیں تجھ سے میرا حال بلبل نہیں ہیں گوشِ گراں گلِ گر پرتی حیرت سے دیکھتا ہوں تری مُنہ کی میں طرن جو آ کے روز کہتے ہیں اُن سے خفا ہے تو کج کر کے بیٹھا اور بھی اپنی کلاہ وہ</p>
-----------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------	----------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------

حسرت کا حال ہو سو کے گا تمام یہ

<p>اُوٹھا وہ حرفِ محبت ہی اب بیاں ہم کو سُرتِ ادسکی جوئی تو کسی طرح سے بچائے</p>	<p>نہ ظلم و جور سے بخش نہ کچھ کرم سے غرض کوئی تجھے کہ مرے پر اُسے تم سے غرض</p>
<p>جو دیکھے خاک سے پُر کاٹہ حیرتِ شدید تو حسرت اب نہ رکھے کوئی جامِ جم سے غرض</p>	
<p>سبھی کہتے ہیں یہ بُرا ہے مرض نکلتا نہیں سخت جانی سے جی دوا محض بے گانہ لگتی ہے یاں وہ بل جائے تو یہ مرض دور ہو بلا ہو کے فتنہ او سے دیکھنا سرا سیمہ حسرت نہواں قدر</p>	<p>اُسی بھلا عشق کیا ہے مرض مرے جی کے ہاتھوں تھا ہے مرض مری چشم سے آشنا ہے مرض کہ موت میرا لاد دا ہے مرض میری آنکھ کو بھی بلا ہے مرض اگر زندگی ہے تو کیا ہے مرض</p>
<p>میرے موت ہے تو یہی ہے شفا ہمیشہ میاں کب رہا ہے مرض</p>	
<p>میں نے میں ہوا میں پیڑیاں سی فیض کھلتا ہی اوس گلی کی ہوا سی ہمارا دل ہر ذرہ میری فیض کا جس کے نشان ہے نقصانِ دل کا کر چلے پکارواں اشک ہے اشکبارِ خلق کی ہمت پہ چشم تر</p>	<p>قسمت میں شیخ کی نہیں اس آستانِ سی فیض افسردہ خاطر دل کو نہیں آستانِ سی فیض ساری جہان کو ہی اوس آستانِ سی فیض یار و یاس مرا کو ہوا کا رداں سی فیض یعنی کہ اُوٹھ گیا سبھی اہل جہاں سی فیض</p>

گو کبک خوشخام ہے لیکن کہاں ادا
گو آئینہ ہر صاف کہاں اوکریںخ سا ہے

رکھتی ہی باغِ حسن میں اوکی یہ چالِ نقص
اس پر تو رنگ آ کے رہے ہے مالِ نقص

ذاتِ خدا کی طور ہے ذی عیب میرا یار
حسرت کر رہی نہ جسیہ کوئی احتمالِ نقص

جو چاہی تجھ سے کرے خلقِ بیشترِ اخلاص
تو اپنے دل سے رہ دوستی میں وہ صادق
اثر رکھے ہے محبت جو صاف دل سے ہو
وہ گو کہ دشمن جانی تیرا ہو تو رہ دوست
یہ دوست جان تلکے میں رہ محبت میں
متاع و مال رکھیں یار یار سے نہ عزیز
ہزار رنگ پھر میں لاکھ تلخ ہو دیں کام

کرے جو دشمنی تجھ سے تو اُس سے کرا خلاص
دلِ عدد کو بھی کر دیوے گا خبرِ اخلاص
کرے ادھر ہی کا جا کر اثر اُدھرِ اخلاص
کہ کر رہے گا تیرا اس پہ بھی اثرِ اخلاص
کہ دوستی کریں پیدا یہ دیکھے اثرِ اخلاص
وہ سفلے ہیں جو کریں بہرِ مال و زرِ اخلاص
ہے عزیزوں میں تو شیر اور شیرِ اخلاص

جہاں میں ایک سے تو دوستی رکھا ہی حسرت
اگر نہ کر کے عالم میں گھر بگھرِ اخلاص

نہوئے شیخ کو گودیر اور ضم سے غرض
چرا کے آنکھ بھلا اب یو نہیں چلے جاؤ
خراب وادیِ الفت بخاؤ کفر اور دین
سنا یہ نعمتِ جانوز نا لائے سے

نہم کو اوس سے غرض ہے نہ اوس کو ہم سے غرض
بکھو تو ہو دیگی تم کو بھی جان ہم سے غرض
کہ دیکھے اوس ہے کام نے حرم سے غرض
کہ ہاں ہر ایک کو ہر اپنے اپنے دم سے غرض

	اوٹھا کر خرم یہ گھائل کرے رقص	
<p>میں جانتا ہوں آپ کو اوس کا غلام خاص تم جان لو اسی سے دیا مجھ کو کام خاص دیکھو کہ ساتی نے یہ دیا مجھ کو جام خاص رہتے ہیں خوف و وہم میں یار و تمام خاص ہر عاشق و شہساز کا اوسکی یہ باجم خاص دو وقت ہیں قبول کر یہ صبح و شام خاص</p>		<p>وہ شاہ چاکری میں رکھے اپنی عام خاص سب کو بلایا بزم میں مجھ کو کہا کہ جا اوروں کو جام مے دیا مجھ پر نگاہ کی ڈرنا ضرور مجھ کو نہ اغیار کو پر اس اسکی جمال کی نہیں جا میری چشم چھٹ ہر شام و ہر سحر تجھے کرتا ہوں میں دعا</p>
	<p>عالم میں نام احمد و محمود سب کا ہے حسرت دیا ہر عشق و فرج محکویہ نام خاص</p>	
<p>مہر دن کو روشنی ہی بدی ہو کمال نقص یہ بھی نہ اس سے ہو کہ ہو اس کا زوال نقص اوس سا بھی اسکے حسن کو کرنا کمال نقص ظاہر کئے ہو خلق پہ اس کا یہ خال نقص دینا ہو اوسکی آنکھ سے اسکو مثال نقص کنا اوس سے ہو یار کی زلفوں کا بال نقص گر کیئے اسکو یار کے چہرے کا خال نقص ہمدوش اوسکے جانتا اوسکا نہال نقص</p>		<p>ہر گز رکھے نہ ماہ کا میرے جمال نقص خوشید دن ہی کو نظر آئے وہ روز و شب گل کی بہار کو بھی خزاں اسکو ہر شب گولا اسٹخ رنگ ہو رکھتا ہے داغ داغ زنگس ہو اوسکی چشم سی بینائی پر کہاں سنبھل میں پیچ و تاب ہے پر اس میں کہاں ہو مشک بھی سیہ پہ ہو آہو کے خون سے گو سرور است ہو یہ کہاں اس میں نازکی</p>

	کہ جاؤں تنگدہ میں تو کردل کی تلاش	
ایسا ہے جیسے آگ پہ سیاب کا خواص بیداری جہان میں ہی خواب کا خواص پیدا کیا ہو اشک نے گرداب کا خواص اس خاک میں ہو بسترِ سنجاب کا خواص آتش ہی بھی زیادہ ہو اس آب کا خواص اس میں کتاں کا اُس میں ہو مٹاؤ کا خواص پایا ہو اس فی سجد میں محراب کا خواص		کیا کیئے عشق میں دل بیتاب کا خواص ملنے سے روزِ حشر سے تعبیرِ نیک و بد کرتا ہو جوشِ دل ہی میں رونے کے ضبطِ سر تیری گلی کی خاک پہ آجائے مجھ کو نیند ہوتا ہو دل کباب تے بن شراب سے دل چاک اوس کے حُسن کو ہوتا ہو دیکھ کر زاہد کو فائدہ نہ ہو آخر خمیدگی
	جیسے ہو تو بھی وہ ہے سوزن کا مبتلا حسرت یہی ہے عالمِ اسباب کا خواص	
اور اوس قاتل پہ یہ سبل کرے رقص برے سینے میں میرا دل کرے رقص فغانِ زراغ پر کاہل کرے رقص تو اے لیلی تیرا محل کرے رقص نہیں ممکن کہ آب و گل کرے رقص یونہیں یہ شیخ بے حاصل کرے رقص		ہمارے قتل پر قاتل کرے رقص کرے آپ ہی سرودِ نالہ آپ ہی نوا بلبُل کی نہیں درکار ہرگز وہ سلی اس میں گر محل نشیں ہو ہمارے جسم میں ہے جاں کی شوخی سرود و قول کب بے یار خوش ہے
	ترے ابرد کا ہونِ خمی جو حسرت	

جیتے جی کجھو لطف یہ تیرے مین بھولوں
 ناصح کس سخن بھول گئے فصل جنوں میں
 کستا ہر خبر گیری تری مین نہیں بھولا
 شیریں صنوں کا جو کیا ذکر مین سن کر
 جب قتل کرے گا تو ترپنے مجھے دیجو

ہو دل سے نہ میرے تری بیداد فراموش
 دین جمعہ کے ہول کو اوستاد فراموش
 ہو یاد کسے جب کرے صیاد فراموش
 شب شیخ نے اپنے کئے اوراد فراموش
 یہ بات نیچو مرے جلا د فراموش

وہ گلبند اے جو چین میں کریں حسرت
 اب بلبل و قمری گل و شمشاد فراموش

مجھے جہان میں ہر ایک آشنا کی تلاش
 نظری آتا نہیں کوئی خوبرو مجھ کو
 کسی ہی طور سے اے نہ ہم تلک وہ شوخ
 کسی ہی طور بتوں کو نہ ہم پہ رحم آئے
 بہار آتی نہیں جلد اور خرابی ہے
 کبھی یہ دست جنوں سے نہیں ٹھہرتی صیب
 کسی ہی طور یہ ہستی نظر نہیں آتی
 کبھی یہ جان میری جان میں نہیں رہتی
 ہزار رکھاؤں مین غم کاہ کی طرح ہوں زرد

جو آشنا ملے تو اوس سے ہو وفا کی تلاش
 جو آئے بھی نظر اوس سے ہر ادا کی تلاش
 جو لائے چرخ اے تو ہے حیا کی تلاش
 جو آئے رحم تو پھر دل کو ہر جفا کی تلاش
 تو ہوتی ہر مجھے گل کے لئے صبا کی تلاش
 جو ٹھہرے ہاتھ سے ایک دم تو ہر صبا کی تلاش
 جو کوئی دم نظر آدی تو پھر فنا کی تلاش
 جو غم سے چھوڑ دے تو ہے پھر بلا کی تلاش
 بنوں بھی کاہ تو ہوتی ہر کربا کی تلاش

ہنسیں ہیں میسر آئیں پر سب اے حسرت

جو نہی ذکر عشق چھڑا بس ہوا بڑا ہوش مین
آگے حسرت کچھ رہا جھکونہ افسانے کا ہوش

کرے دل کی زلفِ گرہ گیر نالاش
مجھے شکوہ کرتے نہ تعزیر پہنچا
مخاطب نہو مجھ سے اس واسطے وہ
نہ مانع ہو شکوے کی خاموشی او سکی
ترے شکوہ سے نالہ مین جو کیا ہے
نہ رحم آوے وہ تو کرے گا ستم ہی
کوئی تجھ کو اے شوخِ دل پھر نہ دے گا
دل خوش ہے درکارِ شکوے کو بھی کچھ
جواب اک تو خط کا وہ لکھتا نہیں ہے
پھڑپھڑائے گی اس سے جفا اور ستم کو

کہ وحشی سے کرتی ہے زنجیر نالاش
کہ مجھ سے ہوئی تیری تقصیر نالاش
کہ ہے سربِ میری تقریر نالاش
مُصوّر سے رکھتی ہے تصویر نالاش
ہوئی آہ میری گلو گیر نالاش
اُسے کرے گی یہ تاثیر نالاش
جہاں میں جو پاوے گی تشریف نالاش
کرے کیا تری اب یہ دلگیر نالاش
کر دں کیونکہ تیرے تین تحریر نالاش
نکالی ہے اس دل نے تدبیر نالاش

ولیکن مجھے خوف آتا ہے حسرت
نہ دلو اوے کچھ اس کو تعزیر نالاش

ہو قول کسے اے ستم ایجا و فراموش
دن وصل کا جو گزے کوئی دم تو خوشی ہو
کہ عشق ہی جاوے تو یہ غم دل سے بجاوے

دیکھیں بھلا ایسے میں بدیں یاد فراموش
غم کو جو کسے ٹک دل نا شا و فراموش
کب دام کرے بلبلِ آزاد فراموش

تو کارواں میں نہ کرتا لہ و فغاں خاموش

نہوتا آہ میں پروردہ چمن اے کاش
میں آنکھیں کھول قفس ہی کو دیکھتا صیاد
نگاہ پڑتی قفس ہی کے بام و در پہ مری
یہ آنکھیں دام کی آنکھوں سے آشنا ہوتیں
نہ ہوتی غوغا آرام و عیش سے ہرگز
سر و خوش سے نہوتا میں آشنا یا رب
نہ ہوتی ہستی میری آہ ایسے جینے سے
قفس کے چاک میں نہیں سز نکالنے کی جگہ

قفس ہی ہوتا سدا سے میرا وطن لے کاش
ندیکھتا گل وریحان و نشترن لے کاش
نہ باغ دیکھتا نے شتر نہ سمن لے کاش
ندیکھتا میں گلستاں کی انجمن لے کاش
یہ بہتا پہلے ہی میں رنج اور محن لے کاش
فغاں پہ کھلتا مرا پہلے ہی نہیں لے کاش
نہ کرتے اُنسن ہم میسے جان و تن لے کاش
تمام ہوتا ہر اچاک تن بدن لے کاش

غزل سرائی بلا لائی مجھ پہ لے حسرت
سنا تا اپنا کسی کو نہ میں سخن اے کاش

دیکھتے ہی شمع کو جاتا ہی پر دانی کا ہوش
مست میں تو ہو گیا تیرے نگہ و سا قیا
شہر چھوڑا پر نہیں دل چھوڑتا تیری گلی
ہو گئی بلیل قفس کو دیکھتے ہی بے حواس
نزع میں تجھ کو تو میں پہچانتا ہوں پر مجھے
تیری کوپے میں جا کر میرا تلک تا ہوس

آہ پر رہتا ہی کیونکر اس کو حل جانے کا ہوش
اب نہیں مجھ میں رہا و اور پیانے کا ہوش
دیکھتا ہی لے پریر و اپنی دیوانے کا ہوش
کچھ نہیں اس کو رہا ہی آب و روانے کا ہوش
کچھ نہیں باقی رہا ہی اپنے بیگانے کا ہوش
جو نہیں رہتا مجھے پھر گھر تلک آنے کا ہوش

<p>دفع میں بھی پڑ کر نہ بجھے ایک تل آتش افسوس کہ آپہنچی بہت متصل آتش عشاق کا ہوتا ہے تمام آب و گل آتش از بس مئے نالوں سے ہوئی ریل آتش ہوتی ہے مجھے دیکھ کے ہر دم خیل آتش جوں شمع گدازاؤں کا بھی ہے شعل آتش</p>	<p>اُٹا ہر میچے چشم سے سیلاب کا طوفان دل سے جواڑے شعلہ تو آجان کو گھیرا جہنم میں انساں کے عناصر ہو برابر تا حشر مئے سامنے پھر سرنہ اوٹھا وے ہے رنگ جو زرداگ کا باعث ہے یہ اس کا جواشک نکلتا ہے مری چشم سے حسرت</p>
<p>-</p>	<p>پانی میں کہیں آگ میں لگتی نہیں دیکھی یہ طرفہ کہ پانی میں ہوئی مشتعل آتش</p>
<p>کہ بیشتر پہ مغل میں نکتہ داں خاموش اگرچہ رہتے ہیں اب مُنہ میں بتاں خاموش اگرچہ پاسِ ادب سے ہے یہ زباں خاموش نہیں خموش پہ گریاؤں میں خاموش بیان کرتا ہوں گویا کہ استاں خاموش سخن نہ کیونچن کے تو درمیاں خاموش سحر چھوٹے زباں گل تو کہہ کہ ہاں خاموش پتنگ کو کیا کیوں تو نے آسمان خاموش</p>	<p>مثال غنچہ نہو کیونکہ وہ دہاں خاموش اُنھوں کی چشم ہی گویا ہر دل سے عاشق کے میں دل ہی دل میں کروں باتیں مکی مغل کی بنا ہوں بزم میں تیری میں شمع تصویر اب مثالِ بلبلِ تصویر اس گلستاں میں میں کہہ لوں سوزِ دل اپنا تو کیو تو ای شمع نہیں صبح کو اوس رشکِ ہرنے یہ کہا زبانِ بلبلِ نالاں کو دی ہو نالے کی</p>
<p></p>	<p>جرس کا چاک ہوا سینہ دیکھا ہے حسرت</p>

دل میں خیالِ بے تے جوش یوں اوٹھے
دیکھے ہر تھکوکھول کے دریا ہزار چشم
خونِ جگر سیاہ ہے کسی کا بجائے
روتا پھٹے ہزار بھی داماںِ کوہ میں
ہر چند آہ و نالہ کو کرتا ہوں ضبطِ مین

خُم میں کسے ہی جیسے خوش گوار جوش
یہاں بلبُلوں کا بس لئے ہر بے شمار جوش
جو چشم کر رہی ہے تری پر خمار جوش
دیوانوں کا تے ہے میاں در کنار جوش
پر دیکھ تھکواؤں سے بے اختیار جوش

حسرت مجھ ہے ڈر کیسے آنسو اُبلِ نجائیں
رکھتا ہوں جی گلی ہی میں مین بار بار جوش

کل کتبچے ہم خوش جو نہیں ہو تم آج خوش
سچ پر خفا ہو تو کہ مین محتاج ہوں سرا
دل دے کے کرنی اولٹی تعدی بنائے رسم
بندوں کی پرورش نہیں کرتے تو یہ چلے
لے تاج زر کی ہر سِرگُل سے چمن کا تخت
پراپنے بے نوا کو دیا کر کھو وصال

ہم نہ تو ایک دن بھی نیا یا مزاج خوش
شب کو لگے صحبتِ بے احتیاج خوش
کس ملک میں کریں گویاں سچ خوش
بیٹھے کر تم اپنی میاں گھر میں راج خوش
ای شاہِ سن دیکھو کہ ہوں تختِ تاج خوش
دینا زکوٰۃ خوب ہو لینا خراج خوش

حسرت کو درِ عشق سے مرنا قبول ہے
لیکن طبیب کا نہیں آتا علاج خوش

جوں نکلے ہر گفن سے سدا متصل آتش
یوں آگ ہمارے نفسِ سر سے بجھ جائے

دل ہر مرا آتشکدہ اور آہِ دل آتش
جوں بادِ زمناں سے ہو مضمحل آتش

قاتل کو میری طفلی میں بازی رہی تھی شوق ٹھہرے نہ بوا الموس کبھی صدمہ میں عشق کی دی وقتِ نزع شربت دیدار تو مجھے	رغبت دلائی طبع تو تلو ار کی ہوس ایک ہی ستم میں اڑ گئی اغیار کی ہوس ور نہ رہے گی دل ہی میں ہمار کی ہوس
حسرت کہاں میں اور یہ سوائیاں کہاں کرتی ہے در بدر مجھے دلدار کی ہوس	
تسری مرین کی اب زندگی کی ٹوٹی آس کسی طرح نہیں بندھتا ہر دل کے تین ٹکڑاں کسی سے تیرا پھر ہے جو دل تو ملتا ہے ہمارے قتل کی اسے شوق تجھ کو روزی ہو اکیلا جانے کے تئیں کیا ہوا تجھ لیکن تمام خلق میں نہاں ہوں لیک ہوں تنہا	کہ کتنے دن سے نہیں اس میں کچھ بچتی شج اس میاں خدا نکر ہے جو کسی کو ہوئے نرا اس تو اپنی دلی میری دل کو جان کر لیا اس جو قصہ ہوئے دل میں خدا وہ لاؤ اس میں کیا کروں کہ میری دل میں ہے بہت اس کوئی نہیں ہے مرے پاس ج نہیں تو پاس
نہ باغ میں لگو حسرت نہ کوہ و صحرا میں خدا ہی جانے کہ دل کیوں ہو اتنا اوداس	
طوفان کر رہی ہے چمن میں بہار جوش آتے ہیں میرے دل میں بھی ساقی ہزار جوش	
مانند گل کروں میں گریاں کو چاک چاک	آتا ہے جیسے جی میں یہی بار بار جوش

ہمیشہ آن کو برے گا اس چمن میں ابر ہر اک کو دیو کی برباد اوس گلی میں صبا ہمیں ہے اس مثرۂ اشکبار کا افسوس ہمیں ہے اپنے یہ مشتِ غبار کا افسوس	
بسیں گے شہر تو اُجڑا نہ دل پر حسرت بہت ہی ہم کو تو اپنے دیار کا افسوس	
نہیں ہوا میں وفا کے حبیبے مایوس اُمید تھی کہ کبھی تو ملے گا وصل اوس کا مے گا دل تری لبس جو اب سُن سُن کر تری گلی کو ہوں پھر پھر بین دیکھتا جاتا اسید کیا کھو میری وہ دلخ لا مجھ پاس جو نیکذات ہوں اغیار تو مجھے سمجھیں مری ہیں نجات بُرے ہوں نصیبے مایوس سوا ب ہوا میں بجائے رقیب سے مایوس جئے وہ کیونکہ جو ہو دے طیبے مایوس چلا ہوں ہو کو میں حالت عجیبے مایوس یہ قاعدہ ہے کہ سب ہوں غریبے مایوس کسی کا دل نہ ہو گر زنجیب سے مایوس	
یہی ہوا سکی جو بیتابی تو نہ جوے گا میں حسرت اب ہوں دلِ ناشکیبے مایوس	
دل میں مری نہیں گل و گلزار کی ہوس تقصیر وار اپنے کو کر قتل آپ تو ایمان و دیں پر شہتہ سوا الفت ہو بس مجھے نکلے ہوس مری تیرے کو چے میں آن کر ای دل تڑپیو خوب طرح وقتِ فرج تو اوس سرقہ کو ہے مجھے دیدار کی ہوس نکلے ذرا تو تیرے گنہگار کی ہوس ہر گر نہیں ہے بچھہ و زُنار کی ہوس دیر و حرم میں کافر و دیندار کی ہوس جو نکلے میری اور مری و خوشنوار کی ہوس	

یاں تلک تڑپڑیے جسم میں جانِ حسرت
آپ آزاد ہو اور دیوے یہ برباد نفس

<p>نہ آگے دل لگانا مجھ کو تھا راس اتنی کیا مرض ہے کون آزار پیوں خونِ جگر تو ہو گوارا ستار ہے نہیں معلوم میرا گوارا غیر کو کب ہو ستار دعا مانگے ہے تُو مرنے کی میرے</p>	<p>ترے باعث سے اب لاؤ خدا راس نہیں آتی مجھے کوئی دوا راس نہیں ہے مجھ کو کچھ اس کے سوا راس منجم تلک تو کہہ میری ہے کیا راس مجھے آئے تیری جور و جفا راس خدا لاوے میاں تیری دعا راس</p>
--------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------	----------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------

نصیبوں میں ہے اس کے زہرِ ہجران
نہ آوے راس اب حسرت کو یا راس

نہیں ہے یار کے قول و قرار کا افسوس
بہت ہے اپنے مجھے انتظار کا افسوس

<p>بہار آدمی کی سو بار پھر بھی گلشن میں گیا جولاہ چمن سے تو پھر کسے گا بہار زمانہ یوں نہ رہے گا ہمیشہ تاباں کھلیں گے گل تو بہت پر نہ چھوڑ گی بلبُل</p>	<p>ہے اپنی عمر کی ہم کو بہار کا افسوس ہمیں ہے اپنے دلِ داغدار کا افسوس ہم اپنا غم کریں کیا روزگار کا افسوس ہمیں ہو اپنی ہی اس جانبِ ار کا افسوس</p>
--------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------	-----------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------

کل وہ جاتا تھا چلا اس دلِ بیتاب نے آہ
 شمع کرنا نہ کہیں دیکھ کر اس بزم میں رات
 ہنستے ہنستے بھجرائے نہ جوا بٹھایا گھر سے
 شب نظر آیا جو وہ ماہ تجھے اور تو نے
 لے گیا جو نہیں قفس اسکا چمن میں صیاد
 صبح اوٹھ شکوے سے کرتے تھے ہمسایہ کہ آہ
 جان لے چھوٹے تو میں جانوں غنیمت یار

اتنا سو کیا مجھ کو سہ باز کہ بس
 اس قدر رفتے میرے دیدہ و خنبا کہ بس
 اتنے نالے کئے ہم نے پس دیوار کہ بس
 اتنے اختر گئے اے دیدہ بیدار کہ بس
 اتنا بیتاب ہوا مرغ گرفتار کہ بس
 اس قدر رات کراہا ہے یہ بیمار کہ بس
 اس قدر سخت ہوا ہی مجھے آزار کہ بس

رویا کرتا ہوں میں سن سن کدوا دی حسرت

ایسے ہی درد کے توڑتھا ہی اشعار کہ بس

باندھ رشتہ سے مجھے پھینک دی صیاد قفس
 بال و پر چھڑ گئے میرے قفس تنگ کے بیچ
 ظلم سے رخنہ قفس کے کئی بندائے صیاد
 دلِ بیتاب کی خاطر یہ ملا سینہ تنگ
 اپنی خاطر نہیں منظور رہائی ہم کو
 نہ رہی بد نظر باغ کے ویرانے پر
 روئے گل دور ہی سے دیکھ لیں ہم اسی صیاد
 بس کہ تھا اُس ہم بعد رہائی صیاد

میری فریاد سے کرنے لگا فریاد قفس
 ہی اسیروں کے پرو بال کو بیداد قفس
 کیوں نہ اک تیغ و سناں سے کیا ایجا قفس
 کیا کہیں ہم کو تو ہے آہ خدا داد قفس
 ہم ہوں آزاد تو ہو سنج سی آزاد قفس
 ہم کو لا کر کیا صیاد نے آزاد قفس
 ٹک تو لیجا کے تو لٹکا شہر شاد قفس
 ہم قفس یاد کریں ہم کو کرے یاد قفس

بیٹھے کیونکر کوئی غمخوار دل زار کے پاس
نالہ و سوزِ دلِ داغِ جگر رکھتا ہوں
قتل کو غیر کے شمشیر لئے پھرتے ہو
ای فلک ہم کو ہی بیدل تجھ کرنا تھا ضرور
کیا ستم ہے نہ دلایا دچھن اے صیاد
حسبِ لخواہ تری جی کا نکلیجائے غبارِ
تیری ہمسایہ ہوں دیدارِ لیکن محروم
قیس و فریاد ہوں یا و امتی و محمود جہاں
حق نہ تنہائی کی دشمن کو مصیبت دیوے
حسرت اب مفت میں ہم آہ موڑ جاتے ہیں
جو کہے جا کے ذرا آہ مصیبت اُس سے
ننگ آتا نہیں رکھتا ہی جو صحبت داری

تلخ ہوزیت رہے جو کوئی بیمار کے پاس
کون سی جنس کو لیجاؤں خریدار کے پاس
کیوں نہیں آتے میاں اپنی گنگارے کے پاس
در نہ ہی دل تو ہر ایک فردِ نیند کے پاس
گل کو لیجاوے ہی کیوں مرغِ گرفتار کے پاس
بیٹھ کر روؤں اگر مین تیری دیوار کے پاس
جیسے بیڑے بلبل کوئی گلزار کے پاس
گاڑ تو مجھ کو بھی ان میں سو سیار کے پاس
گو رہی اپنی بنے آہ تو دو چار کے پاس
کوئی جاتا نہیں اوس شمعِ تمسکار کے پاس
کہ جفا کار تو کیوں بیٹھ ہے اغیار کے پاس
راتِ دن جاگتا تو ہر ایک بدلطوار کے پاس

گھر میں ایسا ہی ترا ہی جو نہیں لگتا ہے
بیٹھ جا کر کوئی دم اپنے گرفتار کے پاس

زلزلہ جان کے بولے درو دیوار کہ بس
ایسا ہی آیا نظر جلوۂ دیدار کہ بس
طور کیا کہنے لگے اور بھی کُہسار کہ بس

اتنا بیتابی سے تڑپا یہ دل زار کہ بس
اوسکے دیدار کی آنکھوں کو تمنا ہو مدام
شعلہ افروزِ تجلی نے کیا اپنا جہاں

	اگر کبھی مری سُن لیوے داد رس آواز	
<p>اور آہ کرتے ہیں باوردہ وعدہ ہم ہر روز اور آہ ہم سے توجا تا ہی کر کے ہم ہر روز اور آہ ہم سو بھلاتی ہیں اُس ی غم ہر روز اور آہ مانتے ہیں ہم تیری قسم ہر روز اور آہ رہتے ہیں باتوں سے تیری غم ہر روز</p>		<p>تو وعدہ آنے کا کرتا ہے اے صنم ہر روز ہم ایک روز بچھاتی ہیں دم تیرے لئے ہر ایک روز نیا ہم سے ہے بہانہ ترا ہر ایک روز توجا تا ہی ہکو دے کے دغا ہر ایک روز قیامت کا ہم کو گڈے ہے</p>
	<p>جواب کے آیا تو حسرت نہ چھوڑی گا تجھ کو کہ آہ اس کو توجا تا ہی دے کو دم ہر روز</p>	
<p>کہ عاشقوں کو نظر آئے کب نشیب فراز نہیں تو سوچو تھا مجھ کو بھی سب نشیب فراز بُجھاتا پہلے ہی مجھ کو توجب نشیب فراز جتانا کام نہ کچھ آویز اب نشیب فراز دکھائی عشق نے مجھ کو غضب نشیب فراز نظر پڑیں ہیں ہر ایک دم عجب نشیب فراز غرض کہ عشق میں ہیں گڈے ب نشیب فراز</p>		<p>بُجھائے عشق کی ناصح تو اب نشیب فراز لگا ہی جب سے کہ دل کچھ نظر نہیں آتا کسی کو کا ہے کو دل اپنا دیتا میں کہہ تو جب اختیار کیا ہاتھ سے تو اے مشق گئے زین پہ ہوں گے آسمان ہنتم پر اگرچہ مجھ کو بھی اس راہ عشق بازی میں دل نہ چھوڑے ہی یہ اس آستان پہ پہنچ</p>
	<p>پراہتو جا پھنسا حسرت کا اوس گلی میں دل تمام سہتا ہی یہ اس سبب نشیب و فراز</p>	

از بس قبولِ طبعِ کاتیری یہ ناز ہے
 کر شمعِ تیرے سامنے نازاں ہو حُسنِ پر
 در گلِ زباں کہ نازِ کھولے تیری حضور
 یلی کو اور شیریں کو کہتا ہے تو کہ اب
 جانے ہی ایک ایازِ کُتیں ایک غلام ہے
 تیرا یہ ناز ہے دمِ عیسیٰ حقیقتاً

پاتا ہے سب جہان میں اب امتیازِ ناز
 سرِ ناقِ دمِ دُویں کرے او سکو گدازِ ناز
 اندازِ دیکھ اوس سے کرے حقّارِ ناز
 میری کینز ہو تو ہے او سپرِ چو از ناز
 کب کر سکے ہی سامنے تیرے ایازِ ناز
 کہتی ہے خلقِ اس کو زراہِ مجازِ ناز

حسرت کو اپنے ناز سے محروم تو نہ رکھ
 کرتا ہے تیرے ناز پہ یہ عشقِ بازِ ناز

کالی تو نے مرے ساتھ ہنفسِ آواز
 فغانِ دآہِ مری سرمہ ہو گلوں میں ترے
 خدا کے واسطے مرغِ اسیرِ نالہ نہ کر
 اثرِ کہاں سے یہ لاوے گامیے نالہ کا
 بسانِ نے ہی ز بسِ رخنہ رخنہ میرا گلو
 جگتا رہتا ہے نالہ یہ بخت کو میرے
 ہوس ہی اسکے تئیں ایک نالہ کی صیاد
 جو منہ سے منع وہ کر دیوی نالہ کرنے کو

پہ دو ہی باتوں میں ہوئی بند تیری لبِ آواز
 جو میسے ساتھ ملائے تو اے جس آواز
 کہ چاک چاک ہو اسُن کی یہ نفسِ آواز
 اگر چہ اپنی بتاتا ہے بوالہوں آواز
 کروں نہ بند تو پیدا ہوں پانچ دس آواز
 کہ سو ذوالوں کو دے جس طرح جس آواز
 نکال لینے دے بلبل کو ایک نفسِ آواز
 نکالوں اپنی زباں سے نہ سو برس آواز

یقین ہی پہنچوں ہیں اد کو میں ہی حسرت

<p>ابرمت لاف زنی کرتیری ہم چشتی کو زلت تنگی کے مار ہو اٹھیں خستہ میں بھی</p>	<p>ایک دو قطرہ تو ہیں یدہ گریاں میں ہنوز تو کمیں ہم ہیں اُسخی اب پریشاں میں ہنوز</p>
<p>قتل کا تو فوج حسرت کے کیا ہر سامان کچھ رہا ہو مگر اوس بے وسر سامان میں ہنوز</p>	
<p>شبِ فراق میں اب کون ہو یہاں دلوسوز جگر کے داغ سواں دل کا درد مٹتا ہو پتنگ شکوہ نکر شمع کے جلانے سے قرار و غیر غمخوار دل کے تھے سو گئے ستم یوں جو اونہیں خاک میں ملا دی تو اکی اگ لگے عشق اور محبت کو جو کچھ کہوں میں تیرے غم کو میاں سو بجا کسی کا دل جلے مر نہ میرے یار و دے بزرگ شمع مگر میں فنا پر اپنی اب</p>	<p>مگر ہے آہ میرا نالہ و فغاں دلوسوز دیا ہو تم نے ہمیں روزِ موشاں دلوسوز کسی کو ملتی بھی ہیں کہہ تو ای میاں دلوسوز رہی ہو سینہ میں اک آہِ ناتواں دلوسوز یہ اشک تھے مے اسے چشمِ خوشاں دلوسوز عجب طرح کی یہ الفت ہو اے بتاں دلوسوز رفیقِ دونوں جاں یا میرے ہاں دلوسوز سواں چہان میں رکھتا ہوں میں کہاں دلوسوز رکھوں ہوں شک فشاں چشمِ اوزباں دلوسوز</p>
<p>فسادِ عشق کا میری ذرا تو سن حسرت سُنی نہو گی کہی ایسی داستاں دلوسوز</p>	
<p>کرتا ہو چاکری تری ای سحر ساز ناز جس جا پہ ناز سے تو رکھے اپنے گام کو</p>	<p>تو ناز خوش کرے تو رہے سرفراز ناز پیدا ہو اوس زمین سے تاحشر ناز ناز</p>

صیغہ ضعیف جان کر دل کو نہ چھوڑ دیکھو
تیری قبول طرح کا گرنہیں میں تو کچھ نہیں
وہ میری گھر سے آشنا اسکے میں گھر سے آشنا
نکلے ہیں سو عشق کی ہر بن ہو سے شعلے پر
میکدوی میں نگاہِ تیری عجب فنوں کیا
پردے میں تھی عجب یہ جیسے تب ہی ساقیا
سہ و نمط نہ سرکشی عاشقِ بد نوا سے کر

مخ شکستہ بال میں تیر پری ہر تاہنوز
لاکھوں نہ نہیں میں پر ہنری ہر تاہنوز
پردہ ہی کیچنا سدا رہ گزری ہر تاہنوز
نالہ گرم میں میری بے اثری ہر تاہنوز
شیشوں میں دُک کے ہر طرف تھوکی آہنوز
دخترِ زہ پہ شیخ کی بد نظری ہے تاہنوز
قری کی آہ سے بے ثمری ہر تاہنوز

حسرت اُسے چین کے بچ دکھاتا ایک کبھی
بلبلِ وفاختہ کو آہِ نوحہ گری ہے تاہنوز

بوسے یوسف مگر آئی نہیں کُشاں میں ہنوز
نہ ملانا قہ لیسلی کا نشان پر نہ ملا
ماندگی کرنے لگا دستِ جنوں چاکِ سِراور
ہو گیا باغ تو تاراج پر اے گلچیں آہ
جی قسمت میں رہائی تھی چمنِ جادِ بکھا
سیکڑوں بار کیا تو خراب اس دل کو
سووی آرام سے کس طور کوئی زیرِ زمین
قتلِ کُراک میں لاکھوں کو ملایا تو نے

کہ صبا ڈھونڈی ہے اوس کو گستاخ میں ہنوز
خاکِ مجنوں کی کھٹکتی ہے بیا باں میں ہنوز
باقی ہیں تارکئی میری گریاں میں ہنوز
جائے خالی ہر تری گوشہِ ندان میں ہنوز
فصلِ گل بھی چلی ہم تو ہر ندان میں ہنوز
پہ محبت ہر تری اس دلِ فیراں میں ہنوز
فتنہ عشق تو بیدار ہے دوراں میں ہنوز
آبداری ہر تیرے خنجرِ مرگاں میں ہنوز

مری جاوڑ گا پھری دیکھے گا گرتیری نگاہ
رکھ تو حسرت پہ کرم ہی وہ مدارات نہ چھوڑ

<p>ہو تجھے غمزدوں کی چین میں بھی گل ہنوز محشر تو آئی اور قیامت کوئی بسا ایک دل تھا سو تو کبک ہوا غارت نگاہ نیت شمع سر دھنے ہو جلا کر پتنگ کو میں اپنی اشک سرخ سواتنا ہوں سرخرو رہتا ہو حسن عشق میں دن رات مجملہ قدرت خدا کی دیکھ کر ایمان لائیں سب ظالم تو پہلے جرم تو اثبات کر مرا کتنا نہ تھا میں اشک خبر لے جگر کی جلد اب ایسی بھڑکی آگ کہ برسوں ہوئی تجھے</p>	<p>نکلے ہو غنچہ خاک سے جو تنگدل ہنوز گر کچھ شکست عہد ہو پیاں گسل ہنوز کیا سادہ دل ہوڑ ہو جٹ ہو پیاں دل ہنوز تو قتل کر مجھے نہ ہو منفعل ہنوز اے کار عشق تجھ سے نہیں ہوں غل ہنوز آنے دے خط کو یا کسی سے نہ مل ہنوز واقع نہیں ہیں اوس سے بتان گل ہنوز تجھ پر میرا یہ خون نہیں ہو گل ہنوز پہونچی نہیں ہو آتش غم متقل ہنوز چھڑکے ہو پانی تو یہ ہے مشعل ہنوز</p>
-------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------	------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------

حسرت کی خاک کو بھی جد اچھڑنے رکھا
اوس در کی خاک سے یہ نہیں مشعل ہنوز

<p>رو ز ازل سے حسن کی جلوہ گری ہو تا ہنوز ہم سفری کا عہد تھا نالہ سے تجھ کو جارات کتے ہی دن گذر گئے ٹکڑے ہو ہو گیا جگر</p>	<p>ہم بھی تب ہی سو محو ہیں بڑ خری ہو تا ہنوز سو تو وہ کوچ کر گیا تو سفری ہے تا ہنوز رنگ رشک ہو تم کیوں جگری ہو تا ہنوز</p>
------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------	------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------

<p>ابر کو دامن کرتیں گوہر کے قابل دیکھ کر صیدِ فریبِ جان کشتِ حیرانِ دیکھ کر بدر کی خورشید کے پنجے میں منزل دیکھ کر برقِ یاں گزری مگر شعلے کا مال دیکھ کر سب ہیں حیرانِ ایک لیلی در درِ محفل دیکھ کر آئینہ کا آئینہ مقصد میں حائل دیکھ کر ایک کم دو لام کی نفوں کی کال دیکھ کر باز آوری ورنہ کب آئے گا ساحل دیکھ کر پھیر لینا منہ بھلا شیریں شمائل دیکھ کر</p>	<p>آتشِ بے دود نے یا قوتِ احمر سے بھرا شیر کا بیشیہ یہ ہوائے آہوانِ شیر گیر گنبدِ مینا سیٹھ کا چاہتا ہے آفتاب کاہِ آتش دیدہ میری ابلقوں کی ہاتھ سے یا حولِ مردم کو ہر یا نقشِ ہر مردمِ فریب چاہتا ہو عکس اس کا شخص کھینچے دریاں ہیں شفق میں غرق کیا ماہ تو درِ چارِ پانچ میری اسکندر کی خواہش سی اوڑا ہی باز فکر آہنِ رخسار میں رہتی ہے ہم یہ گفتگو</p>
--------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------	-------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------

مست دینِ مستور کو مسجد میں سجدی کا سبق
ہو رہا حیرانِ مینِ حسرتِ میحفل دیکھ کر

<p>روزِ اول کی جو ہر بات سو وہ بات نہ چھوڑ ہوں میں قربانِ تیرے اتنی تو اوقات نہ چھوڑ وہ ہی رکھ چل میاں لو کی حکایات نہ چھوڑ بندہ خانی میں اب کاٹو وہ ات نہ چھوڑ دیکھ خواہی مری جان تو ہیات نہ چھوڑ اب نہ کر شان تو مجھ سے وہ حکایات نہ چھوڑ</p>	<p>جو تم چاہے سو کر ہم سے ملاقات نہ چھوڑ دن میں دو چار گھڑی کافی ہے ہم پاس بھی تو آ غیر کی باتیں جو آپس میں کیاں کہتا ہے وہ جو معمول کی ہر رات یہاں رہنے کی اون کا کیا جاوے گا جو کرتے ہیں تجھ کو بدواہ جس طرح تجھ کو مسادات تھایاں کا آنا</p>
--------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------	-------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------

کیا سماں تھارات یا روپنی کا آپس میں شراب تو نہ نکلا گھر سے ہم شب تا سحر روتے رہے	تھا اودھریا پاک پار اور مینا دھریا پاک تر یہاں تلک رو کہ ہو گئی سب خن و خاشاک تر
ای گلو سینے کو اپنے چاک تم کہتے تو ہو دیکھ لو حسرت کے سینہ سے نہوگا چاک تر	
نہیں بلیا یک دل کو رحم میری مٹے جینے پر ہوا تو خاکِ پاسب ہر تجھے میرے غبار اتنا ڈوبائے مردِ چشم آہ بجز اشکِ گلگوں نے سرگردن خدا حافظ تھا رہا کلاباؤسنے زباں کو طعن پر اس چرخ کی ہرگز نہ کھولیں ہم گلا یا عشقِ زمیے ہی دل کو شمعِ سنگیں دل تجھ کو کچھ درد بھی آتا ہی میرے قتل کرنے سے مجھے کیونکر نہ رشک آوے کہ تو نے نہ لگایا جب میری نحتِ جگر کی لعل سے افرادِ قیمت ہے کو بیمار دار و تنگ ہو احوال کیا میرا	مردوں جب میں تو رکھنا ایک پتھر میرے سینے پر نہ لگ امن ہو اسکے رہ ذرا اپنی قرینے پر مرد کو فوجِ دلیاں بھر گیا طوفاں سینے پر لیا ہو ہاتھ میں خنجر کمر باندھی ہو کینے پر کوئی شمشیر کھینچے کس طرح سفلے کینے پر اثر کرتی ہے جلدی آگ نازک آگینے پر فدا کرتا ہوں اپنا خون میں تیرے سینے پر گرہ تھا گرہ شیشی کے گلوں میں جامِ پینے پر کہ نقشِ اسمِ اعظم ہو کسی کا اس بگینے پر جو کوئی سرِ بزاؤ ہو کسی کا ہاتھ سینے پر
تری تو شعرِ جتنے ہیں سبھی ہیں منتخب حسرت غزل تیری نہ لکھتے کون ہی دل کر سینے پر	
پیشہ چرخ اور زمین کا اخترابِ دل دیکھ کر	عقل سے کہتا ہوں لا میرے مقابل دیکھ کر

<p>آہ سو امتحان سے باہر ہے وہ کون و مکان سے باہر ہے زمین آسمان سے باہر سب کے وہم و گمان سے باہر پر وہ ہے کل جہان سے باہر ہے وہ نام و نشان سے باہر مست نکال اب زبان سے باہر</p>	<p>کام ہم کو جو اوس نے فرمایا دیر و سجد میں ڈھونڈتے ہیں جسے ہے زمین آسمان میں لیکن کیونکہ سمجھیں اوسے کہ ہے وہ تو سب جہاں ہے اُسی کا اک پر تو اوس کی سب ہیں نشانیاں لیکن دل میں رہنے دے اپنی حسرت</p>
<p>چھوٹا منہ تیرا اور بڑی باتیں بات مت کہہ دہان سے باہر</p>	
<p>سب مرغ ہو اجمی سے ہوئے سیر ہو اپر بازِ نگہ یار تو جبا گھیر ہو اپر جو پھر نہ پھرا اتنی لگی دیر ہو اپر دو چار قدم اس کے تئیں پھیر ہو اپر</p>	<p>جوں برق کہ چمکے تیری شمشیر ہو اپر پرواز میں آیا ہو کبوتر میرے دل کا اس تیر کا ہے عزم مگر صیدِ ملائک تو سن کا ترے گام زمین پر نہیں لگتا</p>
<p>حسرت رہے ہم بختِ سید بعد فنا بھی جا خاک نے میری کیا اندھیر ہو اپر</p>	
<p>اور میں غمناک عاشق بریلوں غمناک تر یہ لہ سوزاں مرتجہ کو بھی ہے چالاک تر</p>	<p>نتِ مریخوں سے ہے ہوا اوس گلی کی خاک تر تو تو ای پر واندہ جانسوزی میں ہے چالاک تر</p>

مجھ سو دنیا میں ٹنک اسی حیرت بستی بل جا ابراں روتے مجھے بارہ مہینے گزے سلسلہ چھیر لوت طول ہر افسانہ زلف فیض جاری ہو سدا پیر مغاں کو در سے گالی مت دے مجھے گویا ہر ذاتی ہی ترا محتسب بادہ کشوں سے تو بدی کرتا ہی خضرِ عراہ ہو تب چشمِ حیاں دیکھوں	آخرت میں تو ملاقات نہوگی آخر کیا برس میں بھی یہ برسات نہوگی آخر رات آخر ہو پہ یہ بات نہوگی آخر تاقیامت یہ کرامات نہوگی آخر کچھ تیری اس میں بڑی بات نہوگی آخر عل بد کی مکافات نہوگی آخر میرے بختوں رہ ظلمات نہوگی آخر
--------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------	----------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------

نا ابد بزمِ خسرات نہوگی آخر

کلیاتِ حسرت یہ نکھار و زلال

جو خُشن پر ہے تو اسے شمعِ تند و مغرور اب ایک لہر سے کرے ساز تو نبھے اُلفت میں اپنی آہ کو سمجھوں ہوں کتنی ہی تاثیر خدا ہی جانے کہ کل کس کو ہوئے بیتابی اودھروہ جانو کہ ہے عشقِ حسن کا محتاج میں جانتا ہوں جو گھیرا گیا سو عاجز ہو	تو عشق مجھ کو کہے ہے کہ تو بھی ہو مغرور وگر نہ جمع نہوں ایک جا پہ دو مغرور اور اپنی خُشن کو جذبے پہنت ہو دو مغرور ہر ایک اپنی کشش پر ہے آج تو مغرور کیا ہو گری نے ایدھر سے عشق کو مغرور جو بیٹھا ناز سے اپنے کہا یا سو مغرور
-------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------	---------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------

رہی ہو شرطِ جہمِ عشق میں حسرت

نہو دی لغزش پاؤں کو ہوئے جو مغرور

ہے یہ قصہ بیان سے باہر

عشق ہے داستان سے باہر

<p>رودینا اک آہِ سہجہ کر آحال پہ میرے ٹٹک نظر کر کافر تو خدا کا ٹٹک تو ڈر کر پرآہ سے انکی ٹٹک حذر کر ٹٹک اپنی طرف تو تو نظر کر ایسا بھی ہوا اگر تو مر کر</p>	<p>ہر دم مجھے تجھ کو یاد کر کر کب تک یہ تغافل ای ستم کار اتنا بھی ستم بُت جفا کار کرتا ہے تو جو رِ دل جلوں پر ہیں ہم تو بھلا جفا کے قابل جیتا نہ اوٹھوں گا درِ سیرے</p>
<p>شبِ نیم کی صفت گئے چمن سے حسرت آنکھوں میں اشک بھر کر</p>	
<p>کہو ہیں مشے میں اس دلِ غلین کی خاطر کھلاتا ہو ظالم گلِ کدیں گلِ چین کی خاطر لگا کنو کیا ترکِ بستاں میں دین کی خاطر نہ لانا شمع کا فوری میسے بالین کی خاطر ادب کرتے ہیں ہم خوش فرتنگین کی خاطر کہ گل پر فاتحہ دو بلبلِ مسکین کی خاطر</p>	<p>نہ سمجھو شعرِ ٹھٹھا ہوں میں کچھ تسکین کی خاطر کسی کچھ گرو خدا دل کر تو بھی شرارت ہے نہ لایا تانبا ہدِ خور دیوں کی تجلی کی میسے دغولِ سِرِ دل کیسے گھر میں چراغاں ہے نہ سمجھو شہِ جہاں میں کچھ کچھ کرامت ہے قفس میں تے مے فیضیت کہہ مونی بلبل</p>
<p>خوشامد کرتے ہیں حسرتِ فقیرِ اہلِ دنیا کی ظروفِ فقری اور سندِ زرین کی خاطر</p>	
<p>عمرِ آخر ہو یہ رات نہ ہوگی آخر</p>	<p>شبِ ہجراں کبھی ہیات نہ ہوگی آخر</p>

جانیو اس کو آشنائے سفر	نہیں دل لیتا جا تو حسرت کا
راہ میں تیرے کام آوے گا ہے یہ اک مشغلہ برائے سفر	
مرہی جاؤں گا نہیں ہیٹھانے کی خبر کب رہی ہے مجھ کو اپنے اٹھانے کی خبر کوئی لا دیتا نہیں ٹکڑوں کی خبر آہ کچھ مجھ کو نہیں اپنے بگائے کی خبر قصہ خوانوں کی تیں ہوگی فساد کی خبر	مت سنا مجھ کو شکر اپنے جانے کی خبر کچھ فتنے میں بال پر کاٹھے پوچھو تم بیاں یہ دل جوشی ہوا زنجیر کی زلف میں جب سو دیکھی چشم ساقی تب سے میں شرابوں آپ بیتی مجھ سے پوچھو قیس کا کیا ذکر ہے
دین و دل غارت ہوا جڑا نظر آتا ہو ملک مجھ سے حسرت پوچھتا کیا ہر زمانے کی خبر	
ایسے لٹے کہ اب نہیں کچھ آہ برجگر مانند برق نالہ جہاں کا ہر جگر ہنگامہ غم کی فوج کا ناگاہ برجگر خواہ اب دل اس کو سمجھے شکر خواہ برجگر ہر شب رکھے ہے داغ تیرا ماہ برجگر	رہتا تھا دل پہ داغ گئے گاہ برجگر کیونکر بچے یہ جان جو آتش فشاں کرے غارت پہ دل کی روئے تھی ہم کیا کہ جا پڑا پھل ہی نہالِ عشق کا جلنا سوجھ چکا پرنونِ دل ہے دیدہ خورشید ہر سحر
حسرت کے دل کی دزدی کا انکار تو نہ کر قسمیہ اس کا ہاتھ ہے واللہ برجگر	

بھکو بیچیکا تو کھیو تو خریدار سے دور	
<p>انتظار آہ انتظار آہ انتظار خواہ مرگ اُس کو کہو خواہ انتظار گمہ فراق آتا ہے اور گاہ انتظار یا اوٹھا دے یاں سے اللہ انتظار کیا دکھا دے اب تیری اہ انتظار پوچھ لے ہے اسکا آگاہ انتظار</p>	<p>دشمنِ عاشق ہے اے ماہ انتظار دونوں نام او سکے ہیں عاشق کے لئے جان لینے کو میری جائے اہل یا مجھی کو آہ دنیا سے اوٹھا عرصہ سو محشر کا مجھ پر ہو چکا حالِ چشمِ منتظر مجھ سے نہ پوچھ</p>
<p>اب تو نہ جینے دے نہ مرنے ہی دے مجھ کو حسرتِ قصہ کوتاہ انتظار</p>	
<p>مروہی جاؤں گا کہہ کے ہائے سفر ہائے اے بیوفا سوائے سفر حق نہ تیرا مجھے دکھائے سفر ہو نہ تیار تو برائے سفر ابھی برپا نہ کر لو ائے سفر مین نہ بیکھوں گا یہ جھائے سفر تجھ پہ پڑھ دیں ذرا دُعائے سفر بلکہ ہوں مین ہی پیشوائے سفر</p>	<p>مستِ ناز مجھ کو تو صدائے سفر جو ستم چاہے سو تو کر مجھ پر میری ہی جاں سفر کرے تن سے تن سے میرے سفر کرے گی جان تجھ کو عزمِ سفر ہے اور مجھ پر اور جو باتا ہے مجھ کو کر لے قتل قتل کرتا نہیں تو آید صر تجھ سے آگے سفر کروں تو بھلا</p>

رکھے اس زمانے میں حق آبرو
کہ حسرت نظر آوے نہ دور اور

جہاں میں ہیں معشوق بہتر سے بہتر
نہیں قیمتِ اشکِ اِلاجگر ہے
جو ہوش نہ وصل اور وہ نہ پاوے
نہ الفت ہو جس دل میں اِن دشونگی
ملے خاک تیری گلی کی جو سر کو
تیرے ہاتھ سے گر ملے جامِ غم بھی
نہیں ہے کوئی میرے دلبر سے بہتر
نہوے گھر میرے گوہر سے بہتر
اُسے کچھ نہیں آپِ خبہر سے بہتر
نہیں دلِ غ کو اسکے انگر سے بہتر
تو ہے بادشاہی کے افسر سے بہتر
تو وہ جام ہے حجام کو شر سے بہتر

جو ڈھل جاوے خوبی سے اک شعر حسرت
تو وہ شعر ہے لاکھ دفتر سے بہتر

خواب ہو آہ میرے دیدہ بیدارِ دور
چہیں لیوے دلِ نالاں یہ توقع نہ کو
میری بیتیابی کے جانے کا نہ فکر ابھی
دور ہوئے میرا آزار یہ ممکن ہی نہیں
کیونکہ نزدیک ہر پریشِ حوال کو آئے
چشم سے میری تو اس دل کو نہ سوچا کچھ بھی
جاگنا جیسے کہ ہی بختِ سیہ کار سے دور
دوستِ راحت و آرام ہو بیمار سے دور
نہ ترپنا تو ہے اس تازہ گرفتار سے دور
کیونکہ رہتی ہی شفا اس مری آزار سے دور
رسم ہی بھاگتی ہے خلقِ گنہگار سے دور
کام کرتی ہے نظرِ رخِ دیوار سے دور

خارہوں خشکِ مینِ حسرت یہ بہت دمنگیر

جائے دل نلوں ہیں اُن زلف میں مجوس اسیر دو دہچیدہ تنک اسکا ہر زنجیر کی طرح دیر بین دل کمری داغِ نقش میں بھی بہار ڈھونڈھے ہو دل کو نگہ اسکی پتھر زلفِ فقط مستقیم جان اسیری کا تو رتبہ کہ بھلا مست رہا کرتوں مجھے بہر خدا اے صیاد	زندگی ہی ہوں میں اس واسطے مایوس اسیر نخلادے تو کرے شعلہ فانوس اسیر کوئی جوں باغ کالا لہ کرے طاؤس اسیر اسکو لوجا کے یہ کردیو ہے جاسوس اسیر تیرا زنجیر تو آگرتی ہے پابوس اسیر ہو گیا اب تو اسیروں سے یہ پابوس اسیر
-----------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------	---------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------

مانا کہ نہ میرا ہو گیا آخر حسرت

آہ افسوس صد افسوس صد افسوس اسیر

ہمارے قتل کی اس شوخ توہی کرتدیر کسی کو آئے نہ تدبیر راست کیا ہے عجب دعا سے جاوے نہ یہ درد نہ دوا ہی سے یہ مصلحت ہے تمھاری کہ اسکو لوجا دیں	میری موافق تقدیر ہو اگر تدبیر یہاں تو ایسی ہی ہوتی ہے بیشتر تدبیر کسی کی کچھ نہیں کرتی ہے اب اثر تدبیر غلط تمھاری ہے اسے یار و سرسبر تدبیر
-----------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------	-----------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------

وہ شوخ شکل ہو حسرت کی ہے بہت بیزار

جو غصہ ہو تو نہ آوے گی کچھ نظر تدبیر

نظر آتے ہیں تیرے کچھ طور اور مجھے بد وہ کست تھا پوچھا جو میں رقیبوں سے مت بل نہ دیکھوں یہ ظلم	تیری بزم میں لوگ ہیں اور اور لگا کہنے بس وہ ہیں فی الفور اور تو سن شوخ نے چھوڑ دی غور اور
-----------------------------------------------------------------------------------------------------	-------------------------------------------------------------------------------------------------

چاکِ دل زخمِ جگر کو دیکھ اور سینے کو داغ ناصحا مت منع کر تو عشق بازی سے مجھے آہ و زاری کو مجھے کرتا ہو جو غم میں منع تو جوں جوں ہدم پونچھتا ہو اشک میری چشم سے غم کی جوں جوں ہوشِ شکمری آنکھوں پر غم	گو تو کرتا ہی ہے میاں سیرِ گلستاں بیشتر منع کرنے سے کرے ہے کامِ انساں بیشتر دل سے نکلے ہو مرے فریاد و افقاں بیشتر توں توں ابڑتی ہیں میری چشمِ گریاں بیشتر قاعدہ ہو جسے ہو گرما کی باراں بیشتر
------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------	-----------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------

رفتہ رفتہ دل کا مالک ہو گیا حسرت یہ غم
پاؤں پھیلا کر بہت دل پاؤں کہاں بیشتر

سب کو وفا کا قول ہو ہم سے ستم قرار ہر دم بہانا کرتا ہے آنکھ تو یہاں یا تو نہ وعدہ کرتا کہ تجھے پاس آؤں گا عہدِ وفا پہ اپنے نہیں برقرار تو تیرے قرار پر یہ ہوا بے قرارِ دل جو رجھتا تو کرنے لگا لڑکے دل میرا اپنی تو گھڑیں عیش تو کرتا ہے چین سے اک باریاں سے جاتی ہی کیا سب گیا تو بھول	کیا اُن میں لطف ہو جو رکھا ہم کو کم قرار اور آہ بھگو سو نہیں اب ایک دم قرار اب کہیں جو تو نے کیا ہے صنم قرار سب تجھ کو بھولا اپنا وہ قول قسم قرار تو ہی بتا کہ کیونکہ کریں آہ ہم قرار پہلے کیا تھا تو نے تو لطفِ کرم قرار اوریاں مجھے تو دیتا نہیں دو غم قرار کیا کیا تھے یاد کر تو پیار سے ہم قرار
--------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------	--------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------

اب کیا پاؤں گھڑیں ہو حسرت کا در پہ ایک
کرتا نہیں ہو وعدہ پہ او کا قدم قرار

	کیا تھا مجنوں کو مین بند اور سکا گھر آباد سو میری مرنے کی حسرت خراب ہی زنجیر	
رکھتا ہر دشت میں مراد یو اپنے بہار تیرے ہی غول سے ہے مگر ای کوہ کن بہار ہر نوکِ خار سُرخ ہی دیتا ہے بن بہار کبے یوں اہل دید کو سر و دامن بہار رکھتا ہو میرے یار کا جیسا دہن بہار جو پیرہن میں دیتا ہو اور سکا بدن بہار رنگیں یہ جیسا دیوے تیرا پیرہن بہار پر تجھ بغیر رکھتی نہیں انجمن بہار دکھلا دی چاندنی کو تو ای سیم تن بہار جیسا تیرے شہید کا دیوے لٹن بہار		جون گل کو چاکِ حبيب دیوے چمن بہار ہر کوہ پر جولا لہ خود رو ہے اس قدر مجنوں تری ہی پاؤں کو لٹے ہیں آبلے جب تک کہ اور سکا عارضِ قد جلوه گزینو ای غنچہ اپنی منہ سے تو کہہ تجھ میں لطف ہی قانون میں ہی شمع کہاں ایسی خوشنما گل کی قبا میں رنگِ نزاکت کہاں ہے یہ ساقی و شمع و جام بلوریں و ماہ ہے ٹک سینہ اپنا کھول کہ بھول یہ اپنا حسن گو گل بھی غرقِ غول ہی پر ایسا نہ دیوے لطف
	حسرت بہار شامِ غریباں سے دیکھ تو ہر چند تجھ کو دیوے ہے صبحِ وطن بہار	
تیغ کی کرتا ہی توڑا سے شوخ پیکانِ بشیر آبلے پاؤں کے کم خارِ سیا باں بشیر ہو دی گا اس وقت تیرا مجھ چپاں بشیر		گر چہ ہر بر و تو قاتل پر ہیں مرگاں بشیر لوٹوں ساری دشت میں شاید تیلی ہو مری نزع کی مجھ کو چھڑا اب گو تو آتا تھا سدا

اتنی محنت یہ حسرت تجھے کاغذ بھیجے
حیف ہی سمجھے اگر تُو بھی یکساں کاغذ

افسوس میری زینت تو ہر دل کے اختیار
مخسر تلک یہ رقص کُناں جائے خوبرو
لیجائے چاہِ شہر کو اور چاہِ ہودشت کو
یہ دل نہ میری بات کو سمجھے کسی طرح
آنکھوں سے اشک کوچ کر غواہِ تم ہیں
تدبیر سے یہ اپنی جہاں کا ٹھٹھا ہو
وسعت کو حق کی عقل ہماری نہ محیط

اور دل کی مرگ زینت ہو قاتل کے اختیار
پھوٹیں اگر تڑپنے کو بسمل کے اختیار
لیلیٰ یہ مجنوں ہی ترے محل کے اختیار
یارب نہ کوئی کسی جاہل کے اختیار
کب کارواں ہو سکے منزل کے اختیار
تقدیر بھی ذرا ہو جو عاقل کے اختیار
دریائے ہو سکے کبھی ساحل کے اختیار

حسرت تو اپنی نقص سے واماندہ ہے یہاں
دی اپنے اختیار کو کامل کے اختیار

تنک مزاج کی تینیں اضطراب ہی زنجیر
زبسکہ مجھ کو روانہ سمجھتے ہیں سب دست
اگرچہ مجھ پر عقوبت ہی چینِ خلق کو ہے
تسے خیال میں عجب تک آن پائے خواب
یہ موبہ کہے اوس بُت کی زلفِ خمِ در خم
جنوں زیادہ نہو کیونکہ زلف سے میرا

کہ ہر حجاب کو نت موجِ آب ہی زنجیر
جوباتِ انسو میں پوچھوں جواب ہی زنجیر
مرے جنوں کو برائے ثواب ہی زنجیر
مگر کہ اوس سے مرا پائے خواب ہی زنجیر
بنیرِ وحشتِ دل بھیاں ہے زنجیر
غضب تو یہ ہے کہ پڑیچ و تاب ہی زنجیر

<p>جس طرح دیوڑی ہے شیرینی زباں پر لذت کام جاں میں مری لوں چشم کی لذت ہی تیری جو نہی میں لایا زباں پر لگوسٹ چاٹنی ہونٹھ زیت آخر ہو تجھ تلخ مراخوں پینا دل کو بھن لینو دے میسے تو گرک کر ناٹو ناگوار آب سے خجری بھی ہے یہ ہیسات</p>	<p>اس طرح چشم کو ہی بنئے دل آرام لذت جوں زباں اور دہن کو لگی باوام لذت کس قدر نام خدا ہی یہ تر اناام لذت اب تو لگتا ہے تجھے ای دل خود کام لذت مطلقاً ہونہ کباب جگر خام لذت اوس بنا مجھ کو لگے کب مگر کلفام لذت</p>
------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------	---------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------

گو کہ تو زہر دے ساقی اسے بھر بھر کے جام
لیک حسرت کو تیری ہاتھ کا ہی جام لذت

<p>خط کو لکھنے کو جو نہی میں لیا جانان کاغذ حال کیا تجھ کو لکھوں اسکی سفیدی سے تو پردہ چشم تری پاس میں بھیجا ہے پیٹ حال درہم مرا خط سے ہی مری جانو تو جا بجا اس میں سیاہی و سفیدی ہے رگی ہی سیاہی سے تو ظاہر ہے مرا بخت سیاہ اس لئے تاکہ اسی پر تو لکھے خط کا جواب اور جو اس پر نہ لکھے چاہی جدا کاغذ تو استخوان میری کھوں کوٹ کر کاغذ تو بنا</p>	<p>اشک خونی سے ہوا بس میں افشاں کاغذ جان لیجو کہ یہ ہے دیدہ حیراں کاغذ چشم میں تیری نہ ہو خط کا نمایاں کاغذ کہ ہے پیچیدہ بصد حال پریشیاں کاغذ خط کا بھی ہو دیو پیاسے اسی عنوان کاغذ رو سفیدی جو رکھے ہی یہ فراواں کاغذ تیسے ہاتھوں سے بنے رشک گلستاں کاغذ تو بنا بھیجوں میں اک اور طرح داں کاغذ اور تم کرنی کو داں بھیج دیو داں کاغذ</p>
-------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------	----------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------

آگے ہی اوس سے دل میرا پہنچا او کو رہیں	رکھتا تھا جلد چلنے کا یہ نامہ برگھنڈ
حسرت کو شہزادی کا آگے گھمنڈ تھا	اب کیا کرے یہ ٹیٹل بے بال و برگھنڈ
<p>کرے جوران بتوں سے آساں اخذ مگر نادل کو لے کر اس جہاں میں یہ عیاری یہ طستاری یہ باتیں کرے بندہ جسے تو دل پہ دی داغ کساں سُرخئی ہی اوس میں تیری لب سے دہن سے تیرے تنگی دہن کو تیری آنکھوں سے بیماری ہر اک دم بجز دشنام کچھ تیری نہیں بات زباں خاموش دل سے نالہ کرنا نکرا چشم کے بھی گھر میں منزل</p>	<p>ستم کرتے ہیں دل سے یہ بتاں اخذ ہوا تم سے ہی اسے سنگیں دلاں اخذ بتاؤ کس سے کیوں اسی صہباں اخذ ہوا اس داغ کا تجھے نشان اخذ کر رہے رنگ کو بھی برگ پاں اخذ کرے گلشن میں غنچے کا دہاں اخذ کرے ہی میری جاں ناتواں اخذ بتوں میں یہ ہوئی تجھے زباں اخذ ہوئی ہی ہم سے یہ آہ و فغاں اخذ کرے اشکوں سے میرے کارواں اخذ</p>
سنا تھا قصہ فرہاد و مجنوں	ہوئی حسرت سے اداسی داستاں اخذ
گرچہ ہر گوش کرتیں لذت پیغام لذت لب کی لذت سے مرگ کی تلخی بھی نہو	<p>پر مرے دل کو تیری منہ کی ہی دشنام لذت کہ جسے بوسہ دے تو اس کا رہی کام لذت</p>

گل کو کیا دیکھے ہو گر ہو سکے تو کر بلبل	جیب کو او سکی ذرا تارِ نظر سے پیوند
چاکِ دل کا نہ رنؤ اس سے بھی ہو دی حسرت	آسمان میں جو لگتا ہو ہنر سے پیوند
ای شوخ کیا ہی یاد تجھے آہ دست برد ای عشق کون دلِ مری سینے سے لے گیا ایک روز رفتہ رفتہ یہ جی بھی تمام ہے تو دن کی روشنی ہی میں لٹھے ہو در نہ دُزد گلُ مست ناز میں ہو بلبلِ خروش میں چھینا ہی تو نے ہی دلِ پرغوںِ حنا سے یہ دل کا نگربانہ کہ ویران خود کرے	کی لاکھ دل پہ تو فی سیراہ دست برد کیا مجھے گھر ہی گھر میں ہوا آہ دست برد ایسی ہی گر رہی غم جاں کاہ دست برد ہرگز نہ کر سکے بہ شبِ ماہ دست برد اوریاں خزاں سو گر گئی ناگاہ دست برد ثابت ہی تھے ہاتھ پہ وا اللہ دست برد یوں ملک رہ چکا جو کرے شاہ دست برد
دل رکھتے تھے بساط میں حسرت سودی چلے	اب غارتِ اس یار میں ہو خواہ دست برد
پیدا ہوا ہے تجھ کو مرے قتل پر گھمنڈ آنے دے خط کو اپنی تو منہ پر ذرا میاں ہم سے کمان اُڑو گنظر باز ہم بھی ہیں کیا کوئی تجھ سا دل کا کشد نہ پاویں گے دور دن میری چشم کے تو دو بدو ہوا	سب مجھ سے ہی غریب نہیں ہیں نگر گھمنڈ معلوم تیرا ہو دیگا شام و سحر گھمنڈ پہچاننے پہ رکھتی ہے اپنی نظر گھمنڈ اللہ سے غور تر اس قدر گھمنڈ روزی پہ تجھ کو تھا یہی اسے ابر تر گھمنڈ

کافر و دیندار سے صلح تھی حسرت کی تئیں
کرتے ہیں اس واسطے گبر و مسلمان یاد

<p>مجت کا ہوا رستا مگر بند مگر ٹپتے ہیں اس رستے پہ قسزاق دلوں کی راہ تو جاری ہے باہم سو تیرا دل نہیں ہے صاف مجھ سے کما کب تو نے جو خطایاں نہ بھیجا جو مرغِ نامہ بر میں یاں سے بھیجا جو کوئی لے گیا پینام میرا صبا کو گر کیا قاصد میں اپنا</p>	<p>کہ ہے خط و کتابت سدا سربند ہوئی جو آہ راہِ نامہ بر بند اگر ہو دین جہاں کی رہ گزربند کہ اس دل پر ہر اوس دل کی خبر بند یہ سن لے آگے ہی مجھ کو نہ کر بند کیا قید اوس کو تو نے کر کے پر بند کیا دو ہیں اوسے تو نے نظر بند تو بیٹھا رخسہ دیوار کر بند</p>
---------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------	-------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------

جو پہونچا نامہ بر خود ہو کے حسرت
کیا اویچی ہوا کو سن کے در بند

<p>یہ نہیں جیسا سے لاؤ گا کہ ہری پیوند نخل کو نخل سے پیوند ہی ہر باغ کے بیج آنسو کے تار میں لٹک رہیں عرق کے موتی کیا ہوا گو نہیں یہ جیب رفو کے قابل ای جنوں فیض سے ہے چاک کی اب اتنا کچھ</p>	<p>نامہ چاکِ جگر کا ہو جگر سے پیوند عشق کے نخل کو نہیں ایک شجر سے پیوند یار البتہ ہے شتے کو گھر سے پیوند میرے دامن کو تو ہر دیدہ تر سے پیوند اس گریباں کو گریبانِ سحر سے پیوند</p>
--------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------	----------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------

<p>اُدھر صیاد تڑپے اور اُدھر صید بندھے ہیں جس میں ظالم صید پر صید حرم کے بیچ مین پاوے اگر صید گیا اور آہ تھایہ بے خبر صید وہیں لے کھولے جو نہی بال پر صید نہیں دیکھا مین ایسا بے جگر صید نہیں تو نے کیا اس کو مگر صید</p>	<p>کرے دونوں پہ تیغ عشق جب کار ترا فتراک کیا دام بلا ہے کرے وہ بت نگہ سے جا کے بسمل یکایک دل کسند زلف میں کھنچ ترا باز نگہ اُڑنے نہ دیوے نہیں صیاد سے ڈرتا مراد دل گفتارِ الم ہے کب سے حسرت</p>
---------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------	-------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------

وگر ہے صید تیرا تو خبر لے
کہ جاتا ہے تغافل ہی سے مر صید

<p>تکلو فراموش ہو اور مجھے امی جان یاد تکلو ہو نام خدا اندنوں طوفان یاد دور سے انسان کو آوے نہ انسان یاد آوی گا غم کو بہت یہ دل ویران یاد کہ کوئی آتا بھی ہے بے سروسامان یاد آوی گا گلشن میں یہ گوشہ زندان یاد آیا نہ یعقوب کا کلبہ احزان یاد آوی ہے اپنا جنون مجھ کو گریبان یاد</p>	<p>لے چلے تم میرا دل گو نہیں اس آن یاد کتے ہو وعدہ کیا سو مین و فا کر چکا جب تیں نزدیک تھی یاد تھا مین آپ کو ہو دی ہے حُب الوطن بعد خرابی دل دور تھے حسن کد چشم بدلے شوخ لب اب کے چٹھے بھی جو ہم قیدِ قفس سے تو پھر مصر کی شاہی میں کچھ تھکا کو ایوسف فرا دیکھوں ہوں گلشن میں آہ گل کو جو میں حاکم حیب</p>
------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------	----------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------

<p>پھرے گا آہ کرتا جستجو درد کرے پیدا جو تیری گشتگو درد</p>	<p>جو اونٹ جائیں گے یاں سے ہم تو ہم کو تو بیل ہم سے تسلیم سخن سے</p>
<p>نہیں مین گل مگر ہوں داغ حسرت پریشاں مجھ سے ہے عالم میں تو درد</p>	
<p>کہ آہ جل گیا مین ٹنک تو کر تو بس فریاد ہمارے دل سے بھی ٹنک ٹنک لڑائی جس فریاد اگر تھک کو بھی اسے نہ ہست ہوس فریاد مگر یہ غمزدوں کی ہی نیست رس فریاد کہ ہنس کر مجھ سے تو کتا ہی نہیں فریاد کری ہے شہر میں ہر شہنہ عس فریاد کسی کا کب مئے وہ شوخ خلعتس فریاد اگر سو شعلہ سے کیا آہ خار و خس فریاد</p>	<p>ہمارے نالوں سے کرتا ہے نتاقتس فریاد سمجھ نہ پڑی ہی نالوں میں تو اثر بارے ذرا تو آن کے ہمد ہمارے لب سے ہو سیاں ستم کا تھے مجھ سے بدلا کیا جوے نہیں پر عشق کی عزت کچھ بھی تجھ کو خطر وہ درد دل کا عجب ہے کہ جس سے آہ یہ جانتا ہے کہ شکوہ ہی میسے جو رہی کا سو ہے حسن مری کب غرض جلانا اسے</p>
<p>گلی میں اوس کی نگر آہ و نالہ ای حسرت سنے تھی تو بے فائدہ ہی بس فریاد</p>	
<p>کہ قابل فرج کے ہوئے نہ ہر صید فرشتے کو کرے اوس کی نظر صید ہوا شاید کہ مرغ نامہ بر صید</p>	<p>دل بیمار کو میرے نہ کر صید یہ انسان و وحوش و طیر کیا ہیں پھر اوس کی گلی سے پھر نہ افسوس</p>

<p>ترے ستم سے تو رستم کا بھی ہوز ہر وہ آب عجب ہی شغل میں گزری ہے تجھ کو لیل و نہا ستم کا لطف ہو تب جب کہ آپ سی یہ کرو میں ان کا کیا کروں شکوہ کہ مجھ کو پشیم و ز نہوئے پر ہمیں مثل پتنگ نے جیتے نظر نہ آتی تھی ہر حید ہم نے غور کیا کما میں اوس سے نہ کز ظلم سن کے کہنے لگا کسی پہ اپنی مین دانست میں ستم نہ کیا تو کیا کروں مین بھلا کس طرح سے خود لوں</p>		<p>میرا ہی آہ اوٹھاتا ہی یہ جگر بیداد ہر ایک شام جفا ہے ہر اک سحر بیداد وگر نہ کیا ہے یہ کرنی غریب پر بیداد کسے ہی یہ دل نالان و چشم تر بیداد یہ مجھ پہ لائے مرے آہ بال و پر بیداد جو خوب دکھاتا ہو شوخ کی کمر بیداد تجھے تو لطف نہ ہی میرا ہے سر بسر بیداد یہ میری وضع کو سمجھے کوئی اگر بیداد کروں مزاج پہ اپنی ہی ہان مگر بیداد</p>
		<p>مین جانتا تھا او سی رحم آئے گا حسرت سواب ہوا میری فریاد کا اثر بیداد</p>
<p>اگر اوس سے کہوں مین ایک مودرد عل کرتے ہیں دل پر باری باری بسی ہے ملک تن کی طرف نہ بستی تو پوچھے ہی کہاں ہے درد تجھ کو دکھے دل ضبطِ نالہ سے اور افسوس اگر پاؤں کوئی اوس کا خریدار</p>		<p>تو دیوے درد پر وہ شند خود درد کھو رنج اور کھو غم اور کھو درد کہ ہے آباد جس میں چپا رسو درد نہیں رہتا ہے تیرے روبرو درد کروں نالہ تو کرتا ہے گلو درد کہوں اوس سے کہ لوجا مجھ ہی تو درد</p>

نزد کیا ہو جو نصیبوں میں مئے وصل نہیں اتنی جلدی تجھے کیا ہو مری خوزیری پر شیخ ہم صاف دلوں کو بھی بد کہتے ہیں جنگ دل خوش ہو و نہیں کیا مری بتیانی	سب ہی ناچاری ہو اپنی کریں تقدیر پسند جو کہ عاقل ہیں کریں کام میں تاخیر پسند اور تیری اہل جہاں کرتے ہیں تدبیر پسند آہ وزاری یہ کرے ہو دلِ دلگیر پسند
-----------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------	--------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------

رحم سے لایا اوسے اور بھی اب جو رہ یہ
تو نہ حسرت نہ کی اس آہ کی تاثیر پسند

تو وعدہ کل کا کریاں نہیں ہو کل کی امید اوی کی کنو لگا دل بھی دیکھ اوس کا منہ کسی نہ تو نے بھی ہمد ذرا خدا لگتی نصیب و مری قسمت میں اور یاس ہوئی سیح لب نہ ترے تو دوانہ کی دل کی ملے ہی ہاتھ کو افسوس سے تیرا لب دیکھ جھا جو شیریں و فرہاد پر کی اسے یارو محک میں تجربہ کی سب کا حال ہو معلوم	جو آج مل لے تو مل لے کسے ہو کل کی امید رکھے سو کیا کوئی اس دشمنِ نفل کی امید کہ تجھ سے بھگو تھی اک حرفِ نفل کی امید جو میں نہ شوخ شکر سے فی اشل کی امید رہی ہو آہ مجھے ایک اب اہل کی امید مگس کو یعنی نہیں کچھ بھی اس عسل کی امید تو سن کر ٹوٹ گئی سب من سونل کی امید رکھے نہ اپنی کوئی قلب پر دغل کی امید
-------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------	---------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------

خدا کے فضل کی امید ہو مجھے حسرت
رکھے ہیں عابد و زاہد بھی عل کی امید

خدا کا خوف کر اتنی بھی اب نہ بیداد	کر رہے دیکھنے کو منع اس قدر بیداد
------------------------------------	-----------------------------------

اشک آنکھوں میں تیری شوخ گلِ ندام سفید
بسکہ ہوں منتظر یا رکھوں ہوں یوں چشم
چاندنی رات کا تب ہوئے سماں اسی ساقی
گرچہ تاریک ہی بختوں سے مرے شامِ فراق
خوبرو صبح تھی اور چاندنی تھی آیا جو وہ
تب بخل ایسی ہوئے کاٹو تو نکلے نہ لہو
پختگیِ داغ کی نیکی کہ ہجرِ جیل کے سیاہ
کتنا چاہا تھا کہ مینِ سبزِ کرول اپنا سخن

ق

دیں بہا رسی کہ جیسی گلِ بادام سفید
اپنے دید کو رکھے جیسی طرحِ دام سفید
سُرخِ محبت سے جو بھری نفرت کا تو جام سفید
تیری اس لطف کے آگے یہ نہو شام سفید
ماہ تو ہو گیا شب کو بلبِ بام سفید
دیکھ اوسکو ہونے سب کے رخِ گلِ فام سفید
یہ تو ظاہر ہی کہ ہوتا ہے ہر اک جام سفید
ایک گھر کی میں ہوا یہ دلِ ناکام سفید

حسرت اوس شوخ کو خطِ مین لکھا پر ڈر ہی
رہ گیا جس جگہ لکھتی ہیں میاں نام سفید

آئے دل کو نہ تیری زلف گرہ گیر پسند
راستی وہ ہو کہ لگتی ہے کجوں کو بھی بھلی
... ..
ای مصور تو مجھے کھینچو پسمل اوس کا
گرٹے باغِ جناں تو بھی نہ دل خوش ہوئے
خاک اوس کو چے کی درکار ہو مجھ کو لائے
ندعی کی بھی تو سن اور مری بات بھی سن

سچ کہا ہی کہ دو آنہ کرے زنجیر پسند
گر نہیں یہ تو کہاں کرتی ہی کیوں تیر پسند
آئی اوس شوخ کو بھی کچھ مری تدبیر پسند
دیکھ کر وہ بھی کرے جو مری تصویر پسند
تیرے فراق کو کرتا ہے یہ نیچیر پسند
ای مونس تری آتی نہیں اکیسیر پسند
دیکھ تو کس کی سہمی کرتے ہیں تقریر پسند

<p>اس سے زیادہ بھکونکر تو تنگ شوخ بتلا دی ہے مجھے دو ہیں تیرے تنگ شوخ حیرت سے آئینہ ہی تجھے دیکھ دنگ شوخ</p>	<p>ملنا ہے دل نہیں تو میرا بخیال چھوڑ کستا ہوں جب کہ ایک نگہ اس طرف بھی کر تیرا جمال جادو کی جھشید ہے مگر</p>
<p>حسرت کے دل کو بند کیا چار سو سے گھیر کیا تیری زلف میں بھی یہ قیدِ فرنگ شوخ</p>	
<p>پتنگ شمع کو شعلے سے ہونہ تو گستاخ تو او سکی زلف ہی ہو میرے رو برد گستاخ وگر نہ اتنا کہاں ہوئے آپ جو گستاخ یہ بخودی ہی ہوا ہے میرا ہو گستاخ کہ نالہ کرتی ہی اب میرے دوبہ گستاخ نظر ٹپے ہے مجھے تیری گفتگو گستاخ کہ یہ بہا ہو یہ پھر تلے کو بکو گستاخ تیری لبوں سے ہی یہ جام اور بنو گستاخ یہی ڈروں ہوں کہ ہو دیکھ نہ ایک سو گستاخ جو میرے چاک گریباں سے ہو رو گستاخ</p>	<p>یہ چاہئے کہ ہو معشوق شعلہ خ گستاخ جگر نہ ہوئے مرا کیونکہ چاک اسی شانہ میرا ہی اشک یہ جا پہنچتا ہی گلشن میں خاکا رنگ کہاں پہنچاؤ سبے پاؤں تلک نہیں ہی شرم دم سر پر تھجو اے لئے جو گوش گل میں یہ پہنچاؤ تو کیا ہوا ی بلبل ی طفل اشک کو تیں تربت کیا دل نے مین جانتا ہوں کہ ٹپکے گا خاک پر آخر جگہ تو زلف میں ہی اوں دل کو پیسے پہ مین اوں بھی چاک کروں مین جنوں کو پنچے سے</p>
<p>وہ ڈھونڈ بھی ہے کوئی بخش کا باعث اور حسرت کہ اتنا اب تجھے کرتا ہے جنگجو گستاخ</p>	

	پیدا کی عجب تو ز بھی اک تاز کا نہیں تلخ	
<p>رہتی ہیں کیونکر سہمِ شام و سحر زلفِ درخ کھینچے ہر دل کو مرے آہ اور صحر زلفِ درخ ہاں تو دکھائے مجھے اپنا مگر زلفِ درخ بسکہ مجھے یاد ہے آٹھ پہر زلفِ درخ ابرو و چشم و نگاہ و دگر زلفِ درخ کیونکہ مرا پیتے ہیں خونِ جگر زلفِ درخ دیکھ لے سنبل اگر اور گل تر زلفِ درخ</p>		<p>دیکھ تو آئینہ میں بھر کے نظر زلفِ درخ درپے جاں ہو اور دھرتی مرہ اور نگاہ مجھ کو خوشی کچھ نہیں یا رشبِ ماہ کی اشک مرے کا بھی رنگ گاہ سیہ گہ ہے سرخ کس سے چھڑاؤں میں دل و کنوئیں سب ہیں غب مشک کا نافہ ہودہ اور گلِ رعنا ہے یہ لاف نہ گلشن میں پھر غوبی کی اپنی کریں</p>
	<p>شام سی ہو جائی صبح صبح سی ہو جائے شام حسرت ابھی جلوہ گر ہو دی جد صحر زلفِ درخ</p>	
<p>پر بات او کی گرمی چری کا رنگ شوخ کیسا ملا ہی شمع سے جا کر تپنگ شوخ ای شوخ کیا ہی تیری نگہ کا خدنگ شوخ یہ وقت ہی نکال لو دل کی امنگ شوخ آتا ہی مجھے بلو میں کیا تجھ کو ننگ شوخ کرتا ہی نیک کام کو کوئی درنگ شوخ اپنے دواؤ کو تو لگا ایک سنگ شوخ</p>		<p>گو سر بسر وہ خوب ہو رکھتا ہے ٹھنک شوخ عاشق میں گرمی ہو تو اوس وصلِ بھو صیب رکتا نہیں ہے سینہ سے گدے ہی دار پار حاضر ہے سر مرا تو ابھی تیغِ آزما آتے ہیں تیسے گھر میں خرابا تی سب جوان کل کرنا ہوا اگر تو مجھے آج قتل کر طفلوں سے دل کا شیشہ بچا یا ہو اب تلک</p>

خونِ جگر سوختہ کیا ہوئے ہر اسے غم
زادہ تو نہ کہہ بدلِ خواباں کے سخن کو
دلِ زلفِ رخِ یار سے بیتاب ہر ازبس
صورتِ جو قیوں کی نظر آتی ہے ہر دم
واعظانہ دلا خوف مجھے حشر کا اتنا
کچھ عشق کا یا حسن کا افسانہ سنا اب

ہے آہِ مرا خونِ جگر بد مزہ و تلخ
ہوتا ہی کہیں قند و شکر بد مزہ و تلخ
ہر زلیت مجھے شام و سحر بد مزہ و تلخ
رہتا ہی یہ جی آٹھ پہر بد مزہ و تلخ
کہہ اور سخن باتیں نہ کر بد مزہ و تلخ
کرتے نہیں یہ حرف اثر بد مزہ و تلخ

حسرت غزل ایک اے بھی کہ سن کی یہ شاعر
ان شعروں کو کہتی ہیں اگر بد مزہ و تلخ

گالی تری ہر گز نہیں شوخِ نکلیں تلخ
گرا دس لبِ شیریں کی تمنا نہ جی میں
اک عمر کٹی نزع میں اب تن سے بچل جا
شیریں دھنواں بھی کرو کام پہ میرے
ناسور کے مانند ہونِ خم اس کے جگر میں
ٹک دیکھو کیا پھول چھڑا کرتی ہیں مسک
ہر طرح سے دشنام کی خواہ سکو ہوئی ہی

پر لگتی ہی مجھ کو یہ تری چین جیس تلخ
ہوجی کا نکلنا نہ دم باز پس تلخ
یہ زلیت ہوئی ہی مجھے اسی جان خیز تلخ
لگتی ہی تمھاری مجھے ہر دم کی نہیں تلخ
ہو جاؤ کسی کی جو سخن ذہن نشیں تلخ
کہہ بیٹھے ہی ہر بات پہ جو شوخ وہیں تلخ
صحبت میں کسی اور کی بولے نکلیں تلخ

حسرت تجھ جو حسرت کہ شیریں سخنی میں

<p>ارشاد کیا عشق نے کچھ اور یہ کہے کچھ جو چاہے ستم کر وہ نہیں ہم کہ جو ہم کو</p>	<p>کیونکر نہ مجھے شیخ کا ارشاد لگے تلخ یہ ظلم تراے ستم ایجاد لگے تلخ</p>
<p>کہہ پاؤں غزل س میں بدل قافیہ حسرت گو تجھ سا کسی کو کوئی اوستاد لگے تلخ</p>	
<p>فرہاد تیرا کام یہ شیریں سے ہوا تلخ تھی وصل کے فرہاد سے سو وعدہ شیریں تھا قند و شکر آہ سخن اوس کے دہن کا اوس چشم میں تھا لطف سوا بقیہ غضب ہے تھا عشق کا انجام تو شیریں اوسے آخر</p>	<p>نہ تیشہ سے نہ جام یہ شیریں سے ہوا تلخ آخری کا پیغام یہ شیریں سے ہوا تلخ اب دیو ہے دشنام یہ شیریں سے ہوا تلخ افسوس کہ بادام یہ شیریں سے ہوا تلخ فرہاد کا انجام یہ شیریں سے ہوا تلخ</p>
<p>شیریں بخوا اور غزل کستا ہوں میں اب بھونہ تم اتمام یہ شیریں سے ہوا تلخ</p>	
<p>فریاد پہ مجھ کو نہ کر د شور نہیں تلخ جو سن کہ ہو سبز خط سبز سے اوس پر صیاد نہ یہ مرغ خوش آواز کرے ذبح</p>	<p>جو شور کہ رقت سے ہو د شور نہیں تلخ افرو دنگ ہوئے سو د شور نہیں تلخ اس کا بھی مل کر نہ کو شور نہیں تلخ</p>
<p>حسرت تو غزل اور بھی صنعت سی کوئی کہہ لیکن ہو ردیفنا میں بھی گوشہ نہیں تلخ</p>	
<p>یہ حرف ہیں غیروں کے اگر بد مزہ د تلخ</p>	<p>صحبت مجھے آتی ہے نظر بد مزہ د تلخ</p>

<p>نہوگا شرع کا نقصان کسی طرح ایسی شیخ</p>	<p>جو چھپ کر مے پئے کوئی کبھی پئے نہ صریح</p>
<p>خدا کو حسن پرستی ہو آپ بھی ہے شوق</p>	<p>جو بھجھوٹا بوا ہے حسرت تو کر لو تم تینے</p>
<p>جورند موی پیں زور آوری نہیں ہو مباح مر ا تو کام نہ حاصل ہو زہد و تقویٰ سے دفا ہوا دس میں تو آپ ہی ہ کر رہی گارحم کسی کو پاس تو تم شب رہ تھے ایسی مشفق یہاں ہی کچھ نہیں اُلفت ہوئی ہو آپیں میں نجاؤں میں تو مردوں جاؤں تو کر دہ قتل</p>	<p>حلال دختر رز ہے بغیر عقد و نکاح بغیر حسن پرستی نہیں ہے میری فلاح کہ فائدہ نہیں کرتا یہ زاری و الحاح جو آئے ننید کرتا ہے ہوا ب بوقت صبح کہ ہیں ازل سے میاں آشنا ہم ارواح اسل میں کہو کیا دوستوں کی ہوگی صلاح</p>
<p>رقیب چاہیں ہیں حسرت کا قتل یونہیں کر</p>	<p>فان فیہ لکل المنافقین خباہ</p>
<p>اس دل کو نہ ہرگز تیری سیداد لگے تلخ کتاب ہے کہ تو ذکر نہ کر ہر گھڑی میرا یاں تک میں تجھے ضبط کروں جانے کے ایسی عشق تیری باتیں سب ہیں لگو خوب صد بستر غم لگتے ہیں میری رگ جان پر غم جان کو دی یا کہ میری دل کو تیں داغ</p>	<p>اور اسکی میاں یوں تجھ فریاد لگے تلخ یہ طرف ہے تجھ کو جو تیری یاد لگے تلخ جو زیت تجھے ای دل نا شاد لگے تلخ خسر و بدل شیریں و فرباد لگے تلخ کیا تیری یہ شتر مجھے فساد لگے تلخ کافر ہوں اگر عشق کی امداد لگے تلخ</p>

برسوں ہوئی نہیں غنم جگہ جنگ میں پیا
دشمن کے دل میں اب جو عداوت ہو بجا
کچھ حرف دوستی ہو تو ہو جنگ و صلح بھی
دست جنوں کو جنگ گریاں سے گونہیں
پائے قریب صلح کی اب درمیان ہے
اغیار مجھ سے لڑتے تھے کوچہ میں تیرے روز
ظاہر تھے منزل میں کسی گئی ہے آہ
شاگرد اب ہوا ہر گمراہ کی بلع کا

بائے کوئی گھڑی تو رہے برقرار صلح
ظاہر میں ہم سے کو کہ کر یہ ہزار صلح
تجھ سے اسیدہ جنگ نہیں درکنار صلح
پر دیکھئے رکھے جو یہ نیشل ہمار صلح
کس بلور سے ہے کی سیاں پائدار صلح
اب کچھ تو یہی ہو کرتے ہیں دار و مدار صلح
جی لڑ کے بھی تو مجھ سے کر لے روزگار صلح
بہ گز نہیں ہر تجھ میں تو جوں غوی یا صلح

کستاہی تو ملوں گا نہ اس سے پر آن کل
حسرت کرے گا آپ کے بے اختیار صلح

نہ جنوں مجھ سے برابر ہر منفعت میں ہی صیغ
نہیں ہر تہ میں مجھ سے تاکو کہ کن وہ ہوا
غرض ادا سے ہی باقی جو حسن دلبر ہے
جناب دوست میں ہی دوستو نیاز قبول
جدا ہر ساری کتابوں سے بحث الفت کی
میراجو حال ہی سوا دسپہ آشکارا ہے
خدا کا جلوہ بتوں میں نظر پڑا میں کہا

وہ استخوان تھا اور پوست میں بنائے صیغ
سراپنا پھوڑ میں ششیر یا رکا ہوں فیض
وہ خواہ ہو وہی صلح اور ہو وہی خواہ طبع
کسی کے پاس ہو زنا ریا کہ ہو تسبیح
نہ آوی گڑھے تو نیش یا کوئی تلاو صیغ
گھڑی گھڑی نکر و اس عیاں کی تم تصریح
تو کیا ہوا بھلازا ہر نہیں یہ حرف قبیح

اور کوئی پوچھے کس طرح حشر کار و زہنئے گا	ہم سدا خواستہ ہو تو جد اکہ اس طرح
پوچھے جو شیخ کیونکہ دل حسرت زار کا لیا	اوسکو بھی تو دکھائے یار ایک اکہ اس طرح
غیر دل سے ٹوٹے ہر مرے رو برو صریح آزردگی تجھے نہیں منظور کس طرح کستا ہر یار غیر کو بھی مجھ کو بھی تو اور بہکا دیا کسی نے جو کھاتا ہے طیش تو چہرہ ہے سُرخ اور ہر عرق ناک مت نکر کس کو کیا ہر زخمی چھپاتا ہے کیوں بتا کیونکہ نہیں ترای پُر آشفتہ اب مزاج دل میں غصہ ہے بھی میں تیرے غم قتل ہے ہلکی ہوئی تو باتیں کری ہے ہر ایک دم تیغ و سپر ہی ہاتھ میں رکھتا ہر اندلوں	کستا ہر دوست اور مراد دشمن ہر تو صریح ہر بات پر تو بگڑی ہے اے تند خو صریح آپس میں یہ لڑائی کی ہے گفتگو صریح معلوم ہوئے ہر تیری تبدیل خو صریح لڑکر کسی سے آیا ہے اے جنگو صریح ظاہر ہے آستین میں تیری لہو صریح آشفہ زلف کے تیری منہ پر ہیں مو صریح آنکھوں سے خون برس رہا ہے اب ہو لہو صریح آتی ہر تیری بات سے خونی کی بو صریح سمجھا ہر تو نے اپنا کسی کو عدو صریح
حسرت کا سارا فکر ہر جان میں ای میان	پھرتا ہر اوسکو ڈھونڈھتا تو کو بکو صریح
دیکھی نہ ایسی جنگ نہ مین زینہار صلح دو چار روز جنگ کو بھی اعتبار ہے	سویار دن میں لڑتی ہو اور سو ہی با صلح پر کیا کہوں کہ جیسی ہے بے اعتبار صلح

رور و تمام رات میں آنکھیں سفید کیں	اسے مستِ خواب دیکھ تو اوٹھ کر سہارے
حافظ کی طرح مستی ہی عالم میں خوب ہے حسرت ہی پوچھتا ہی تو سن کار و بار هیچ	
تجھ پہ مفتون ہیں ایڑی گستاخ گل و صبح جب تو گلشن میں سحر چاہے تو ہوں ایڑی خورشید تابشِ مہر و دنوں ہی کی جاوے گی بہار اوٹھا ہی اپنا نمک آن کے دو جاتے ہیں کھول دو اپنے میاں تو بھی گریبان کو بند بس کہ ہر رنگ تر اس رخ و فیدا و رخشاں گرتی ہیں لختِ جگر سیے گریبان میں بھی	کہ میری لمبوتری ہیں چاک گریاں گل و صبح جلوہ گر خوبی و رونق میں چنداں گل و صبح مستقم جان لے اے بلبلِ نالاں گل و صبح آؤ ہیں غواں گیتی کے جو ہماں گل و صبح اتنی غولی پہ بہت اپنی ہیں نازاں گل و صبح حُسن و تہیے ہر دن رات نمایاں گل و صبح تیری دولت سے ہم یایں بھی ہیں گل و صبح
صبح آئینہ میں اوٹھ کر جو دہ منہ دیکھے ہے دیکھ کر مہو تو ہیں حسرت اور حیراں گل و صبح	
شمع کر ہی جو شب کو لافِ پمہ دکھا کہ اس طرح سرد کو ہو جو سرکشی قد کشیدہ کو دکھا گر کوئی پوچھو تجھ سے جو جانِ من میں کیونکہ بات ہو اور کوئی تجھ سے یہ کہے رات کو دن ہو کہ اس طرح گر کہے کوئی بہشت میں کیونکہ یہ خلقِ جاویدگی	صبح جو نکلتے کر ذرا سینہ کو داکہ اس طرح گل جو دکھا دی پیر ہن کھول قبا کہ اس طرح زلزلہ سیہ کو منہ پہ تو کھول دکھا کہ اس طرح جلدی سے تو نقاب کو منہ سے اوٹھا کہ اس طرح پیار سے عاشقوں کو تو گھر میں بلا کہ اس طرح

<p>گر بے خطا ہوں میں تو مجھے اکے وصل دے</p>	<p>اور ہو گناہ میرا تو دینے سزا پہنچ</p>
<p>القصد اب نہیں ہے ذرا تاب انتظار جس طور جانے پاس تو حسرت کے آپہنچ</p>	
<p>کل جو پہنچی تری آواز مجھے کان کرینچ سخت ہو خوف مجھ دل کی خدا خیر کرے یاں تلک روئے تھے غم میں کہ روتے روتے مجھے کیا پوچھ رہا کیا میں نے کیا تجھ سپتم اب خدا خیر کرے جو نہ چھٹے جیتے جی ساربان محل لیلیٰ کو او دھڑٹک لے چل رور واک شاخ پہ کل بیٹھی ہوئی بلبل زار</p>	<p>آگئی سنتے ہی بس جان مری جان کرینچ آگ پھر بھڑکی ہو اس سینہ سوزان کرینچ نام نم کا نہ رہا دیدہ گریبان کے بیچ تو ہی سڑواں کر دیکھ اپنی گریبان کرینچ بے طرح دل تو پھنسا زلف پریشان کرینچ خاک مجنوں کی بھٹکتی ہی بیابان کے بیچ حسرت اس شعر کوڑھتی تھی گلستان کرینچ</p>
<p>وا ترے فصل خزاں سیر نہ کھیا گل کو اور ہی رنگ ہوا باغ کا اک ان کرینچ</p>	
<p>جوں شمع رات بھر تو کیا انتظارِ صبح پیری میں دیکھنا یہ جوانی کی غفلتیں وعدہ خلاف آپ ہی کہیں کب تلک ہوں جی میں ہو دیکھ چاک گریبان صبح کا صبح است ساقیا قہے پُر شراب کُن</p>	<p>پھر ہو گئے تمام ہوئی جب دو چار صبح خمیازہ شب کی مٹکا دکھا دے خارِ صبح آنکھوں میں رات کاٹ کر اُمید وارِ صبح کیجے تمام جیب و گریبانِ شامِ صبح لیکن شتاب ہو کہ نہیں اعتبارِ صبح</p>

<p>بے نالہ اگر ہوئے سید دل یا کہ جگر ہیچ اول تو نہیں پھرتا تے کوچے سے کوئی بے نام و نشان حُسن کا جلوہ ہے سراپا دیکھا ہی نہیں جاتا کسی طرح تیرا حُسن ہوتا نہیں سرسبز میاں نخلِ محبت مکن ہی نہیں قول کو ہوا و سکر قرار اب</p>	<p>در نالہ بھی نکلا تو کوئی اوس سیرت ہیچ اور آیا بھی پیغام براپنا تو خبر ہیچ پایا جو دہن ڈھونڈ کی ہم نے تو کمر ہیچ دیکھی بھی اگر کوئی جھلک میں تو نظر ہیچ اور سبز بھی رو رو کے کیا میں تو شمر ہیچ جو کبھی گیا شام کو وعدہ تو سحر ہیچ</p>
<p>مانندِ نگین کچھ نہیں ہے پاس تو حسرت بایم و دل و حسرت دیدارِ دگر ہیچ</p>	
<p>آنکھوں میں دم تھا سو بھی چلا یو فنا ہیچ کافر اگر صنم ہے تو آمانِ رام کو گر بے وفا ہی قتل ہی کرنے کو آیہاں وہ صاف مجھ سے ہی تو دلِ صاف سے تو آ اگر سستِ عہد ہی تو اوٹھا گامِ ناز سے اگر دل میں کین ہے تو ہو خوش رہ دیکھ کر اگر شرم اپنے قول کی ہے تجھ کو آپ آ گو ہم سے کچھ غرض ہی تو مطلب کو اپنے آ جاں بخشی کرنی ہو مری تو اگر مریاں</p>	<p>آنا اگر ہی تجھ کو تو جلدی سے آ ہیچ وہ ہے تو دیندار تو بہرِ خدا ہیچ اور با وفا جو ہو تو برائے خدا ہیچ اور جو خفا بھی ہی تو زورِ روئے ریا ہیچ اور چپت و تیز گام ہے مثلِ صبا ہیچ اور مرہبان ہی تو برائے دعا ہیچ اور جو نہیں تو خلق سے کئے حیا ہیچ اور کچھ نہ کام ہوئے تو بڑے مدعا ہیچ اور دلربائی ہو تو بہ ناز و ادا ہیچ</p>

سیدھے ہو دیں سب شہانِ تاجدار
تو نہیں کرتا ہے سیدھی ایک بات
طاقِ بتخانہ کا گوشہ دار ہے
زلزلت و ابرو اور شرکان و نگہ
پشت میں جب خم پڑا کیا زندگی
بر نہ آسکے کبھی سے ایک کی
ٹپڑے ٹپڑے اوکے یوں شرکان ہیں آہ

پھر کلمہ کو کیجیو اک بار کج
کیا یہ خلعتی ہے تری گفتار کج
تیرا قبلہ بھی ہے اے دیندار کج
سب یہ کج ہے تسبیحِ یار کج
گر پڑے جیوت ہو دیوار کج
جمع یاں اب تو ہوئے دو چار کج
جیسے ہوئے خبیہ خو نخوار کج

آسمان سے راستی حسرت نہ چاہ
کج روش ہے چرخِ ناہنجار کج

اگر سچ مچ ہے یارو یار کا کوچ
نہیں کچھ توشہ دل کو ساتھ کر دوں
فغان و آہ فریادِ جس ہے
دل عالم اور جانِ بنگاہ
کسندِ زلزلت سے سب شہرِ کرصید
جہاں تک ہو سکے تو رو لے بلبل

تو ہے اب میری جانِ زار کا کوچ
اگر ہے آج ہی دلدار کا کوچ
مگر ہے گا دلِ افکار کا کوچ
عجب ہے اس سپہ سالار کا کوچ
چلا ہمراہ لے عیار کا کوچ
خزاں سے ہے گل و گلزار کا کوچ

ذرا رخصت کو آ حسرت کی اب تو
تیرے ہے طالبِ دیدار کا کوچ

<p>دیکھئے اب ہووے زلیت کیونکہ ہمای جب کہ مرونگا میں ہو کے بیکس و تنہا درپئے جان ہوگا دمدم الم ورنج آہ کریں گے یہ میرا غم الم ورنج</p>	
<p>آنکھوں سے تو دیکھیں غول بہا مری حسرت اتنا قلم سے نہ کر قسم الم ورنج</p>	
<p>کچھ میرے قتل کو نہیں بعدہ کی احتیاج ابن تیغ سے برائی ہے اکثر کی احتیاج جو رنخ اوں سے ہوئے شکر کی احتیاج سرتن پہ بارہ نہیں افسر کی احتیاج خوش ہوں بدین شربت میں نہیں کی احتیاج یاں گنہ غم ہوں دل میں نہیں زر کی احتیاج دریا ہوں میں مجھ نہیں گوہر کی احتیاج نہ دست و پاکی اور نہ پیکر کی احتیاج</p>	<p>بس ہی تری مرہ نہیں خنجر کی احتیاج ابروں ٹکشا شاہ مرے قتل کو بھی کر زر تو نہیں پہ جان سرا و سپر تار ہے شاہان مالدار سے کمد و گدا کرتیں جاسا کنان شہر کو پیغام دو مرا منعم کو سینچن مرا پہونچا دے اب کوئی ہر ایک اشک میرا درشا ہوا رہے جوں بونے گل چلی یہ سب بار جاں ہوئی</p>
<p>ہو علم سینہ میرے تین علم شعریہ حسرت نہ ہو کتاب نہ دفتر کی احتیاج</p>	
<p>بیشتر ہو تیغ جو ہر دار کج جس طرح افی کی ہو رفتار کج سخت قاتل ہے نگاہ یار کج</p>	<p>کیوں نہ ہووے ابروئے دلدار کج زلف کھاتی ہے تری یوں پیچ و تاب قتل کرتی ہے تجھے تر بھی نگاہ</p>

<p>مردت ہوئی کہ قید میں ہستی کی بند تھما کتا ہو تو کہ جان سے عاشق کو مارے گھڑیوں کا کیا شمار کروں اسی شبِصال</p>	<p>ہو دیگی غلصی مجھے روزِ ازل سے آج واقف ہو ہی ہیں ہم تو میاں اس مثل سے آج پر ساری رات کم ہو کچھ ایک پل سے آج</p>
<p>حسرت مجھ ہے رشک کہ کیوں دل وہ لے چلا جاویگا اسکے بریں نہیں بغل سے آج</p>	
<p>پایا ہی اندلوں نہیں جاتا ترا مزاج کتا تھا میں نہ تجھ کو کہ مت دیکھ آئینہ سمجھا رہا میں تجھ کو کہ مت دیکھ اپنا حسن میری طرح مزاج ٹھکانے نہیں ترا جس طرح سے مزاج مرا سب سے تھا جدا دیوانہ آخر اپنے پہ تو آپ ہو گیا میرا مزاج بد تھا کہ پھر تا تھا خوار میں کتنا مزاج تھا ترا اپنی تراش پر</p>	<p>سچ کہہ کہ تیرے ہاتھوں سے اب کھو گیا مزاج دیکھا نہ تو فی یار کہ کیسا پھر ا مزاج آشفۃ تیرا کتنا پیارے ہوا مزاج اپنے مزاج سے تو نہیں آشنا مزاج پیدا کیا ہو تو نے بھی سب سے جدا مزاج جیسا پھر اتھا دیکھ کے تجھ کو مرا مزاج تو گھر سے نہیں نکلتا یہ ہو گا برا مزاج بہتر ہوا کہ آپ ہی ہوا مبتلا مزاج</p>
<p>اللہ چاہے تو کرے مقنون یوں تجھے حسرت کے تو مزاج سے ہوا آشنا مزاج</p>	
<p>راست کہیں اب نہ بھولیں ہم الم ورنج یار تو اب دے گیا ہمیں غم و اندوہ</p>	<p>دل سے عاشق کے ہوئے کم الم ورنج ہمیشہ کرے گا یہ کیا ستم الم ورنج</p>

<p>تو ہی بتا دے بخشش ہر بار کا علاج نگرے ہو آج تو نہیں انکار کا علاج کنے لگا کروں ہوں میں بچار کا علاج بن خوں لئے ہوا کنے نہ آزار کا علاج</p>	ق	<p>ظالم تجھے مناتے مناتے تو مر گئے کل ہی کہا تھا آتے کو یاں سب کر دبر کو چپ میں اپنی دیکھ کے مجنون عشق کے جلا دہی کہاں یہ سبھی خوں گرفتہ ہیں</p>
	<p>حسرت ہزار دروہیوں سی جائیں پر عیسیٰ سے بھی نہو غم دلدار کا علاج</p>	
<p>جیسا ہوا ہی تیرے زمانہ میں ابد علاج گر یہ رواج ہی تو میاں ہی عجب رواج رکھ پاسِ حسن کچھ نہیں یہ ذرا ب رواج پاؤں نہ کوئی چیز یہاں بسبب رواج ظالم نہ نام دور ہو پھر پڑے جب رواج جب تو پسند کر لے جہاں میں تب رواج اک تازہ ملکِ حسن میں کر دوشِ رواج</p>		<p>اتنا تو بیوفائی فرمایا تھا کب رواج جو رستم بغیر نہیں تیرے شہر میں کینہ نہ دشمنی میں نہ یاری میں لطف و مہر کچھ تو ہی لطف عشق میں جو ہر رواج عشق مشہور گر کرم سے تو اپنے نہیں یہاں ای شاہِ حسن بندہ نوازی کی رسم کو گہ پیچ کھا دوزخ لگائی مرغ کرے عتاب</p>
	<p>حسرت سی مین کہا تیرا حسرت ہی نام ہے کنے لگا کہ پاؤں جہاں میں لقب رواج</p>	
<p>کیا کیسی اور بھی ہو تر حال کل سے آج ای مرگ چھوٹ جاویں بھلا اس خلل سے آج</p>		<p>کل تک تھا دروختِ امجدِ اجل سے آج رہتا ہی مرگِ زلیت کا نہ تشبہ آگہیں</p>

جو تم ساہو بی تو دوا تم چیت ہر اوس پر نہیں گھول کر کتے حال تم باتوں کو ظاہر ہے	نہیں تو تم نے پایا اس قدر آزار کس باعث جناہِ عشق کی بس کرتے ہو تکرار کس باعث
غمِ الفت نہین نکو تو حسرت کی طرح پیارے بھلا اب اشتیاق نہ پڑھتے ہو اشعار کس باعث	
بھکھو بھاتی ہو اوس کتاب کی بحث واعظا ذکرِ ہجر و وصل ہے یاں بلبلین کر رہی ہیں گلشن میں یار سونے میں گو کہ جنگِ تمھارات دیوے گا جبرئیل کو الزام مدعی قول و فعل سے تیرے میں تو خاموش تمھارے دشمن	پہلے ہی جس میں ہو شراب کی بحث کر نہ بخشش کی اور عذاب کی بحث تیرے ہی ناز اور عتاب کی بحث معتبر کچھ نہیں ہے خواب کی بحث گریہ ہے شوخ بے حجاب کی بحث لاکھ جاہل نے انتخاب کی بحث تو نے اب مجھے بے حساب کی بحث
پڑھ کے حسرت کا شیخ نے دیوان کہا اس میں ہے اضطراب کی بحث	
تیری ہی چیم سے ہو دل زار کا علاج حسنِ ملیح دیکھ کے بھراؤ زخمِ دل اوسکے قدم کی خاک ہی آنسو کی گشت صیاد آب و دمانہ چھٹا تیرے صید سے	بیمار ورنہ کیا کرے بیمار کا علاج تھوڑا سا ہے نیک دل افکار کا علاج یہ طوطیاں ہیں دیدہ و خوبار کا علاج ہے ذبح کرنا ایسے گرفتار کا علاج

مبتدل ہو گیا رنگِ گلِ خسارِ کس باعث
 خدا ناکردہ کیا تجھ کو بھی آسیبِ خزاں پہونچا
 لگی اسی قہرِ تجھ کو بھی ہوئے عشقِ جوں قمری
 ہو ادل میں گذر شاید تیری سیلِ محبت کا
 ابھی تو گل سی بھی نازک ہے آپ ہی دشمن بر تو
 نہیں دیکھی اگر کچھ درد کی صورت تیرے دل فی
 اگر غم ہی نہیں تو آشنا تو سچ بتا مجھ کو
 مبارک ہوئے تجھ کو لالہ بے داغ داغِ نو
 خلافِ وضع سو تیری مجھے معلوم ہوتا ہے
 ہم اور تو دونوں انبتل ہو بیٹھیں گے رلِ باہم
 ایسی تھا عشق جو تجھ کو ہوا آزار ایسی
 ایسی غم تھا کہ جس سے لگے ہی تھی لگ سینہ میں
 ہوئے جب مبتلا تم تب ہماری بلیسی جانی
 خدا کی قدر میں ہیں دیکھنا تم کو نہ ملنا تھا
 نہایت آپ کو عیار ہی تم تو سمجھتے تھے
 ہمارے آہ و نالے پہ تو سوا بتیں بناتے تھے
 بتاؤ وہ بھی تم سا بیوفا ہی یا نہیں کیا ہے

مے گلرو ہو انو مثلِ بلبلِ زار کس باعث
 نہیں اوس ناز کی پر اب تر اگلزار کس باعث
 دم سزا ندنوں بھرتا ہی تو ہر بار کس باعث
 نظر اتا ہی غم کا چشم میں آثار کس باعث
 اٹھائی تو فی ہے ظالم جانِ خار کس باعث
 ہوئی بیمار دار اب نرس بیمار کس باعث
 مرے غم کا ہوا ہی آن کر غمخوار کس باعث
 چھپاتا ہی ہمارا تازہ ای دلدار کس باعث
 اکیں عاشق ہو تو کرتا ہی بھرا نکار کس باعث
 جو ہونا تھا ہو کر تا نہیں اظہار کس باعث
 و گر نہ ہم پہ تھے زلیت سے نیز کس باعث
 نکلتی ورنہ دل سے آہ آتش بار کس باعث
 تمھاری آگے ہو تو ورنہ ہم لاچار کس باعث
 تمھاری دل میں اب ہی حسرت ویدار کس باعث
 دیا دل ویسے ہی عیار کو ای بار کس باعث
 بتاؤ تم کو دم لینا ہوا دشوار کس باعث
 بیاں کرتے نہیں کچھ ایسا کہ اب طور کس باعث

<p>رحم کب آویز او سے ہے وہ جفا کیش نہیٹ ہیگا اپنا ہی گرفتار بداندیش نہیٹ سب کو ایذا دی عزیز و تم خویش نہیٹ تو پسین ولق بنا صورت درویش نہیٹ غم سادی کا نہیں ہے یہ کم و بیش نہیٹ</p>	<p>ذبح کر کر بھی وہ ایذا سے نہ در گذر لگا جھکو کیا ہو کہ میں ہوں دہڑی ایذا اُس کے جو رہیگا نہ تو اتنا نہیں کرتا ہے ستم فیل سونی تیری اے شیخ سمجھتے ہیں ہم کم سے کم تیری وفا جو رستم پیش سے پیش</p>
<p>روزیے یار کی خدمت میں مجھ کو حسرت ہر صیبت مجھ اس وقت میں در پیش نہیٹ</p>	
<p>کام کیا ہم سے میاں کرتی ہو فیہ جنگ عبث جب غرض کچھ نہی تم کو ہی یہ ننگ عبث جی میں رکھتی ہو مرے قتل کا آہنگ عبث عرصہ کیوں لیت کا اپنی کڑوں تنگ عبث جب غرض کچھ نہی دل میں ہی رنگ عبث میری بیٹیاں عبث آپ کا نیرنگ عبث شیشہ دل پہ لگا کر ہو مرے سنگ عبث اُس کے تم صبر کا منت پہ ہو رنگ عبث</p>	<p>جب محبت ہی گئی صلح عبث جنگ عبث نیکناموں سے ملو تم مری بدنامی سے جاؤ تم باندھو پھرو اور ونچا اب تیغ و پیر جان جھکو بھی عزیز اپنی ہو کشت بدینوں تم کو کیا مجھ سے بھلا او مجھ کو کیا تم سے میرا دل پاس مری آپ کا ناز آپ کے پاس ہو چکی ہوئی جو تھی پہلے ہی سب دل شکنی دل ہی ایجاں یہ جب ٹوٹ گیا ٹوٹ گیا</p>
<p>پاشنہ نہیں حسرت جو یہاں نہیں آتا لیک دل ٹوٹ گیا معذرت لنگ عبث</p>	

پہونچو کی جو دی اوس شمع کو تا قاصدین فہمت

وصل ہو عیش کی آمد ہو مگر آج کی رات
دل دشمن میں جگہ اپنی کرے گا جا کر
لب ہو لبریز مرقمہ شادی سے
دماغ کی صحبت دیرینہ گئی سینہ سے
رشک بدر آج مر و گھر میں ہونیکا خیر سے
در بدر درد ہوا دل سے نکل کر میرے
زہر کی چاشنی چکھے گا بہت کام رقیب
بخت بیدار سے بیداری گئی آنکھوں کی
آہ و نالہ کو نہیں حکم کہ لب تک آوے
خون دل کی جو غذا تھی سو ہو اوس سے پرہیز
کوچ کرتا ہے الم درد کی اب رخصت ہے
بے خبر یا میری لینے خبر آیا ہے
کل کو کیا جانی صحبت یہ یا نہ رہے

صبح کو پھر وہی حسرت ہو وہی لشکر غم

کوئی تاراجی نہ بچتا ہے یہ پر آج کی رات

نیش عقب ہو جگر دوزخ نیش نہیٹ

اوسکے برگشتہ مژہ سے یہ دل ریش نہیٹ

سوزش دل غمیری اور بھی افزود کسے
یہ وہ ہوا کہ اک پل میں جلا دی دُہیاں
دیکھ تو آئینہ میں کون مقابل ہے ترے
جان میں آمری ٹک اور مجھ سے نزدیک
ہم غریبوں کو ذرا حق میں تو کر لطف و کرم
شیشہ ریزی جو ہو منظور تو اسے شیشہ کرو

سرد ہے گویا بثر مرہم کا فو بہت
آگے ٹھہرا تھا تجلی کے تو اسے طور بہت
اپنے ہی حُسن پہ تھا یار تو مغرور بہت
چشم میں گو تو سایا ہی یہ ہے دُور بہت
حق تعالیٰ نے دیا ہونچھے مقدور بہت
دل کے ٹکڑے مے لجاؤ کہ ہے چور بہت

کوئی جیتا نہیں حسرت سا میں دیکھا بیمار
کیون کہ ان آنکھوں سے دیکھے ہیں میں بچہ بہت

تو کتا ہو کر پاس آؤں گے پاؤں کیں فرصت
کیسا کا نام کر نقشِ شک سینو میں تو اپنے
بجھتا ہو کہ یاں سرِ شمع کا کس واسطے کاٹا
دکھا دیوے اسی دم تو کو فریاد جس اسکی
خدا جانی کہ کیا طوفان آدو سائے عالم میں
ہم اور وہ دونوں ٹک لکے تہنائی میں چاہیں
قدم تو دوسرا بھی رکھو اپنے آستانے پر
چمن میں کوئی دم ٹپ چیتے ہم بھلیں گل کو

میاں کیا عاشقوں سے تجھ کو ایک دم کی نہیں فرصت
فلکِ فدی ہر اتنی تجھ کو مانند نگین فرصت
نہیں رونے کی تجھ کو امدادِ اندکین فرصت
جو پاؤں ایک لڑکی بھی یہ جان خیز فرصت
اگر اشکِ رواں کو دی یہ میری اتنی فرصت
نہیں دیتا جو فرصت آسمان کے ایزدین فرصت
جو لیندو لیے سجدوں کے ذرا میری جہیں فرصت
اگر دیو ہیں صیاطِ عالم کی کیسے فرصت

بھی تری تمام ان ترک تازو کی ہوئی حسرت

<p>وہ گوہرِ بحر سے لایا میں جب کیوں مشقت کر وہ بازِ آشنائی سیر کرتا میں جسے دل بھر وہ آہو جسکے تیش میں نے کیا تھا رام ہی ظالم</p>	<p>کرے ہیں اور اسکی گرمیِ بازارِ یاقسمت ہوا وہ اور کے جا ہاتھ کا اب یارِ یاقسمت شکار اور دل کا جا کر ہو گیا یکبارِ یاقسمت</p>
<p>وہ کینی جسکو میں خونِ جگر ہر دم پلاتا تھا وہ حسرتِ غیر کے ہو جامِ سرشارِ یاقسمت</p>	
<p>مجھ کو روتے ہی گزری ساری رات دھدے کی گھڑیاں گنتے دن گذرا زلزلے میں کیونکہ دل کو ہو آرام چاہتے ہیں خدا سے مرگ مری کسی دشمن کے بھی نصیب نہ ہو دن تو کھتا ہے شغل میں لیکن گھر میں میرے چراغ سے روشن وصل کی شب نہ پوچھ حسرت سے</p>	<p>ہجرت کی کیا بلا ہے بھاری رات اور گئی کرتے دم شمارِ رات کرے بیسارِ بے تدراری رات سُن کے ہسائے آہ و زاری رات جیسی تجھ بن گئی ہمارِ رات درد دیتا ہے خرم کاری رات یار کی چشم تھی خمِ راری رات کتنی رکھتی تھی پائنداری رات</p>
<p>دوہیں آیا وہ بس دوہیں دیکھا کہ ہوئی صبح ایک بارِ رات</p>	
<p>فی المثل گر چہ پیسہ ہر شب دیجو بہت دلِ ظالم جو شاکت تو جو اوس نہ جائے</p>	<p>ہو تھے ہجرت کی شب اس سے بھی بے نور بہت موزی ہوتا ہے دلاخانہ زنبور بہت</p>

ہوں مریضِ عشق تیسرینِ غریبِ بنوا ہوں	تو ہی لبِ کمرہ مجھے تو نہیں کچھ دوا کی قدرت
	یہ نصیر حکیمِ جاناں کبھی اس زبان تک آوے سو نہیں ہوا آہِ حسرتِ مریدِ عا کی قدرت
حسرت دنیا ہے جائے حسرت گریا درکھا اسے تو بہتر براؤے کب آرزو ہماری لے جاوے جگر پہ ایک دوداغ اے کاش کہ چرخِ ہموں دیتا کم ہووے نہ جی سے مرتے مرتے ہم ہوویں فنا اگرچہ تو بھی	حاصل نہیں یاں سوائے حسرت اور بھول گیا تو دائے حسرت پیدا ہوئے ہم برائے حسرت جو کوئی ہو آشنائے حسرت سوزِ خمِ ستم بجائے حسرت دیکھی میں عجب وفائے حسرت ممکن ہی نہیں فنائے حسرت
	اک وصفِ خدا کا جوں بستا ہے اس طرح سے ہے بقائے حسرت
ہوا اوروں کا وہ گلِ رونقِ گلزارِ یاقسمت وہ غنچہ جو کھلایا میں تھا آبِ چشم سے اپنے کیا جس نخل کو میں سبز اپنا خونِ دل دیکر وہ نرگسِ چشم کے پردوں کا جس پر میں کیا سایہ وہ آئینہ جسے سیاہِ دل ہو میں کیا روشن	ہوا حاصل نہ کچھ ہم کو بغیرِ خاریا قسمت ہوا وہ اور ہی کا زینتِ دستا یا قسمت ہوا اوروں کی ہی قسمت میں اوس کا یا قسمت شفا پا تو ہیں اوس سے اور ہی بیمار یا قسمت کئے اور اوس نے پیدا طائرِ بیا یا قسمت

<p>کسی فوج کہا حسرت کی سن باتیں لگا کنے وہ آتا ہو کر گیا بات دانائی کی یہ صورت</p>	<p>مرہر بند ہی بانڈی نے فریاد کی صورت گیا بس آپ ہی جو وقت تیری یاد کی صورت کہ آیا دیکھتے ہی دام میں صیاد کی صورت خدا کو واسطے آبن کے توجلا دی صورت یہ دیر اندہ بنا ہو حنائے آباد کی صورت لکھے کیا ہو گئی کچھ اور ہی ہزار کی صورت ابھی دیکھی نہیں مجھے تم ایجاد کی صورت نہ نکالے آہ کیونکر دیکھ کر شمشاد کی صورت</p>	<p>نہ تنہا جوں جس ہی اس دل نشاد کی صورت کوئی دم ہوش میں ہوتا ہوں میں نیاں کج بخت عجب اسلوب سے پیل ہوا ہی صید ہی ظالم اجل مشتاق ہوں پیدا رکاتیری کہاں تو ہی غم و اندوہ و رنج و درد معشے ہیں دل میں تیری صورت کا نقشہ دیکھ کر کھتا تو تھا لیکن فلک ایجاد تو کرتا ہی ہر دم ظلم پر اوس نے کسی کا قیروزوں یاد آتا ہی مجھے دل سے</p>
<p>تجھے غم سے جو کچھ صورت ہوئی ہی یا حسرت کی نہوگی آہ ایسی قیس اور فرہاد کی صورت</p>	<p>سو ہاں قریب مسکن کی اب خدا کی قدرت نہیں سبب جاتی ہیں نہیں بلا کی قدرت سُوین دیکھتا نہیں ہوں کسی آتش کی قدرت میری جان لیوے اوس بن نہیں کی قدرت تو ہی کہہ بھلا یہ ہو گی دل بتلا کی قدرت</p>	<p>پھر ہو جا کے اوس گلی میں نہیں صبا کی قدرت تیری زلف ہی ہو جو کہ سیہ کسے جہاں کو کے شوخ تند خو سے ہر حال زار جا کر کر ہی قتل ہو ہی ابرو نہیں تو نگاہ او کی کسی اور دل رہا سو یہ لگا لگائے آنکھ جا کر</p>

<p>گر دیدگی و دل کی تجھ ہے اگر خیال کرنا ہمارے دل کو پریشاں جو ہونے تجھے پامال کرنا خون ہمارا جو ہونے تجھے</p>	<p>مشکل نہیں یہ امر تک اپنی وفا کو سوئپ تو زلف کو ٹو سوئپ کہ با و صبا کو سوئپ تو اپنا پاؤ کوئی گھڑی تو حنا کو سوئپ</p>
	<p>حسرت وہ شوخ گر نہیں رہتا کسی طرح جانے دے اب خفا نکرا و سکودا کو سوئپ</p>
	<p>ہو اسب جسم آئینہ تماشائی کی یہ صورت ولے دیکھا کچھ حیرت سے بینائی کی یہ صورت</p>
<p>نقطہ عمر انور دی جنوں ثابت نہو مجنوں تو جتنا آپ کو کھینچے ہو دل پر تاب ہوتا ہے کہے ہو حشر کے دن ادو دوں گا داد خواہوں کی جنوں ہم جی چکے خار سیا باں اسقدر وافر کہا ہرگز نہ اوس نے خاک افشان دیکھ کر مجھ کو پہونچنا تجھ تلک شوا اور دل نہ نہیں سکتا اوٹھا دوسرے نہین اوکر ہا گھر میں وہ اپنے کوئی بیمار دار اپنا نہیں جو درد بٹ جائے بلائے جان بلبل وہ گل رعنا نہ ہو کیونکر</p>	<p>گریباں چاک ہ ہوتی ہو سودائی کی یہ صورت تیرا ناز اسقدر اور میری رسوائی کی یہ صورت نکالی ہو بھلی ہنگامہ آرائی کی یہ صورت الم یہ آبلوں کا دشت پیمائی کی یہ صورت کہ صد افسوس ہو گئی میرے شیدائی کی یہ صورت توانائی کی وہ حالت شکیبائی کی یہ صورت وفا میری وہ کچھ اوس شوخ ہرجائی کی یہ صورت الم کی آہ یہ شدت ہر تنہائی کی یہ صورت مزاج اس مرتبہ میں شوخ رعنائی کی یہ صورت</p>

<p>ہرگز نہیں ہر لعل میں یہ رنگِ ہنگ یار عاشقِ کشی کی اب تو تیرے ہاں ہر دھوم دھام جو تجھ میں حسن ہے کہاں یوسف میں آئے تاب پر دے میں تو لئے کئی دل تو نے چھین جان</p>	<p>رکھتے ہیں جو کہ نامِ خدا تیرے آب لب شاید ہوں تجھے ہم بھی میاں کلمیا باب کستی ہے خلقِ بیہودہ کو بے حساب سب میں خوار میرا مانگے گا ساتی کباب کب</p>
<p>رکھتا ہوں لاٹھ طرح سے بینِ دلِ گمروک وک حسرت اب اسکا دور کر رہی اضطرابِ رب</p>	
<p>بتاؤ کوئی تو ملاقات کا ڈھب فسانہ غزل شعر قصہ کہانی ذرا لطف کرو وہیں دل چھپین لینا جو ہم بوسہ مانگیں تو منہ کو نہ موڑو جو آؤ تو آؤ نہیں واہ واہ ہے لگا چھوڑنا شیخ دو چار پیچھے</p>	<p>لگے ڈھبِ دن کا تو کچھ رات کا ڈھب کسی طرح اوس سے بنے بات کا ڈھب نکا لاہری اچھا مذا رات کا ڈھب یہی خوب ہے جانِ خیرات کا ڈھب کہ ہم نے رکھا ہے مساوات کا ڈھب تجھے یاد ہے کیا کرامات کا ڈھب</p>
<p>لگانا جھڑی دودھ ہفتہ کی حسرت یہ سیکھا ہے آنکھوں نے برسات کا ڈھب</p>	
<p>دل ہے اگر بساط میں اک آشنا کو سوئپ ای دلِ عبث کر رہے تو اندیشہ رقیب کیوں تیغ کا تو بار اٹھاتا ہے دوش پر</p>	<p>ورنہ قہرِ جاں متاع ہے تو دلِ ربا کو سوئپ اوس کو تو عصمت اور او کی حیا کو سوئپ یہ کام میرے قتل کا اپنی ادا کو سوئپ</p>

<p>دہن تیرا عجب حیرت فزا ہے جئیں مُرنے ہلا دیوے توجہ ہونٹھ نہیں مکن مری جو بوسے پاوے لگا دے لب سے میرے جامِ لبریز حلاوت یاد کر کے تیرے لب کی نہ لب کو کاٹ دانتوں سے غضب میں</p>	<p>کہ غنچہ رہ گیا کر میرے وال لب سیچا ہیں ترے نام خدا لب کہ رکھتے ہیں سدا آپ بقالب اسی کو کہتے ہیں ساقی لبالب میں اپنے چاٹتا ہوں بارہا لب کجا دنداں کی سختی اور کجا لب</p>
	<p>یونہیں بوسہ کی حسرت میں مروں گا کہ اب جاں دل سے آپہونچی ہو تالاب</p>
<p>بے تابیاں تو کیا ہیں دل زار سے عجب اوسکا جمال خواب میں بھی ٹانگھے دکھائے کر دیوے اب تمام جہاں کان لعل کی کوثر کی جو اُمید پہ چھوڑے یہ جامِ مے وہ ابرو آج میری طرف کل ہی اور سمت ناصر میں مستِ عشق ہوں تیرے ہرزہ گوہر کیوں</p>	<p>بے رحمیاں ہیں پر مری دل دے سے عجب لگتا ہی مجھ کو دیدہ بیدار سے عجب کیا ہی یہ میری چشم گہر بار سے عجب لگتا ہی شیخ مجھ کو تو سینہ ار سے عجب مت جانو بیوفائی کو تو ار سے عجب بیودہ بولنا تو ہی ہشیار سے عجب</p>
<p>حسرت کے دل کو ایک نگہ پر نہ چھڑے اے یار کم دلی ہی خریدار سے عجب</p>	<p></p>
<p>تجھ بن ہے ہر دل پہ تو ہر روز تاب تب</p>	<p>پر غیغیب ہے نہیں آتا ہی خواب شب</p>

<p>تیرے کوچے سوا دیگھی نہیں راہ سماتا ہی نہیں سینہ میں یہ دم ہوا ہے دم بھی لینا بار اس پر مٹائی میری ہستی غم نے یاں تک فریبِ حسن سے میرا تو حسرت</p>	ق	<p>تو ہی بستا کہ مین جاؤں کہاں اب کہاں تک مین کروں ضبطِ فغاں اب یہاں تک ہو گیا دل ناتواں اب کہ باقی کچھ نہیں نام و نشان اب یہاں تک دل ہوا ہی بدگماں اب</p>
		<p>خاک و رشک سے مین خون کر دوں یہاں تک دل ہوا ہی بدگماں اب</p>
<p>شبِ ہجر لے گیا یہ مرا صبرِ تابِ خواب یوں روتے روتے سو گیا ہدم تو کس طرح تیرے حضور نیند مجھے کس طرح سر آے پیری کی صبح جب ہوئی روشن کہاں نیند پیاسے جو ساتھ ہونا تو پھر منہ چھپانا کیا سونا بھی اور جنگ بھی کرنا یہ زور ہے زباں کو زہر دہو ذکر و وظیفہ ہے نت ہمیں</p>		<p>یا اوسکو ساتھ دل تھا اور عیشِ خوابِ خواب یہ بھی کہیں ہوا ہی کہ چشم پر آبِ خواب تو نے کہیں سنا ہی میاں اقبالِ خواب گذری شبِ جوانی و عہدِ شبابِ خواب کچھ بھی وضعِ خوب ہو کہہ تو حجابِ خواب رکھتا ہی طرفہ لطف ہر اک دم عتابِ خواب چنگِ رباب شاید و بنگِ شرابِ خواب</p>
		<p>آتی ہے مجھ کو نجات کی اس نیند پر ہنسی حسرت کہیں سنا ہی کہ حالِ خرابِ خواب</p>
<p>سنا میں رکھتے ہیں تیرے شفا لب</p>		<p>مرے بھی واسطے اپنے ہلا لب</p>

<p>نجانوں دونوں میں کچھوائے حبیب جواب گور سے سُن لیجیو مرا لبتیک یہ زندگی مری کس کام آوے گی یارو نہ تیغ یار سے گردن پھر اول میں یارب نہ سمجھوں اپنا کسی کو قریب رشک سے میں وہ خواہ قتل کرے خواہ میری جاں بخشے</p>	<p>کہ ہوں میں عاشق دل خستہ گداؤ حبیب جو میسے کان میں پہنچی کبھی صداؤ حبیب یہی بھلا ہر کردن جان کو فداؤ حبیب کہ عین لطف سمجھتا ہوں میں بھلاؤ حبیب وہ میرا دوست ہے جو ہو ورنہ آشناؤ حبیب کہ مرگ و زلیت پہ نختار ہے رضاؤ حبیب</p>
<p>نہ کھوئوں اپنی میں غوثِ صل کو حسرت بھلی ہو غیر کے الطاف سے بھائے حبیب پتنگ شمع کے صدقے ہو بلبلیں گل پر اگر ہے قتل ہی منظور اسے تو اسے یارو بہشت کی مجھے ترغیب دی اسے واعظ گلی میں جانے سے اسکی نہ منع کر ناصح</p>	<p>خدا بھی گرنے دیا ردی بجائے حبیب وہ ہی رضا ہے ہماری جو ہو رضاؤ حبیب کوئی کسی پہ فدا ہو میں ہوں فداؤ حبیب تمھاری پیچھے سے کیوں نہ پھری گی راضے حبیب کسی کی مجھ کو تمنا نہیں سوائے حبیب کہ کیا کرے جو نجاوے وہاں گداؤ حبیب</p>
<p>ہمیشہ تجھے وہ کہتا تھا مر کین حسرت ہزار شکر پذیرا ہوئی دعائے حبیب</p>	
<p>نہ پوچھو جو رکا اپنے بیاں اب نہیں ممکن یہاں راحت مگر آہ جُتیا کر لوٹک آنکھوں میں تُم اشک</p>	<p>نہ کھلو او میاں میری زباں اب بنے اور ہی زمین و آسماں اب تو کانوں سے سُنو یہ داستاں اب</p>

<p>تجس نظر ٹپے ہی مجھے کچھ یہ گھر خراب نستیل شک ہے مری چشم تر خراب اے آہ سب جلا کے کیا دل جگر خراب بیدار طرفہ ہو کہ نہوے نگر خراب کیس کیس کو اب کرے گا تو بیدار خراب</p>	<p>جب کہ تیرے وقف کیا میں اپنا دل پانی میں گھر بنائے جو کوئی سو کیا رہے آنکھوں کو کھویا اشک کے شعلہ نے آہ کے شہریتاں میں درد نہیں ظلم و جور کے منظور تھی جو میری خرابی سو ہو چکی</p>
	<p>حسرت کہیں ہی ٹھور ٹھکانا تر ابھی آہ پھرتا ہورات دن تو دو اڑی کہ صر خراب</p>
	<p>بات کا گو نہ دے وہ ماہ جواب لیک دیتی ہے وہ نگاہ جواب</p>
<p>حرف کا اوس کے دے یہ آہ جواب خواہ خط لکھ دے مجھ کو خواہ جواب آپ مانگے گی یہ سپاہ جواب دیوے کیا اب یہ عذر خواہ جواب کج کلاہی سے کج کلاہ جواب</p>	<p>دو بد و کب رقیب سے ہم ہوں قاصد اک بار جا تو اوس کے پاس شہ خوباں تو خط کو آنے دے پوچھے ہے تو کہ کیوں ہوا عاشق دیوے ہے قبلہ کی کجی کا شیخ</p>
	<p>عفو سے اوسکی جائے ہے حسرت یہ میرا نامہ سیاہ جواب</p>

مجھے خوف ہے بل نہ جاوے چمن
مصیبت بہت کس پہ ہے آ تو ہم
ہم اور تُو یہ گوے اور میدان ہے
اثر گل پہ کرتا ہے کس کا سخن

قیامت ہے آتش زباں عندلیب
کریں اپنا اپنا بیاں عندلیب
کہیں آ تو اب داستاں عندلیب
مرے ساتھ ہو شعر خواں عندلیب

جو حسرت کے نالوں کی تو ہے حریف
تو چل اب کریں امتحاں عندلیب

اوروں کو لطف ہم کو ہر تجھے تم نصیب
مجنوں کے گو نصیب میں غم تھا تو نام ہے
ہم کو ملانہ اور بجز کوہ و دشت کے
اکسیر بھی نصیب میں کتنوں کے ہو گئی
تو ای فلک کا سہ گدائی کا دے ہیں
اک ہیں بیاں کہ جن کہ ہے فرمانروا قلم

تو کیا کر رازل سِ میاں ہم ہیں کم نصیب
ہم کو فقط جہاں میں ہو اور دو غم نصیب
بتجانہ ہے کسی کو کسی کو حرم نصیب
ہم کو ہوئی نہ آہ وہ خاکِ قدم نصیب
اک وہ بھی تھے کہ جن کو ہوا جامِ حرم نصیب
جز اپنے استخاں نہو ہم کو تم نصیب

حسرت نہیں ہو شکوہ غرض اپنی نخت کا
پر مدعا یہی کہ یہ لائے ہیں ہم نصیب

ہم ہو کے سب جہاں میں میاں در بدر خراب
آتے ہیں تیرے در پہ یہاں سے نکر خراب

<p>چُختے ہیں اوس کے سینہ میں دن راتِ افکار مجنوں بھٹکتا کوہِ دیبا بان میں ضرور بوسہ دے مجھ کو گر مجھے کرتا ہے ذبح تو نرگس نے ہو کے گور سے باہر نکالا سر اک بار کہہ دیار سے مطلبِ دلِ حریف</p>	<p>بلبل کو جب سے ہر گل و گلزار کی طلب ٹٹکے کچھ اپنے دل میں جو ہویار کی طلب دیتے ہیں وقتِ قتل گنگار کی طلب آخر گئی نہ دیدہ بیدار کی طلب خوش لگتی نہیں کسی کو تو ہر بار کی طلب</p>
<p>حسرت میں کفر و دین کتے سے چُھٹ گیا خواہشِ سب سے کی ہے نہ زنا کی طلب</p>	
<p>تجھ بن ہی اِطرح سے مئے دل کو اضطراب یہ طرفہ ہے کہ قتل کو دل بے قرار ہے گر بعدِ مرگ بھی تو نہ آوے قرار پر ناصح کہا جو تو نہ کہ حسرتِ مرے کئے</p>	<p>ہوتا ہی جسطرح کسی بسمل کو اضطراب نہیں قاعدہ یہ ہو کہ ہو قاتل کو اضطراب تو حشر تک رہی گا مری گل کو اضطراب ہوتا ہی اب زیادہ مئے دل کو اضطراب</p>
<p>کیونکر نہ اضطراب ہو مجھ کو خب نہیں ہوتا ہی زخمِ سینہ سے گھائل کو اضطراب</p>	
<p>غنیمت ہے جو دم ہے یاں عندلیب سامت اسی باغباں باغ میں نہ گلشن میں گل دوست نہ باغباں زباں اوسکی جل جائے میری طرح</p>	<p>کماں پھر یہ گلشن کہاں عندلیب کوئی روز ہے میماں عندلیب بناتی ہے کیوں آشیاں عندلیب کرے ٹٹک جو آہ و فغاں عندلیب</p>

بول اوٹھتے تھے خروں سحر مرغ چمن
آج ظاہر نہیں اون میں علامت کوئی
ایو فلک چال میں کیوں تیری ہوا فرق اس را
دیر کیوں اتنی لگائی ہو سحر کرنے میں

ق کرنے لگتی تھی نسیم اپنا گذر آخر شب
سو گئے گم ہوئے سب یا گئے مر آخر شب
رہ گیا پھرنے سے تو آج مگر آخر شب
کیا مجھے قتل پہ باندھی ہو کمر آخر شب

شام حسرت مجھ پر ٹپتا ہے آج
زندگی او کی نہیں آتی نظر آخر شب

آہ میں نالاں نہیں دردِ نہانی کو سبب
مرگ کا اکثر گنا کرتے ہیں درد رکھیں یار
شمع فی اس بزم میں کی کل باں اپنی دراز
سو گواروں کی نظر سرگرمی جاوے ورنہ تو
خاک یاں کی سیر کیجئے یہیں فرصت کہ جو
نامہ بردل سے نہیں بہتر کوئی پر تجھ کئے
کیا مجال او کی کہاں تو اور کہاں یہ غبار
اپن لب تو دوا کر لے خندہ زخیم جگر

درد جو دیکھو سو میں اس زندگانی کو سبب
دم جو لو سکتا نہیں میں نا تو انی کے سبب
میں جلا اور کچھ نہ بولا بڑبانی کے سبب
آبرو چشم تھکوں نشانِ فشانِ کے سبب
سروٹھادیں ہم بلا کر آسمانی کے سبب
اوسکو بھی پہچانہ میں نے بدگانی کو سبب
لگ چلا دامنِ تیری مہربانی کے سبب
چرخ دے گا لاکھ غم اس شادمانی کو سبب

خسرت میں حسرت کر سینے پر کئی ہو دیگر داغ
واں اوسے پہچانیو تم اس نشانی کے سبب

کھوتی ہو نور چشم کو دیدار کی طلب

موسیٰ نہ کر تو جلوہ دیدار کی طلب

<p>ق کرنے لگائیاں میں اپنی مصیبتوں کا کا مریار تو ہے پامال ان سرفرامتوں کا سینے میں تھا وہ رہنا تجھ کو فراغتوں کا ظاہر ہے حال تیرا سب کی کدڑوں کا حاصل ہوا ہر شمرہ ان سچ و محنتوں کا شایق ہر رات دن وہ تیری اذیتوں کا حسرت بیان سُن بادی کی شرارتوں کا</p>	<p>اک روز وقت پا کر کوچے میں اوسکے جا کر دل کو کیا مخاطب اوس زمین نے پوچھا اک بات تجھے پوچھوں گراست تو بتاؤ اب اس سو تو نکل کر یا خاک پر پڑا ہے ظالم بتا تو مجھ کو کیا تجھ کو عشق میں ہاں یہ میں جانتا ہوں جس کا ہر تو ستم کش کہتا تھا یہ میں دل سوا کو سنا سنا کر</p>
<p>سُن سُن کے غیر سے وہ یوں مسکرا کے بولا کیا اس کو جھینکنا ہی طالع کی شامتوں کا</p>	
<p>آج کچھ بھی نہیں آتا رسمِ آخرِ شب دور کرتا تھا سدا نورِ قمرِ آخرِ شب ایک دن کرتے ہی جلتے تھے سفرِ آخرِ شب رہ گئی میرے جلانے کو ٹھہر آخرِ شب جانا اوٹھ جاتی ہی لے دیدہ تر آخرِ شب غیر معمول جلی شمع دگر آخرِ شب آخر ش نور کا پیدا ہوا اثر آخرِ شب ہوتی جاتی ہی کچھ افز و دو بہر آخرِ شب</p>	<p>کل سہیل فلک آیا تھا منظرِ آخرِ شب صبح اس شب کو نہیں در نہ طلوعِ غورِ شب انجم ایسے نہیں رہتے تھے نمایاں گاہے اب سرکتا نہیں تارا کوئی گردوں سے مگر انتہا شب کی بھی ثابت نہیں شمع کو میں سو ہوئی شمع بھی آخرِ ہنوی رات آخر کیسی ہی رات ہوتا ریک جہاں گھٹنے لگی اے شب ہجرِ ہر شام سے تاریکی تری</p>

<p>اپنی یاروں سے کہا تم نے کہ پوچھو لو کا حال اس کو بخش تم سمجھنا مت سناؤ تھی مری</p>	<p>ضعف سی کچھ میں نہ بولانا تو ان زار تھا پر نہ نکلا حرف منہ سے اس میں میں لا چار تھا</p>
	<p>لب سے کہہ تو بھی تو حسرت کی شفا کے واسطے دیکھ آیا ہوں میں گل و س کو بہت بیمار تھا</p>
<p>مرنے سے حال سارا معلوم ہو رہے گا لاتے ہیں رنڈ بھکوات کھینچ میکدے میں ہوتے ہیں قتل عاشق یا غیروں نگہ سے آؤ کنساریں تم آؤ تو کیا مزا ہو وہ جام ہی محبت نشہ ہے جس کا قاتل بزمِ بتاں میں کس کی دیکھو جو چشمِ خونی آئے ہو جان لینے یا دل ادھر تو آؤ اگر غمِ دل و جگر ہی سیتے اس سے جس پر اک قافلے کو لے کر نکلا ہی اشک یارو</p>	<p>سب جھوٹ بیج ہمارا معلوم ہو رہے گا اے شیخ استخارا معلوم ہو رہے گا جید دھرو ہے اشارا معلوم ہو رہے گا ہر بار کا کنسارا معلوم ہو رہے گا اب کے نہیں دوبار معلوم ہو رہے گا قاتل ہے جو ہمارا معلوم ہو رہے گا سب بدعات ہمارا معلوم ہو رہے گا تیرا ہے اب اجارا معلوم ہو رہے گا سینہ سے جو سدھارا معلوم ہو رہے گا</p>
	<p>منج سے نگہ سے لب سے ناز و اداسے پوچھو حسرت کو دل کا چار معلوم ہو رہے گا</p>
<p>مطلب نہیں ہے شکوہ ان بزمِ روتوں کا ہر اشک ہی وہ قاصد ہے جسکے پاس دفتر</p>	<p>حسرت مجھے ہی رونا اس دل کی حسرتوں کا تیری شکایتوں کا میری حکایتوں کا</p>

گاہ وعدہ وصل کا ہر گاہ غمِ قتل ہے
آہ ملکِ عشق کی کیسی ہوا ناساز ہے
یاس کے باعث تمناسی اٹھایا ہنسی ہاتھ
داغ کا امی سینہ تو روشن کرے ہر کیا چرغ

آہ وہ ظالم قیامت و وفوں پیدا ہوا
خود بخود دل میں مے در در و پیدا ہوا
تو سمجھتا ہی اسے صبر و سکوں پیدا ہوا
کب دلِ گم گشتہ زلفِ آہ یوں پیدا ہوا

دیکھے کس طرح سے حسرت ہو جینے کی طرح

سب یہ کہتی ہیں مرضِ اس کو زبوں پیدا ہوا

کل مجھے اوس شوخ سے جو درد کا اظہار تھا
دل جگر سینہ نگاہ و چشم و ابرو سے ترے
تیرے تیرے لیا بوسہ تمنانے مری
کیوں کیا منع اوس کو میرے قتل سے اے دوستو
داغ میں اتنی سرایت ہو زیادہ گر منو
عشق کا وادی ندیکھا آہ میں کم از عدم
با سے میرے باعث اوس کو مشغلہ پیدا ہوا
جس نے لطف و سکا کہا میں دو بین لار و گاہ
پھر حمن میں جلوہ فرما گل کی کچھ دیکھو سے سیر
دلِ زخوباں کی ہوں میں جانِ ہی آخر دین
غیر کے بس رو برد ہو ہی وہ تیرو نہیں

کیا کہوں گریہ کیاں ہر یک پسِ دیوار تھا
جس کو دیکھا سوئی ہی شکل سے افکار تھا
بر لبِ زخمِ جگر اوس کا لبِ صوفار تھا
اوس سپاہی زادے کا میرے پہلا وار تھا
جب قدم سینہ پر رکھا بس جگر کے پار تھا
جس کا سبزہ دو و خیز اور ابر آتش بار تھا
ورنہ مدت سے یہ چرخِ کینہ جو بیکار تھا
پہلے میرا بھی اسی صورت سے ظالم یار تھا
دیدہ بلبُل میں ہر اک گلِ بزرگ خار تھا
بتِ پرستی کا کچھ اس کا فر کے تئیں آزار تھا
ٹٹک دھرتو دیکھو سپاہی ہم سے کیا اقرار تھا

<p>آتشائی سہزاروں بار ہم آتے ہیں یوں بعد مرنے کے مرے اگر لگا وہ پوچھنے کس گھڑی دل شعلہ رویوں سے لگا کیا جائے</p>	<p>ایک باری توجہ آیا بے طلب کیا ہو گیا یاں جو رہتا تھا میاں اک جاں بلیت کیا ہو گیا آہ سینے میں لگی آتش یہ کب کیا ہو گیا</p>
	<p>عاشقی میں تو فحشتر خود کو جو کھو یا ہی یوں کیا خرابی کی ترانام و نسب کیا ہو گیا</p>
<p>سہوا قلم سے شکوہ جو تیرا قسم ہوا اے باغباں ستانہ نہیں کیا ستم ہوا اک گھونٹ بھی گلے سے اوترتا نہیں تے طوفان میرے رونے سے آیا کہ چرخ پر پھر آج بی طرح سے تڑپتا ہوا دل مرا اتنا بھی کب روا ہے ستم مجھ غریب پر</p>	<p>وہ ہیں زبان چاک ہوئی سر قلم ہوا گروا چین میں غنچہ دل کوئی دم ہوا ساقی نہیں تو اس کے بنا جام جم ہوا خونِ جگر سے دیدہ خورشیدِ خم ہوا میں جانتا ہوں دردِ مئے دل سے کم ہوا عاشق کوئی ہوا تو میاں کیا ستم ہوا</p>
	<p>حسرتِ تیرے ہجر میں رورو کو جان دی بزرگم اسکے مرنے کا تجھ کو بھی غم ہوا</p>
<p>موسم گل میں کئی دن جوشِ خوں پیدا ہوا سراٹھا دیں کیونکہ عاشقِ زانو زاندا وہ سے جب چھینا مسکرا کر دل مرا اس شوخ نے کوئی صورتِ غم زدوں کو قتل ہو نیکی نہ تھی</p>	<p>رفتہ رفتہ پھر تو اک خاصہ جنوں پیدا ہوا بی بیچوں پھر چین میں سرنگوں پیدا ہوا اک نیا بخیر کو دل کی فسوں پیدا ہوا بے کسوں پر تیغ زن یہ چرخ دُں پیدا ہوا</p>

<p>کہ شستی عہد کی سیر لئے بھی ہو شعراؤں کا سوکتیاں ہو عاشق ساتھ اک مہ پائداروں کا نہ دیکھو رنگِ شکِ بلبلِ نالال دزاراؤں کا ایکے وضع پر کیونکر نہ ہوئے پھر مداروں کا تو وہ معشوق ہی یار ویسی ہی کار و باراؤں کا کہ جوں شبنم نہو جاؤں فنا ہو کر چاروں کا ترپتیا ہی ہے جو روزِ محشر تک شکاراؤں کا تو کچھ ریگیاں ہی سہی ہو فردوں شماراؤں کا ولے دیدار آنکھوں نہ دیکھا ایک باراؤں کا سولب پر ہر قرۃ چشم میں چھپتا ہی خاراؤں کا ہوا حاصل نہ پراس کونصیبوں میں کناراؤں کا</p>	<p>رو لیج بیوفائی اس لئے ہے اہل عالم میں نہیں جو حسن کرتا خوب رویوں سے وفاداری چہن میں گل کو ہوا کن میں پڑھ کرگی حاصل وفائے عمر ہے معلوم اور او کو عمر کہتے ہیں دلِ عاشق کا جب ہے بیوفائی شیوہ عاشق سے دکھاتا نہیں وہ خوشی اس لئے مجھ کو حال اپنا نہیں آتا اوٹھانے ذبح کر کر مجھ کو اس خاطر گہوں وہ ساعتیں جو انتظار او کو میں گذری ہیں گیا جوں چشمِ نرگس ان آنکھوں کا حیرت سے تو قہقہی وہ گل دی کا طراوت چشم کو میری گر اویل ہو کر ٹکڑے چشم سے اس جیب میں میرے</p>
----------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------	-------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------

تسلِ وصل کو فردوسی جنکو دے رہا تھا میں

جو ادسنے ہجر میں رکھا تو حسرت اختیاراؤں کا

آگے کیوں ملتا تھا مجھے یار اب کیا ہو گیا
میں اگر عاشق ہوا تجھ پر غضب کیا ہو گیا
مر گیا جو تجھ بنا میں تو عجب کیا ہو گیا
ای مجھے خوں کہ تو اب تیرا ادب کیا ہو گیا

ناخوشی کا تیری خاطر کو سبب کیا ہو گیا
قہر تو مجھ پر نہ کر شاہوں سے ملتے ہیں گدا
میرا جینا ہی تجب تھا تیری فرقت کو نہیج
تو ارادہ دستِ بلوئی کا دم بسمل نہ کر

<p>تری آنکھوں فرجادو کر کے جستی کر دیا ظالم کسی سے وعدہ کر کے ن کا دودن میں کوئی آؤ جو کہتا ہوں تیرے دیکھے سویتا بی ہوئی دل کو</p>	<p>تو ہی کہہ رہا ایسا ہی مجھے دیوانہ دیکھا تھا قیامت پر کبھی میں وعدہ فردا نہ دیکھا تھا تو کہتا ہی کہ اپنے دل کو جا سمجھنا نہ دیکھا تھا</p>
<p>چلے ہم تو پر اپنا نقش دل میں کر چلی تیرے کے گاجی میں تو حسرت سا بھی شیدا نہ دیکھا تھا</p>	
<p>گیا جو اسکے کوچ میں سو دل یا جان کھو آیا نہ ٹھہرا نہ وفائی کے بدبخت میں اک دم بھی بہا ای شمع تربت پر مری آنسو کہ شہرہ ہو سمجھ لے ابر سے اولا لہ توکل باغ میں مرو ڈراتے ہو بی دل چھین لینے سے سویاں کیا ہی نہ دل آیا نہ دلبر ہی مری خاطر تسلی کو مراد دل صک ہی ہو جاتا ہی بس سستی ہی ظالم</p>	<p>مے تو سامنے قاصد کے میں ماں سی ہو آیا کماں خانے سے اوس برو کو دل پتیر جو آیا کسی کی خاک پر اک خوب رو جا خوب رو آیا لہجے بیٹھ کر میں باغ اپنی دل کے دھوا آیا مر اتم کیا کر کے ای میاں حاضر ہوں لو آیا کوئی کہتا ہی یہ آیا کوئی کہتا ہے وہ آیا جو کوئی کہتا ہی مجھے صلح پر وہ جنگجو آیا</p>
<p>کماں دل کماں ہم کماں وہ آرزو حسرت ملا جی خاک میں شجے تو کیا حاصل کہ دو آیا</p>	
<p>قیامت کو نہ مرنے جاوید ہر گنہگار اوسکا قرار آسماں کم ہی چلے ہے مختلف چالیں زمانہ بھی نہیں اک رنگ پر اوس عہد کی خاطر</p>	<p>کرے ہی صبح محشر نہ تو نسی انتظار اوس کا کہ تا اک روز تا اک شمع پورا قرار اوس کا کہ نیرنگی ہی اوس کی تاجاوی اعتبار اوس کا</p>

تُو تو حسرتِ اپنی غزل میں سچ کہ بڑا ہی کام کیا

بُھلایا عشق کی وحشت نے جو دیکھنا نہ دیکھا تھا
کیا ہی مجھ کو دیوانہ ہو ہوں سب سے بیگانہ
ہوا معلوم سب احوالِ عاشق کو دلِ جہاں کا
خدا جانے کہاں تھی عقل جب میں دلِ یا او کو
کہے ہی ہر کوئی کیا ہو گیا اب تجھ کو دیوانے
ہمیشہ ہنشینِ دیوچار اپنے ساتھ رہتے تھے
مجھے اب کچھ کرتے ہیں یوں سب یا را کہیں
قسم کھاتی تھے ایمان کی مے دیندار سب ملکر
یہی کہتا ہوں ہر دم ہاتھ اپنی لے مل کر
بدنِ پرانے ہیں ترگاں پہ ہیں نختِ جگر و بھیکو
کہے چشمِ سحرِ دل تو زلاکھوں رنگ کھلائے
تجھے ایک دیکھتی ہی ہو گیا ہو بل اے قاتل
کہے گا اور کیا برباد رکھو گا کہ میں نے بھی
بلا وقت نہ کئے تھے نظر مجھ کو زما نے میں
کرو ہے دوستی میں جب تو بیرحمیاں ہم سے
خدا جانے کہ دل لیتی ہی اب کیا ہو گیا تجھ کو

سبھی آبادیاں دیکھی تھیں اک صحرائے کھیتھا
ستم اس عشق کا دیکھا تھا پر ایسا نہ دیکھا تھا
سنا کرتا تھا میں پر ابلک شیدا نہ دیکھا تھا
کسی نے دور نہ میرا کام تو بیجا نہ دیکھا تھا
کبھی یوں ہم نے تجھ کو خوار اور سزا نہ دیکھا تھا
کسی نے سب سے بڑا مجھ کو یوں تنہا نہ دیکھا تھا
اسے ہم نے کبھی غلجیں نہ دیکھا تھا نہ دیکھا تھا
کسی نے پوچھتے بت مجھ کو جو ترسا نہ دیکھا تھا
تراکیوں جلوہ ان آنکھوں نے بھی جان نہ دیکھا تھا
کوئی نخلِ حسنِ یوں چھوٹا پھلتا نہ دیکھا تھا
وے یہ قہر تو ای دیدہ بیسنا نہ دیکھا تھا
بتا تاکہ نے بھی دیکھا تھا او کو یا نہ دیکھا تھا
تصدقِ شمع پر ہوتے کبھی پروانہ دیکھا تھا
لیکن یہ قیامت میں قد و بالا نہ دیکھا تھا
یہ پیچہ دل کبھی ہم نے تو دشمن کا نہ دیکھا تھا
وگر نہ اس قدر بیرحم دل تیرا نہ دیکھا تھا

بہاریں ہم کو بھولیں یاد ہوتا کہ گلشن میں
 نکلنے کی جی نہ کی تھی اوسکے آنے تک
 نہیں معلوم کیا تھا جو سحر تک شمع رویا کی
 اجل منت تری کیا ہو وہ ابرو جب کچھ تھے
 وفا سمجھا تھا میں پریل کو لیتے ہی وہ ٹھہرا

ہوا البریز جامِ زندگی جو وقتِ احوست

راہ بھلا ہکو بہکایا عقلِ ذریہ کیا کام کیا
 باغ میں جا کر تو نے ظالم حسنِ قد اور عارض کے
 گل چھوٹا گلزار چھٹا گلزار چھٹا اور ہم وطن
 دل و ریا مالِ بَدِ دین کہ رہیں کچھ باہنیں
 لیس و مجنوں بکر ہیں تیرے چاکر ہیں محمود ایاز
 گاہ سفیدی بخت کی دیکھی چشم کی گاہ تاریکی
 ناز و کرمِ حسنِ واد اسب جی وہ رکھتا تھا سپا
 کام و زباں سو گوشِ صدراں تک وہ آگاہ نہیں
 کافرو مومن گبر و مسلمان کلمہ پڑھیں ہیں اس بیت کا
 لطفِ محبتِ ہر دم و خوبی ہر اوس ظالم میں

گریباں چاک کر ڈکا بھی اک ہنگام آیا تھا
 وفا کی عمر نے ورنہ بڑا الزام آیا تھا
 کچھ اپنا حال پروانہ سُنا نہ شام آیا تھا
 اوی دم سے ہمیں تو دمگ کا پیغام آیا تھا
 جو دیکھا تو غرض کو اپنی وہ خود کام آیا تھا

دریغ اوس وقت میں ساقی پلانے جام آیا تھا

پھوٹے وہ جو منزل پہ و نھوں نے کب جا آرام کیا
 گل و بلبلِ شرادِ قمری سب کام تمام کیا
 تجھ کو ملا صیاد سو کیا آباد جو تو نے دام کیا
 جب کہ دیکھی تیری صورت سبکے تئیں میں سلام کیا
 عاشق اور موشق کو تو تو ایک نگہ میں غلام کیا
 شام کو یوں میں صبح کیا صبح کو میں شام کیا
 اپنی وہ گھر جس گھٹی نکلا یا کہ گلی میں خرام کیا
 رازِ نہاں کو میرِ عزیز و کسے جہاں میں عام کیا
 اوسو بخانوں سحر کیا کیا جس کے سکورا م کیا
 اوسو قافلِ فاعل میں لیکن اوسو بدنام کیا

قائم سودا در دلقین میرا کی غزل ہو خوب دے

<p>رحمِ امی آنکھو کہ جتنا تن میں تھا خوں ہو چکا بھیج دوا و سکو یہی نامہ کا مضمون ہو چکا کیوں کہ سمجھاؤں اسو اہل تو مفتوں ہو چکا جو ر ظلم اس خستہ دل پر خدا افروں ہو چکا</p>	<p>لختِ دل آنے لگے اب اشکِ گلگوں ہو چکا اشکِ خونی سے مہر اک پر نے پر خط کھینچ کر ناصرِ تدبیر پیش از فتنہ لازم تھی جگھے تو ہی کرا نصاف کوئی کچھ نہ بولے تا بکے</p>
<p>حسرت اب یوانگی تیری ہی کا ہے دورِ دور دن گئے فریاد کے اور دورِ مجنوں ہو چکا</p>	
<p>دلا سچے تجھ کو کرنا تھا اک عاشق نہو نا تھا تیری قسمت میں مہنا تھا یہی قسمتِ رونا تھا فسون تھا سحر تھا عجا رب تھا جادو تھا ٹونا تھا یہاں تاشیاں میں خار خوں ہی کا بھپو نا تھا لگی ہر چشم بدو ورا آنکھیاں تو کس کو سونا تھا نہیں یہ دل بھی اقلیمِ وفا کا ایک نا تھا</p>	<p>تلف ہونا تھا جی کھونا تھا گھڑنا ڈونا تھا کوہِ گل شبنمِ باغ میں دُنوں تھی ہم لیکن کما ہونٹوں میں ہیں کالِ دسوی کچھ دزل لیا گیا تھا وہ روویں فرشِ گل کو ساتھ پہلو بگڑ کر تھے میاں تم سو گئے آئے تھر شب کو نیند کے ماتے کسی کی بیوفائی سے ہوا سمار ہے ظالم</p>
<p>پھنسا یا تو فزِ حسرتِ دل کو اس چاہِ رنخاں میں مراجی خوش ہوا ایسی ہی جا اسکو ڈونا تھا</p>	
<p>سڑ پیسے سے ابھی دلو مجھے آرام آیا تھا یہ ساری عمر میں تجھ تک ہمارا کام آیا تھا ابھی صیادِ لیکر اس طرف کو دوام آیا تھا</p>	<p>خدا حافظ ہو کیوں محفل میں اسکا نام آیا تھا فلک ایک دم بھی تھو وصل کی شب کو نہ ٹھیرایا سزاوارِ اسیری ہوئے اے بختِ ہم بارے</p>

<p>بن لئے جی کے بجاو گیا یہ دل سے ہرگز طاقت صبر نہیں نامہ برابر اس سہ بہت برگ گل حبیبی طرح چشمہ میں ہوتے ہیں رواں کہہ رہا میں مجھے کہنے کو نہ مانا دل نے تجھ بنا زینت ہر شکل مجھ لے یوسف وقت آس ہو آنے کی کس کے جور رہا ہے باقی پچھتے شمشیر سپر کیا تو بتاتا ہے رقیب</p>	<p>گھر کیا غم نے مجھے سینہ سوزان میں آ کیا جواب او نہ دیا کہ مجھے کان میں آ لختِ دل ہونے لگے دیدہ گریبان میں آ آخر آشفہ ہوا زلف پریشان میں آ گا ہو گئے تو میرے کلبہ احزان میں آ جوں جباب ایک نفس دیدہ حیران میں آ گرا راہہ ہی تجھے جنگ کو میدان میں آ</p>
<p>غیر حسرت نہیں یاں کوئی یہ ہے کلمہ حق جلوہ گر آپ ہو صورت انسان میں آ</p>	
<p>تو نے جو منہ سے کہا میں فرمنا اور مننا منع جب کرتے تھے ہم تب تو نہ مانا اے دل میں نہ مانوں کہ میرا حال زبانی تو کہے جور و ظلم اوسکے تو سب تھے ہی پر ایدل تو نے کل کسی نے جو کہا مڑتا ہی عاشق تیرا ق کہ تو حسرت کہ تری جان یہ کیا حالت ہی</p>	<p>پر مر انجشیوا سے یار کہا اور مننا اب پشیمان ہو کیوں غم اوسے جا اور مننا قاصد الاف نکر تو نے کہا اور مننا اوس تنگوار کے جور و نکامزا اور مننا ہنس کے غیروں کی طرف کہنہ لگا اور مننا ہر گھڑی ہنسنے تیرا اور دنیا اور مننا</p>
<p>کل جو مل آئے تھے تجھے تو نہ تھا کچھ اور آج عالم سے میاں حال تیرا اور مننا</p>	

<p>بالیں سو میے اوٹھکھیں جلد سچی اوٹھکھیں احوال میرا دیکھ کے کہتا ہے ہر کوئی وہ سنگدل ہو تو کہ تجھے رحم ہی نہیں پتھر ہے ایکسا و سکا ہی دل ورنہ دوستو تنکو کسی کے مرنے کا غم کب ہواے بتاں</p>	<p>عیسیٰ سے بہ نہویہ مرض اور دو اتو کیا اوس کو نہیں اصل بھی عزیز و شفا تو کیا دشنام بھی نہ کبھی منہ سے دعا تو کیا بیگانہ مجھ پہ روتے ہیں سب آشنا تو کیا جیتے رہو جہان میں تم میں مواتو کیا</p>
<p>حسرت مجھ کو یقین ہے وہ یاں سے جائے گا</p>	<p>اک آن در بھی من جہاں میں جیا تو کیا</p>
<p>کہنا بڑا کسی کو پیارے نہ تھا ابھلا گونہ کی جہاں میں بُرائی کسی نے کی اوی شاہِ حُسن ہم سے گدا کو جو خوش کرے اک روز مشفقوں نے مئے اوس سے جا کہا اب اوس کو چھوڑ غیروں سے کرتا ہی احتلاط آخر تو چلا ہی کسی پاس راہ میں ورنہ تھے فراق سے وہ بکیں و غریب</p>	<p>لیکن تمھارے بس میں ہوں کہ لو بڑا بھلا آخر مال کا ربھلے کا ہو ابھلا دنیا میں اور دین میں ہوئے ترا بھلا حسرت بھی تھا کبھی تو ترا آشنا بھلا اتنا بھی تو میاں نہیں جو روجھا بھلا اوس کو بھی دیکھنے کو چل اوی ہو فابھلا رورو کے جان دیوے تو کیا ہو بڑا بھلا</p>
<p>کہنے لگا کہ میری بلا سے اگر مرے ایسا دوانہ وحشی عزیز و مواتو بھلا</p>	
<p>وایے قسمت کہ پھنسے گوشہ زندان میں آ آہ کے شعلہ و ٹھیں کیوں نہ مری سینے سے</p>	<p>گلِ فوجِ جیش کیا بزمِ گلستان میں آ عشق نے آگ لگائی ہی مری جان میں آ</p>

کیا اسکو ہو گیا جو یہ ایسا اُچھٹ گیا

دل اوس کی نیلے کا مارا نہ جئے گا
جو دم کہ میں جیتا ہوں غنیمت ہی مرجان
بوسہ جسے دے لب کا وہ ہرگز نہ مرے گا
بد حال مجھ کو دیکھ شگوں لینے گئے یار
وہ ماہِ خفا مجھے ہی بین کیونکہ جیوں گا
افعی جوڑے کچھ نہیں چارا نہ جئے گا
جو کوئی موا پھر وہ دوبارا نہ جئے گا
ابرو سے کیا جسکو اشارا نہ جئے گا
افسوس کسی نے یہ پکارا نہ جئے گا
جس شخص کا پھر جائے ستارا نہ جئے گا

ڈھارس جو مجھے یار بند ہا تو ہیں عبث ہے
حسرت جو کوئی جینے سے ہارا نہ جئے گا

غیر کو عید کے دن تو نے ہم آغوش کیا
چشم ہی تیری صنم یا ہے کوئی جا دوگر
بسکہ جو غم کے سبب لاغری و ضعف کال
یار کو کوئی دن میں گرفتار آتی ہے
روزِ در سے میں دیکھا اک صدا سنکے مری
جس کو ہم بزم وہم آغوش تھو تم اے مشفق
سال بھر شک سے مین خونِ جگر نوش کیا
جس نے اک جامِ اک خلق کو مدہوش کیا
جس نے دیکھا مجھے مجنوں کو قرا موش کیا
کیونکہ سوداؤ مرے دل میں اچھ ش کیا
شمعِ محفل کے تین آپ نے خاموش کیا
سچ ہی بتلایئے کید صرا سے روپوش کیا

ہم نہ کہتے تھے کہ حسرت تو نہ مل خواہاں سے
تو نے دیوائے کسی کا بھی سخن گوش کیا

اتنا ستم بکر کوئی عاشق ہوا تو کیا
ظالم بتا گناہ مراد دل دیا تو کیا

ہوا گل پانی پانی دیکھا ہر شک چمن تجھ کو مجھے ہر نزع اوس بن اور تو باتیں بناتا ہوں موت بھی جی نہ تھا باقی کہ آیا یا ریا لیں پر مجھے کہتے ہو جا اور کل کا یوں پر تلطف ہو تیری لب کے ہلائی سے جو پایے جی نہ ٹھٹھائیں جہاں تک ہر ملت ہو کی راہ میں ڈر ہو جہاں کو لوگ ہیں سو بھی نخل لب جو ہیں	نہیں شبنم عرق ہر گل کے چہرے پر نہامت کا بھلا یہ بھی کوئی ہنگام ہو ناصح ملامت کا عزیز و حال مت پوچھو مگر طالع کی شامت کا یو نہیں لازم ہو شفق خوب تھی بھلا مت کا منو تا معتقد ہر گز مسیحا کی کرامت کا لگراک شربندی میں کو چہرے سلامت کا کھڑکی ہیں پر بھر دیا نہیں کیسے ہتھامت کا
-------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------	--------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------

ہمیشہ پیشوا رہنا ہر گز ہر مغناں حسرت

نہیں زہار لازم شیخ کو دعوی امامت کا

دل چھن گیا کہ آہ کلیجا بھی کٹ گیا جو تیغ اوس نے مجھ کو لگائی سو غیر کو مدت کے بعد یار جو آیا سفر سے کل نٹ بازی تو کرے سو ہم جاتی ہیں جان ناز و ادا و غمزہ و ابر و قرہ نگاہ آہ لے خزاں تو باد ہے یا تیغ آبدار کیتنا ہی یار تو تو جھٹکتا رہا اوسے	برچی نگہ کی لگتے ہی بس دم اولٹ گیا جتنا بڑھا تھا دل میرا اتنا ہی گھٹ گیا آگے بڑھا میں ملنے کو پیچھے وہ ہٹ گیا آنے کا وعدہ کر کے اوی دم پلٹ گیا کس کس کے سامنے ہو مراد تو پلٹ گیا گلشن میں ہر شجر ترے آتے ہی چھٹ گیا دامن سے پر غبار رہا رالپٹ گیا
-------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------	---------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------

حسرت نہ بلوغ و دل خوش آدمی نہ کوہ و دشت

وعدہ کیا تو تھا کہ میں آہنگا کل کے دن	آیا نہ وہ تو آج کا دن ہی گزر گیا
ہرگز نہیں دلدار میرا یا ر کسی کا نیرنگ تو اوس کا نہیں آتا ہوں بیاں میں اس رونے پہ اے ابر تو کیوں بہکا ہوا اتنا گر جاوے تُو اے بادِ صبا پاس کسی کے لے نالہ ٹکایک گرم یہاں ہی تو گزرتو	حسرت کا حال پوچھے اگر یار اے صبا کیونکہ دردِ ہجر سے رورو کے مر گیا
حسرت کی یہی تجھے سدا عرض ہے یارب مست کیجیو دل اس کا گرفتار کسی کا	غم دے کے وہ ہوتا نہیں غمخوار کسی کا دلدار کسی کا ہے دل آزار کسی کا دیکھا نہیں کیا دیدہ خوں بار کسی کا کردیجیو احوال ٹنک اظہار کسی کا یہ سینہ پُر داغ ہے گلزار کسی کا
محرّر نے ازل کے صفحہ تفتدیر پر لکھا زبس تشبیہ تھی صورت کو میر نام مجنوں سے ہوا تو بیاں تنگ مشہور خوزیروں میں اے کالم عزیز و اپنے خط میں حال میرا اوسکو لکھ بھیجو	نہیں لکھنا تھا خوں عاشق کا بے نصیر پر لکھا مُصوّر نے مرا نام اس لئے تصویر پر لکھا کہ سب نے نام جسکے واسطے شمشیر پر لکھا جو اب نامہ کیا و سنے مری تحریر پر لکھا
مے اب بند آہن کی طرح تقدیر و حسرت ہمارا قید ہونا زلف کی زنجیر پر لکھا	
بیاں کیا کچھ اوس ہر رواں قد و قامت کا	بلاہ آفت جاں ہی نمونہ ہے قیامت کا

ہم ہیں گدا پیاسے تو ہے شاہ کیا ہوا اے آہ تجھ کو نالہ جانکاہ کیا ہوا		گر ایک بوسہ تو نے دیا اپنے لب کی خیر جینے سول تنگ ہی لیجا توجی کو ساتھ
	حسرت یہ آہ مڑے دل میں رہ نہ جائے ٹمکے بیکھا دسکو تو کہ وہ دلخواہ کیا ہوا	
جس کو دیکھا سو بیوتا دیکھا ہم نے کتنوں سے دل لگا دیکھا دن بدن درد و غم سوا دیکھا ہم نے دنیا میں آکے کیا دیکھا سخت اس کام کو بُرا دیکھا ہم نے سو سوطر ح بھلا دیکھا کیا اٹھیں سخت ماجرا دیکھا	ق	کوئی اپنا نہ آشنا دیکھا ایک نے بھی نہ کی دنا ہم سے کوئی دم عشق میں نہ خوش گذرا یار ہے دُٹھین یار ہے غم میں جی ہی جاتا ہر عشق میں آخر بھولتا ہی نہیں وہ دل سے اوسے کل گئے پاس ہم جو حسرت کے
	راہ میں سنتے تھے کہ ہے بیمار گھر جو پہنچے اوسے موا دیکھا	
سُن لیجیو کہ جان سے اپنی گذر گیا کیا جانے وہ جنون کا مارا کدھر گیا اتنا ہماری آہ سے یارب اثر گیا اے مہرباں سراغ کو بین در بدر گیا		دل نا اُمید اب کے ترے در سے گر گیا مُدت ہوئی کہ دلی خبر کچھ نہیں ملی ہم اپنے جی سے گزے نہ آیا وہ اسطر تشریف کس کی بزم میں رکھتے تھو رات آپ

	روٹی ہی اوسکو گزے ہے ہجر میں شیرات دن حال میں کیا بیاں کروں حسرت بقیار کا	
لے دل اگر ترپنا تیرا میری رہے گا جاتی رہی بصارت آنکھوں سے روتے روتے ایکجا رہیں گے دونوں یہ تو کبھی نہ ہوئے رہنے دے کر کو ساقی بہتو چلے یہاں سے	کا ہیکو تو بجے گا کا ہیکو جی رہے گا رونا بھی مجھے یا رب ایک دم بھی رہے گا یا میں ہی یاں رہو نگا یا غیر ہی رہے گا قسمت میں حبلی ہو گا سو جام پی رہے گا	
	حسرت اگر جنوں ہے تو چاک کر گریباں ناصح کو گرہے سینا تو بچھ بھی سی رہے گا	
تو اوس حسرت کسی سے حال اپنی دل کا مت کسنا ہمارا راز نہ پاں اب نہوجا دی کہیں افشا زیادہ اس سے ہوگی سبکی کیا غیر سے ظالم ڈھاجا تاہی دل آگے ہی پھر تو کیونکہ جیو گیا	مرا ہی جوئے غنچہ ن جگر کو پی کے چپ نہنا خدا کی واسطے اتنو آنکھوں سے مت نہنا جو کچھ آؤ تیرے دلیں تجھے کسنا مجھے سہنا یکایک امی بلے ہجر اسے سر پہ مت ڈھنا	
	عجب ہو حال میرے جو کوئی کچھ بات پوچھو ہے تو رونا زار حسرت اور اوسکے منہ کو تک نہنا	
کس کی نگہ کا تیر لگا آہ کیا ہوا کوئی دم کی بات ہو کہ یہ تھا بقیہ قرار دل کنتا تو تھا چلو نگا میں ہمراہ نقش کے	تڑپے ہو دل مرا سے اللہ کیا ہوا کیا آفت اسے آگئی اللہ کیا ہوا اب کیوں نہیں ہے آہ وہ ہمراہ کیا ہوا	

کرتی ہیریل اشک اپنے ہی گھر خراب جوں بال مرغ لے کوئی بالمش کے واسطے	مت جان چشم و دل کو درد بام و در کا ایذا میری ہی باعث آرام اور کا
قسمت کی بات کیا کہیں حسرت کلاؤ کا خلق آغاز مجھ سے تھا ہوا انجام اور کا	
پوچھ مڑگاں سودل افکار ہوں کن کا ان کا نقص جاں دید میں خوبان کی سلسلہ سہولے یاں تو کیا حشر کے بازار میں پیاری کیوں گر کریں مجھ پہ بتاں ظلم تو بلوانہ کرو حسرت آئے تھے یہ خوشخوار جو تلوار لئے	خستہ وزخی و سرشار ہوں کن کا ان کا اسی بھی طالبِ یدار ہوں کن کا ان کا خوب رویوں میں خریدار ہوں کن کا ان کا دیندار وہیں گنہگار ہوں کن کا ان کا بتلا اندول ای یار ہوں کن کا ان کا
کن کا سہل ہوں انہیں کی قرۃ خونی کا کشتہ ابروئے خم دار ہوں کن کا ان کا	
زخمی بشمار ہے تیغ جفا سے یار کا خستہ دلوں کا خون دل ہوئے تو ہی بجائے مڑ خانہ دل کو ڈھکاہ کر سل میں لے بہا دیا ساتھ نہیں وہ گلزار خاک کریں چمن گئی گر ادھر آئے تو ایک صیفِ ضعیف یاں بھی ہو یارِ سودریوں ہیں پھینک یا ہے یہ غضب	کس سے کہوں میں جا کا آہ حال دل نگار کا پر تو سمجھ کے سچو ڈر ہی مجھے خسار کا خانہ خراب ہو جو دیدہ اشکبار کا کس کو خوش آئے اوس بنا دید گل بہار کا ہنسنے نہایت تھکاوہ شوق بہت تنہا کا ہنسنے کیا تھا کیا گناہ گردش روزگار کا

پھر ادم قتل کو آنکھوں سے اشارہ کیا
ساتھ پھرتا ہے مرا ماہِ بد اطوار و نکے
وصل گل کا تجھے نالوں سے ملائے بلبل
بوسہ لب لبال بیمار کی قسمت نہ ہوا
شعلہ شمع پہ تو جل ہی گیا پروانے
کشورِ دل پہ عجب جس میں سحرِ شکرِ غم
اگر گیا ایک نگہ پھر کے نہ دیکھا ایدھر
صبح کو تو جو لبِ بام پہ آیا اے مہر
دیکھ لیتا کوئی دم میں بھی تجھے بھر کے نگاہ

نیم سہل ہی رکھا کام ہمارا نہ کیا
ای فلک نیک مرا تو نے ستارہ کیا
بھولا جو ساتھ ترے میں بھی بچا نہ کیا
درد کا میرے سچا زخم بھی چارا نہ کیا
آگ جلتی میں گرا ہائے کنارہ کیا
عیش و عشرت نے کبھی پنا گزاری نہ کیا
ساقیا جام کا پھر دور دو بار نہ کیا
کیا کون آہ میں کس کس نظر نہ کیا
سامنے ہو تو کا پر دل ہی فی یار نہ کیا

تشنہ لبِ عشق میں دنیا سی گیا امِ حسرت
آبِ خنجر کے تئیں جس نے گوارا نہ کیا

مثلِ نگیں ہے کامِ مرا کام اور کا
جوں مہر و ماہ گردشِ گردوں سے دہریں
نپنچشِ پاک بھکوسرِ غاوسِ گلی میں ہی
ماسنہ شیشہ خالی کریں اپنی دل کو ہسم
میں شکوہ اوس سے کیا کروں یار و کبیرِ غرض
ای ہنشیں اوس کی تو یہ گفت گو نہیں

مجھ کو ملا جو نام سو ہے نام اور کا
اب دورِ صبح اور کا ہی شام اور کا
یعنی نہ آچہرا ہو میاں گام اور کا
تب ساقیا بھرے ہی کہیں جام اور کا
کب آشنا ہو وہ بُتِ خود کام اور کا
لایا ہی میرے پاس تو پیغام اور کا

<p>دلیں سو بات تھی پر اُسے جو پوچھا احوال اک نگاہ بھی اوسے دیکھا نہیں عاشق ہو کر یاں تلک اوسکو وفادار کیا ہنسنے کہ آہ دیکھو بخت کی خوبی کہ ملا ہمو قفس؎</p>	<p>مجھے کچھ درد کا اظہار ہوا کچھ نہ ہوا مفت میں مین تو گنگار ہوا کچھ نہ ہوا ایک عالم کا وہ دلدار ہوا کچھ نہ ہوا اور جدا یوں گلِ دُگلزار ہوا کچھ نہ ہوا</p>
<p>کاش کہ عشق جتنا نہ مین اوسکو حسرت میری صورت سے وہ نیرا ہوا کچھ نہ ہوا</p>	
<p>مجھے ٹک سانس بھی یہ دردِ غم لینے نہیں دیتا لکھوں جب تجھ کو خط بٹے سی میرا ہاتھ کا پڑے رکھے ہوتیخ پر وہ ہاتھ اور یہ منع کرتا ہے اجل سو بار آئی رنج میرا دور کرنے کو چلا وہ شوخ عین شدتِ گریہ میں نصحت ہو تمنا خاک کو میری قد ہو سی کی ہے لیکن دل بیتا بچوں ہو جاوے یا سینے سے گم ہوے کروں اللہ کو جب یاد ادا و سکو رحم آتا ہے</p>	<p>عجب کچھ دردِ دل میں کہ دم لینے نہیں دیتا تراڈر ہاتھ میں مجھ کو قلم لینے نہیں دیتا ہماری قتل کی دشمن قسم لینے نہیں دیتا وے احساں مجھے تیرا کرم لینے نہیں دیتا مری آنکھوں سے ٹک اشکوں کو تھم لینے نہیں دیتا چلے ہی بچ کے وہ ظالم قدم لینے نہیں دیتا مجھے ٹک چین یہ چھاتی کا جم لینے نہیں دیتا خدا کا نام ہی مجھ کو صنم لینے نہیں دیتا</p>
<p>نرکھ تو ہاتھ حسرتِ دل پہ اوس مرغا نکلو لینے دے چھپاتا ہو دل وں سے ہے ستم لینے نہیں دیتا</p>	
<p>کون سا رنجِ فلک ہنسنے گوارا نہ کیا</p>	<p>شہرہ مجنوں کو دیا نام ہمارا نہ کیا</p>

فلکِ فزیرِ زمیں بھی شکلِ خسانہِ مور
 کیسی آگِ ہیِ فرقت کی جس سے شامِ و سحر
 فقط جس کو تو دل ہی سے نالہ نکلے ہے
 اجل نہ کیئے ترے ہجر کو تو کیا کیئے
 یہ کیا ستم پر کہ برسوں ہوئے نہیں ملتا
 نہ کوئی مجھے ملے ہی نہیں کسی سے بلوں
 نہ کیئے کوہِ کنی ہو کوہِ کن کی طرح
 بہارِ غم سے ہو دل اور چشمِ پُرخوں کی
 بتوں کی ابرو و مژگن کا جو رست پوچھو
 کہاں تیر کا ہوتا ہی ملے وارِ سویاں

و یا نہ رہنے کو ایک مختصر مکانِ جدا
 جلے ہی مغزِ جدا اور استخوانِ جدا
 کر رہی ہے نالہ میرا دلِ جدا زبانِ جدا
 کہ آہِ جسم ہی پیچھے کرے ہے جانِ جدا
 وہ شخص جو کہ نہ ہوتا تھا ایک آنِ جدا
 تیری سبب ہی ہوں عالمِ کدِ میانِ جدا
 ہمارے عشق کا ہی جانِ امتحانِ جدا
 ہمارے باغ کا آتا ہے باغبانِ جدا
 لگے ہیں گھاؤ ہر اک کچھ ہر ایک آنِ جدا
 کرے ہی زخمی جدا تیرا و رکمانِ جدا

شبِ صال بھی حسرت کی شکل ہی میں آج

رقیبِ جاگینِ جدا اور یاسبانِ جدا

عشق کا پھر مجھے آزار ہوا کچھ نہ ہوا
 اتنا رسوا یہ دلِ زار ہوا کچھ نہ ہوا
 نہ فلک ہی بھی اودھڑا آہِ دغاں جا پہونچو
 اشک تو بہتے ہیں گر لختِ دل اگر نہ کوئی
 کاش اے آفتِ جاں تجھ کو نہ دیکھا ہوتا

دلِ محبت میں گرفتار ہوا کچھ نہ ہوا
 کچھ بھی یہ عشق سے بیزار ہوا کچھ نہ ہوا
 کچھ بھی وہ شوخِ خبر دار ہوا کچھ نہ ہوا
 نوکِ مژگاں پہ نمودار ہوا کچھ نہ ہوا
 دیدہ کیوں طالبِ یدار ہوا کچھ نہ ہوا

بہار آتی ہو ٹکڑے ہو گئے پیراہن گل کے	ہوا ایسی چلی تو یہ گریباں کب نظر آیا
غزل کہہ دو بھی لباس زمیں میں تازہ امی حسرت ہمیں معلوم ہے تیرا مزاج اب تو ادھر آیا	
<p>رقیبوں کے حوالے کر کے خط کو نامہ بر آیا اوسکو میں نے سمجھا آہ مرغ نامہ بر آیا نہ آیا ہکو یہ بھی ڈھب لگ چلو گف پاسے نہیں غنچوں سپہنم اوس ہن کو وصف اوجو عدم کی کیفیت مت پوچھ بیچا نہ ہو ایکہ بھی نہ روا چشم بس کر سو گواری اب تیری خاطر یہ آنکھیں تو کیسی شکل دیکھے سے ہوئیں حیراں جو دل لینا مرا منظور تھا میں دے چکا تجھ کو پیوں کہ جام و اغیار بھی ٹھہریں مغل میں گیا تو دیکھ اوجرخی کو زلفوں میں نہ لگ جانا مثل مشہور و دنیا میں دل کو تو سن رکھ</p>	<p>عزیزو کیا کموں قاصد تو میرا کام کر آیا دل آیا اوس طرف سے تیر جو اس جان پر آیا غنیمت ہی حنا تجھ کو جو اتنا بھی ہنر آیا یہ لذت دی کہ پانی منین ہر غنچہ کے بھر آیا کہ وائے جو کوئی آیا سوست و بے خبر آیا تسلی کو مرے سینہ سے دل آیا جگر آیا بھلا بتا تو اوائی نہ تجھ کو کیا نظر آیا کہ روں قربان تجھ پر جان اپنی اب کہہ دیا میری آنکھوں میں اوجو دیکھتے ہی خون او تر آیا تیرا گھر ہو تو اس عصی میں بھی مجھ تک اگر آیا نہ بھولا شام کو بھی صبح کا پھر کہ جو گھر آیا</p>
<p>نہیں دیکھا اوس پر اونی چشم قمر سے دیکھا جو حسرت اوس گلی سے آج پھر با چشم تر آیا</p>	
اسی جہان میں کھڑی ہیں ہم جہان جدا	حباب وارہ اپنا بھی آسمان جدا

<p>یہ گرد و خاک زیب ہی ہر خاکسار کے تیرے قدم سے جبکہ جدا ہو کے رہ گیا کہتا ہی تو کہ نقش کو تیرے جسے غش کیا</p>	<p>کب گرد و کاروان ہو رو پوش نقش پا مبہوت کی طرح نہیں ہو پوش نقش پا ایک خلق رہنڈ میں ہو پوش نقش پا</p>
	<p>حسرت ہو ای خاک نشیں تو تو کچھ نہ بول بھاتی ہی مجھ کو صورت خاموش نقش پا</p>
<p>دونو جہان کی قید سے ہنسنے فراغ پا ٹھوکر سے تیری عرش پہ پہونچا مرا فراغ دشمن ہماری چال پہ جلتا تو ہو دے تو سن نہ نقش کاچہ تاریک میں گر آئے تیری گلی سے اوٹھ نہیں سکتا مرا قدم غنجہ کے دلوگوں کرے یہ رنگ رو ترا</p>	<p>آئیے تھیرا ہ دوست میں او سکا سراغ پا کیا ہی عجب اگر نہ بڑھا دے دماغ پا کب رہ سکے ہی پر روش کب نہ سراغ پا لائے نہ راہ راست پہ جب ہو چراغ پا باہر چین سر رکھ نہ سکے نخل باغ پا رنگِ حاسی دیوے ہے لالہ کو دلاغ پا</p>
	<p>حسرت کو نہ خستہ نہ دی اک جام می فروش او سکا یہاں سے اوٹھ نہ سکے بے اباغ پا</p>
<p>بجا تجھ کو مرضِ عشق سے ملتے حذر آیا نہیں معلوم یار و آج کی دھڑکاندا نکلا ہی کشاکش اس طرف شان کی او دھر پہنچ نہ تو کر کل وں کو چو میں جانکا جو میں دل و گمارو</p>	<p>کہ آئینہ میں شکل اپنی جو دیکھی مجھ کو ڈر آیا کہ سب کتنی ہیں تیرا ماہ رو وہ سہمہ بر آیا مرا یہ ناتوان دل آہ کب لائے بر آیا جہاں گھائل ہوا تھا میں وہی پھر رہنڈر آیا</p>

ہاں بعد فنا اوڑا کے لیجاے	اک روز صبا غبار اپنا
تو آنے کو یاں کے دن گزے ہے	ہم کرتے ہیں دم شمار اپنا
تیرا تو تب اعتبار کیجے	جب ہوئے کچھ اعتبار اپنا
<p>حسرت کو دکھائے مرتے مرتے منہ آن کے ایک بار اپنا</p>	
<p>کیوں نہیں تھمتے ہیں آنسو چشم تر کو کیا ہوا ایں فلک یہ سحر کی شب ہے کہ روز وصل ہے کس کے بس میں آگیا تھا ہاے مرغِ نامبر صبح دم نالے سحر کے جتنے تھے خالی گئے کوئی پھر آتا نہیں گوئی عدم سے اس طرف ایک سو ایک لاس زمانہ میں ہے اس سوختہ شاید اس کو چرچین جا کر وہ بھی ٹھوکیا اس اس قدر آوارگی کسے سکھائی ہے تجھے خانہ آباد اس طرف تو دیکھ کیا انصاف ہے</p>	<p>ہو گیا دریاے خوں میرے جگر کو کیا ہوا سو برس کی رات کی تو نے سحر کو کیا ہوا کیون اُٹو تر ہیں اسکے بال پر کو کیا ہوا ایں دعاے نیم شب تیرے اثر کو کیا ہوا کیون یہ رستا بند ہے اس رگدڑ کو کیا ہوا کوئی خوش آتا نہیں میری نظر کو کیا ہوا بولے ہی بہکا ہوا اپنی ممبر کو کیا ہوا روز گھر سے اٹھ کر جاتا ہی کہ گھر کو کیا ہوا غیر کا گھر تھک چکا یا میرے گھر کو کیا ہوا</p>
<p>دادیاں دیتا نہیں کوئی کسی کے جور کی ہاں حسرتِ خوب رویوں کے نگر کو کیا ہوا</p>	
ہم ملے خاک میں ہوئے ہمدوشِ نقشِ پا	رخصتا قدم کہ ہوویں ہم آغوشِ نقشِ پا

خرید کرنے پر دیکھے جو تمنے ناز کیا
ہلاک اپنے جو صید و نکا تمنے ٹک چاہا
رقیب حشر کے دل تجھ کو منہ دکھا وینگے
بنائے تیغ تجھے تاکہ قتل کرنی کو
ہزار بل کئے اور دور آپ کو کھینچا
رکھے ہے آپ ہی ایسی حنین یہ آواز
خدا نخواستہ کچھ ہم نہیں ہیں بد اطوار
نگاہ رحم کی ٹک کیجے اس دل و جاں پر

تو جان لو اسے ہمنے یو نہیں نیا ز کیا
اجل نے آتے ہی جگل کو مچپہ بار کیا
جو اس کی تیغ نے گردن کو سرفراز کیا
فلک نے اس لئے آہن تلک گداز کیا
جو اس کی زلف پہ بین ہاتھ کو دراز کیا
کہ دل نے نالہ فی سے کبھی نہ ساز کیا
ہمارے ملنے سے کیوں تو نے احتراز کیا
خدا نے جو تمہیں جاں بخش و دلواز کیا

عمیاں کیا اور آخر نگاہ حسرت نے
ہزار شکل سے پوشیدہ ہمنے راز کیا

دل سپر نہیں اختیار اپنا
لایا نہ کوئی چہ راغ و گلن
جوں لالہ بہار کر رہا ہے
کی دل نے بھی آہ بیوفائی
کیا مٹی تھی وہ تجھ میں چشم ساقی
جیتا اس دلو کو جانے مت دو
مکن ہی نہیں کہ جیتے جی ہو

افسوس کیا قرار اپنا
سیکس ہی رہا مزار اپنا
یہ سینہ داغدار اپنا
کوئی نہیں نگار اپنا
ٹوٹا نہ کبھی خسار اپنا
چھوٹے ہے کوئی شکار اپنا
اوس کو چے میں پھر گزار اپنا

ق

خوں میں اب کیونکر نہ رو و فتنی پائے نگار
جانتا تو پھینکے تیا چاک کر سینہ کو دل
شہر ت گر جلائے جی سے اور کچھ بس نہ ہو

لے گئے دل چھین کر اور ہاتھ میں ملتا رہا
آہ یہ دشمن مجھے پہلو ہی میں پلتا رہا
ہم سدا دیکھا کئے اور غم سے دل جلتا رہا

گو کہ مثل سایہ چاند ہو سیہ ستر تا قدم
شعر حسرت کا ہمیشہ روز ہی ڈھلتا رہا

کیون بچایا ہو دل بیتاب نے غل کیا ہوا
یوں خزاں آئی مچن پر ہائے بلبل کیا ہوا
قتل کر نیو کرے کیا چاہیے شمشیر و تیر
کوئی آیا سنگدل مچو ارنیائے میں آج
ہو گئی کچھ اور ہی تیوری تمھاری ہو غضب
نا تو اں دل کی تو کم آتی تھی نالے کی صدا
وصل کی ہر چند شب کو تاہ ہوتی ہے بہت
دل تو میرا ہو گیا آشفۃ او سکی زلف سے
ایک دن تقدیر پاؤ صبر کو دیوے شکست
بس ہر لے حسرت فتنائے نکال کی ہیں یقین

صبر کیا آفت پڑی تجھ کو تحمل کیا ہوا
لالہ و سون کہاں ہیں سنبل و گل کیا ہوا
غمرہ کی دھڑ تیرا ناز و نغما فل کیا ہوا
شیشے سب توڑ پڑے ہیں سا قیال کیا ہوا
لطف وہ کیہ گھر گیا پیارے تفضل کیا ہوا
چشم تیری آنسو و نکاب تسلسل کیا ہوا
کہ تو زلف یار اب تیرا طاول کیا ہوا
تیرے کیوں ہو ہیں پریشان تجھ کو سنبل کیا ہوا
گو نہ اہل حرص کر بیٹھے تو گل کیا ہوا
جاہ و دولت گر نہیں تو کرتا تل کیا ہوا

حیرت آئینہ کو ہر اسکندر و جمشید پر
یعنی وہ کیہ دھڑ گئے اونکا تجھل کیا ہوا

نہ کھولا لب کو شکوہ نہ تری چشم اشکوں سے مجھے ناصح بتاتا ہی تو اب کیا جنتا و رنخ نہ در تکے رہی نالش نہ تجھ پر خون کا دعویٰ سدا اکتا ہوں مرزا زیت اور مرگ کو جینا خطا او کی رقم پر مین کر دل جاری معاذ اللہ	غضب کو لطف کر بوجھا جھا کو مین فنا بھجا امید اور مین سمجھا عمل سمجھا جزا بھجا تجھے جلا دین دیکھا سوا پناہوں بہا بھجا بقا کو مین فنا بھجا فنا کو مین بستا بھجا جو مجھ پر نیک بد آیا سوا پناہ مین لکھا بھجا
-----------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------	-----------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------

کیا لاکھوں کو جنو ایک ہو اور ایک کو لاکھوں
سو حسرت دھند اور کثرت بہت سمجھا بجا بھجا

کیوں میرے خون سے شمشیر کو آلودہ کیا جی دیا صبر کیا خاک ہوا پر نہ ہلا زیت مین بادہ کشی حسن پرستی ہو مزا دہر معیار ہو یاں قلب کا سودا نہ بنے	آپ نے رنج اوٹھایا مجھے آسودہ کیا جو کہا آپ نے مین آپ کا فرمودہ کیا اس سوا جس نے کیا کام سو بیہودہ کیا فائدہ کیا ہو اگر شمس کو زرا ندودہ کیا
-----------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------	------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------

اوٹھ گئے داد جو دیو تھے سخن کی حسرت
کہہ کر اشعار قلم کو بھی مین فرسودہ کیا

جب تک سید مین دل تھا دل بھی چلتا رہا نخت دل نوک قرہ پر پاؤ نہیں سب آبلے اوس نگاہ گرم کی یار و دورنگی دیکھو تکو سب ہو گی خبر لے ساکنانِ بزم یار	بے چراغ اب گھر ہوا مالک تھا سو چلتا رہا مین بھی اس گلشن میں آکر کھپوتا پھلتا رہا شیع پانی ہو چکی سب اور مین گلستا رہا دیکھتے ہی شکل میری وہ کدھڑلتا رہا
---------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------	------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------

سحر ہوئی آہ اور گھر سے نہ وہ خوشیدر و نکلا
فلک نہ کون سا بخوار زیر خاک گاڑا تھا
لگی جوں شعلہ فانوس پیراہن میں آگ اسکے
تری خوشخوار یونے ہم کہاں انیم بسر آویں
خجل ہوں ناصحا سنہیں اٹھا سکتا گریبانو
نہیں سوراخ زمین در بستے ترے ظالم
میرا بخت سیاہ شام اب ہی سیر کے قابل
تیرے قدموں کے نیچے خاک بھی ہو نہ پایا یہ
اجل ست گریاں جی موت ہو چھریں اوٹن
کیا تھا کل ہی اسکی پشت پا نہ کو شمرندہ

جو وہ پیدا ہو تو اسی جہنم جانوں کہ تو نکلا
گل اور غنچہ جو لیکر ہاتھ میں جام و سب تو نکلا
کہ جسکے پاس ہی ٹنگ گرم میرا شعلہ خون نکلا
فشارِ دل کیا تو نے تو پھر لٹا لہو نکلا
کہ پھر میرے گریبان میں ہزاروں جباروں نکلا
کیا تھا ضبطِ نالہ ہاں پھر پھٹ کر گلو نکلا
کہ ساری شتم پر میری یہ ظالم ہو کے مون نکلا
گلی سے تیری دل فوس ہے پر آرزو نکلا
ترا ہو گا یہ دانگیر جوتن سے کھو نکلا
سو پھر اسات کیا منہ لیکر او سکے رو برو نکلا

ہمیں بھی کل وہی دن ہو خوشی کبریات کی کچھ
ہوا کیا حسرت او سکے گھر سے جواپنا عدو نکلا

دوا نہ بچا دل کہتے تھے ہم اس نے کیا سمجھا
سمجھو عاشقوں کی کافر و دیندار سے باہر
کبھی بُوگل ہی پہچانی کبھی گل بو سے پہچانا
تھے اور آپ کو پایا میں جیسے شخص اور سایہ
کری ہے دل محبت پر محبت کو جو یہ ناداں

غرض سمجھ تو جانا یہ جو کچھ سمجھا بجا سمجھا
کہ عاشق تجھ کو بُت سمجھا نہ بُت سمجھا خدا سمجھا
تھے تجھ سمجھا میں ہر صورت جدا سمجھا بلا سمجھا
نہ بیگانہ کوئی نہ دیکھا نہ کوئی آشنا سمجھا
بھلا سمجھا بُرا سمجھا بُرا سمجھا بھلا سمجھا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کیا حمد کہوں تیری مجھے کچھ نہیں یارا
سبحان تیری ذات کہ احمد سو نبی نے
وہ جا ہے تیری کہ نبی اور علی بن
وہ ساقی کو ترکہ پیسہ کا وحی ہے
ساقی غم کو نین سے دل تنگ ہوا ہے
گر سمجھو حقیقت تو جو تھا طور کا شعلہ
ٹنک سیر کر اے گل کہ تجھ میں رکھی ہے
آہ لے بت سنگین دل بے مہر و مروت
نیت وعدہ ہی کرتا ہو کہ میں قتل کرونگا
نہ تیرا سناں چاہیے نہ خیر و شمشیر

یا من خلق الخلق ولیلاً و نهاراً
و تدبیر تیسک ستراً و جہاراً
ہرگز نہیں او سجا پہ فرشتہ کا گذرا
من شاربہ الکاس فیاتی بکارا
پھر مجھ کو پلا جام سے صاف دو بار
اوسلا دتے فلو جلوی ہم لفرک خارا
آہے سحر البر و علینا بجا را
وجہ لک کا الورد و قلب کجبارا
ایشوخ تغافل تے تیرے مجھ کو تو مارا
کافی ہو نگہ یا تیرے ابرو کا اشارا

ہر وقت کے رونے سے جگر کیا کرے محنت

قد احرقہ الدمع ولا یکن ناراً

